

کتاب خانہ تصفیہ سکاڑی عالی حیدر آباد دکن

۷۲۳۰  
۲۵

نمبر دجلہ

آخر کتابان ۱۳۲۱

تاریخ دجلہ

فقہ الاکبر (مع ترجمہ اردو) فقہ حنفی

نام کتاب

فن کتاب

نمبر کتاب فن مذکور

۵۰۳

تلك الدين القاب

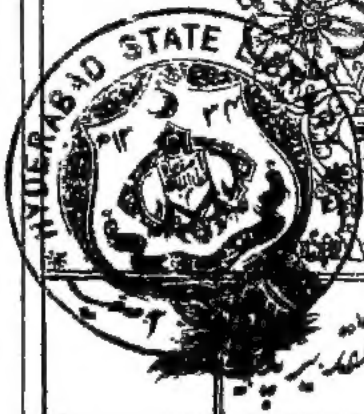
# كتاب الفقه الكبير عن أهل البيت الأطهار

من التلخيصات القوية البديعة المختارة والتصنيفات الإلهية النيرة المعجزة المعجزة الزينة  
لما روي في أهل بيت النبوة ناس الشريعة ناصر الطريقة الجيدة والسيرة على رأس المائة الثالثة  
من الهجرة لولا العادة السنية تأييداً من طريقتهم أهل السنة لإعطاء حسن على المعروف  
(حسن الزمان) قاسم على بن ذوالفقار على بن أمار على المهدى الفاطمي بالانتساب له لا من  
الجزيرة الذكوانية الانتساب إلى أبيه في الدين كان له رتبة مشرفين من قبله من قائله أحد من يعرفه له  
مفتاح من ملكه الأحاد في مشتاق في ملكه العهد  
عبد به غلام أهل للفقه من يكن له فقه أحد

طبع في المطبع في الواقع في دار الكتب  
قد كان في دار الكتب في دار الكتب



# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



شہد الحمیرہ آن نقشک خاطر میجو

آخر آمد ز پس پر دہ تقدیر پیا

مسلمانان رومی زمین کو نوید و مہمان اہل بیت علیہم التہیۃ والسلام کو شردہ مزید کہ عالیجناب معلی القاب افادت  
نصاب افاضت مآب رشادت انتساب فخر حجان و جہانیاں افتخار ایمان دایمانیاں مولانا المولوی  
المصطفیٰ المجتہد المفسر للقرآن حسن اقران برگزیدہ حضرت رحمن ویزدان مخصوص افضال و حسان  
ایزد و منان المشار الیہ بالبنان عین الاعیان و انسان الانسان السید السند حسن الزمان محمد  
لازال فیوضہم ممتدۃ فی الدوران - آج کل افادہ و افاضہ علوم اہل بیت کی طرف متوجہ ہیں - جن کو  
حضرت نے چالیس سال کی محنت و مشقت مشبانہ روزی سے فراہم فرمایا - اور انیس کتابوں میں  
ادون کو مدون کیا ہے - درحقیقت یہ علوم و معارف کا گلزار جو آپ کی محبت و محنت کی دستیاری  
و بیداری دیدہ کی آبپاری سے سرسبز ہوا و پھولا و پھلا ہے - اگر اوسکو مصداق مَالِ اَعْيُنِ رَأَتْ

وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ نَبِيِّ كَهِنٍ تَوْبِجًا هُوَ - اور الحق قابل گلشت دید و لایق نظارہ شنید ہر - مولانا نے است مرحومہ میں یہ وہ کام کیا ہو کہ اس تیرہ سو برس میں کسی کا طائر خیال اس کے گنہہ ربام حال تک نہیں پہنچا تھا ذلک فضلہ اللہ یؤتیہ من تشاء واللہ ذو الفضل العظیم چنانچہ ادن کتابوں کی تفصیل یہ ہے -

- (۱) الكتاب الاول كتاب فقه الايمان المسمى بكتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر -
- (۲) الكتاب الثاني كتاب العلم المترجم بكتاب اصول رواية العلم عن اهل بيت مدينة العلم -
- (۳) الكتاب الثالث كتاب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية -
- (۴) الكتاب الرابع كتاب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل -
- (۵) الكتاب الخامس كتاب فقه الاسلام عن اهل بيت النبوة الاعلام -
- (۶) الكتاب السادس كتاب قراءات القرآن عن اهل بيت الذكر والاتقان -
- (۷) الكتاب السابع كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان -
- (۸) الكتاب الثامن كتاب انباء العالم عن آل النبي المكرم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم -
- (۹) الكتاب التاسع كتاب الحكمة والمرعطة عن اهل بيت الفطنة والمعرفة -
- (۱۰) الكتاب العاشر كتاب الادب عن اهل بيت النبي المؤدب عليه وعليهم صلوات الرب -
- (۱۱) الكتاب الحادي عشر كتاب الطب عن اهل بيت الحب صلى الله عليه وآله وسلم كما يرضى لي بحسب



(۱۲) کتاب الثانی عشر کتاب الادبیۃ والاذکار عن اہل بیت الہار الملقب بالصیحة الفاضلة

(۱۳) کتاب الثالث عشر کتاب نقہ الاحسان عن اہل بیت الحکمة والعرفان -

(۱۴) کتاب الرابع عشر کتاب آیات النبوة عن رايات الفتوة -

(۱۵) کتاب الخامس عشر کتاب جوامع الاخبار والآثار عن اہل البيت الاخيار -

(۱۶) کتاب السادس عشر کتاب الصحف المطهرة العلوية المحضرة الموقرة العلوية -

(۱۷) کتاب السابع عشر کتاب اصول العربية المحصول من المحضرة العلوية وفيه الاصول النحوية والقواعد

الصرفية والمأخذ الاشتقاقية ولوا در اللغات العبرية والعجمية المروية عن

اہل بیت النبوة واللطائف البديعية والبیانیة والطرائف المعنوية والاشعار البلیغیة

الماثورة عن اہل بیت النبوة -

(۱۸) کتاب الثامن عشر کتاب الكتب والمخطوط عن اہل بیت علو الرتب الملقب بمنہاج البلاغة

(۱۹) کتاب التاسع عشر کتاب معرفة الرجال الرواة عن اہل بیت الکمال -

یہاں مکتب جو کتابوں کے نام مندرج ہوئے ہیں اون سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہر ایک

کتاب جس علم سے متعلق ہے اس علم کی اضافت اہل بیت الہار علیہم السلام سے کی گئی ہے جس سے یہ

مراد ہے کہ ہر ایک علم کی بابت جتنے احادیث یا آثار ہر ایک کتاب میں مندرج ہوئے ہیں اون کی روشنی میں

سلسلہ ائمہ اہل بیت سلام اللہ علیہم اجمعین تک پہنچتا ہے۔ اور اون پر ختم ہوتا ہے۔ گویا یہ بتلایا گیا ہے

کہ حدیث افی قد ترکت فیکو ما ان اخذتوبہ لن تضلوا کتاب اللہ سبب بید اللہ و  
 سبب باید یکو و اہل بیتی پر کس حد تک اور کس اہتمام کے ساتھ عمل ہوا ہے۔ منجملہ ان کتب کے  
 بعض تو ایک ایک جلد میں ہیں۔ اور بعض دو دو اور بعض چار چار اور پانچ پانچ جلدوں میں۔ اور بعض  
 اوس سے بھی زیادہ اور وہ بھی ضخیم و حجیم۔ ان کتابوں کی غرابت و ندرت کا اوس نے پیمانہ یہ ہے کہ جیسا  
 اوپر ذکر ہو چکا۔ اس تیرہ سو برس کی وسیع مدت میں کسی ایک فن میں بھی کوئی کتاب اس التزام کے  
 ساتھ مرقون نہیں ہوئی۔ اور پیش کتاب تو درکنار۔ یہ محض بیان ہی بیان نہیں ہے۔ بلکہ کشف الظنون  
 و مدیۃ العلوم و الفنون و کتب اسانید الکتب وغیرہ جو کتب اسلامیہ کی فہرست سمجھی جاتی ہیں۔ و نیز دفاتر  
 فہرستہای کتب خانہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً قسطنطنیہ و مصر و لندن و فرانس  
 و جرمن ملاحظہ ہوں۔ جس سے اس بات کی پوری پوری تصدیق ہو سکتی ہے۔ پس جب اس متبرک تصنیف کا  
 یہ حال ہے تو کیا حیدر آباد خیر البلاد نہ کھلائے گا۔ جہاں سے ایسے علمی کارنامہ کا ظہور اور اشاعت  
 ہو رہی ہے۔ کیونکہ دراصل یہ کام تو بڑے بڑے نامی اسلامی بلاد میں جیسے مکہ مبارکہ مدینہ  
 نجف اشرف کربلائی معلی کاظمین مکرمین بغداد شریف قسطنطنیہ مصر وغیرہ میں ہونے کا تھا۔  
 الحمد للہ کہ یہ فضل و خصوصیت اس ہمارے شہر کو اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب کریم علیہ فضل و التحیت  
 و التسلیم کے طفیل سے عنایت فرمایا ہے۔ اور کیا ہمارے اعلیٰ حضرت بندگان عالمی حضور  
 رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان

ابن السلطان میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصفیہ خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و دولت  
 کا عہد معینیت جہد فخر و مجاہدات کا ذریعہ نہ ہو گا جن کی یادگار ایسی جلیل القدر و بے نظیر تصنیف ہو گی۔  
 یہ بات مسلم ہے کہ کسی دلی عہد کے لئے نہایت سچا اور قابل قدر وہی علمی کارنامہ  
 ہو اور اس کے مبارک زمانہ میں بروئے کار آیا ہو جس سے لوگ بلا قید زمان و مکان مستفید ہو سکتی ہوں۔  
 نہ ایسا یادگار جس سے مستفید ہونا کسی زمانہ سے مخصوص اور کسی مقام سے مقید و وابستہ ہو۔ ایسا  
 یادگار نہ بڑی بڑی عمارتیں ہو سکتی ہیں نہ پل نہ سرائیں وغیرہ وغیرہ بلکہ اسکا اطلاق صرف ایسے نادر الوجود تصانیف  
 ہی پر ہو سکتا ہے۔ بسا کا خاکہ محمود شہنشاہ گرد کہ از رفعت سرش با تا سما کرد + نہ بینی زان ہمیک  
 خشت بر جاے + بناء عنصری ماندست بر پاے۔ پادشاہ عالمگیر کے لئے نہایت سچا اور قابل قدر  
 یادگار قناداے عالمگیری ہے جس کی تصنیف کے لئے اٹھارہ علمائے اہل ولایت مامور تھے۔ اس  
 دو لاکھ روپیہ کے صرفہ میں وہ کتاب مڈون ہوئی تھی۔ اس کتاب کی شہرت اور اس سے جب قدر لوگوں کو  
 فیض پہنچا اور پہنچتا ہو وہ اظہر من الشمس ہے۔ حالانکہ مجملہ ان اونیٹس کتب کے جنکا ذکر اوپر ہوا  
 باعتبار جدت و ندرت کے ہر ایک کتاب کے ساتھ قنادی عالمگیری کو وہ نسبت ہو جو ذرہ کو آفتاب ہی  
 یا حسیض کو اوج سہ۔ ایسے کتب کی تدوین کے لئے فراہمی کتب اور نقل مضامین وغیرہ میں جو کچھ دقتیں  
 عالم حال ہوتی ہیں اسکا اندازہ وہی لوگ بخوبی کر سکتے ہیں جنہوں نے تصنیف و تالیف کی مشقت کو  
 اپنی دوش ہست پر لیا ہو۔ بہر حال مولانا ی مدوح کو ہر وقت اسکا خیال تھا کہ جس گرانایہ کام کی بنیاد

انہوں نے ڈالی ہوا رسکو بقدر جلد ہو سکے انتقام کو پہنچا دین - مگر بسبب ضعف کے جو مقتضائے  
تجاوز و تسنن ہی کیا مینبغی اہتمام کا نہ ہونا موجب کمال ملال تھا - یہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ دل خراش  
ایک اور بات تھی وہ یہ کہ جناب مولانا سے مدوح مسودہ بھی اپنے ہاتھ سے تحریر فرماتے تھے - ۱۲  
مبعض بھی - اور بایں زبان مبارک سے اکثر بھی ارشاد ہوتا تھا - کہ "اگرچہ ہمیشہ دل ہی چاہتا رہا کہ  
اس سعادت خاص میں کسی کی شرکت نہ ہو - مگر اب خصوصیت کا زمانہ نہ رہا جو چاہی شرکت حاصل کرے -"  
اور یہہ مقولہ سننے والوں کے دلوں کو بے چین کر دیتا تھا - مگر شدہ شدہ یہ صدا ہمارے ہر دل عزیز  
عالیجناب فلک رکاب نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا بجا و  
مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہم کے گوش حق نبیوش تک پہنچی - چنانچہ جناب مدوح  
بنظر احیاء علوم دین نبوی علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام دولت ابدیت جدر آباد و کن  
صاہنا اللہ عن الشرور والفتن کی جانب سے بطریق یادگار حضرت  
اسکی تکمیل و اشاعت کے لحاظ سے مصارف عملہ و طبع سے استعاذ فرمایا - جزاء اللہ الخیر  
عنا وعن جمیع المسلمین - اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہر گاہ یہ کتب عربی - میں تصنیف ہوئی ہین تو  
بتطہر سہولت فہم مضامین مع ترجمہ اردو طبع کئے جائیں - چنانچہ اس نیت خیر کا یہ اثر ہی کہ پہلی کتاب  
یعنے کتاب الفقہ الاکبر عن اہل البیت الاطہر مع ترجمہ طبع ہو رہی ہے - اور امید ہے کہ  
بہت جلد مشتاقین و منتظرین اس کے مطالعہ سے فوائد کثیرہ و حظ وافر حاصل فرمائیں گے -

المختصر الدال علی الخیر کفار علم -

ہم نواب مقتدر جنگجہا در کے نام نامی کو بھی یہاں فراموش نہیں کر سکتے کہ  
جنہوں نے خالصاً لوجہ اللہ ایسے سرگرم کام کے سر انجام کے لحاظ سے ان تمام واقعات کو  
عالیجناب نواب مدار المہام سرکار عالی کے سمع مبارک تک پہنچا کر ان کتب کی تکمیل و اشاعت کی  
بنیاد قائم کر دی۔ باریک اللہ فی سعیہو و جمیع مقاصد ہو۔

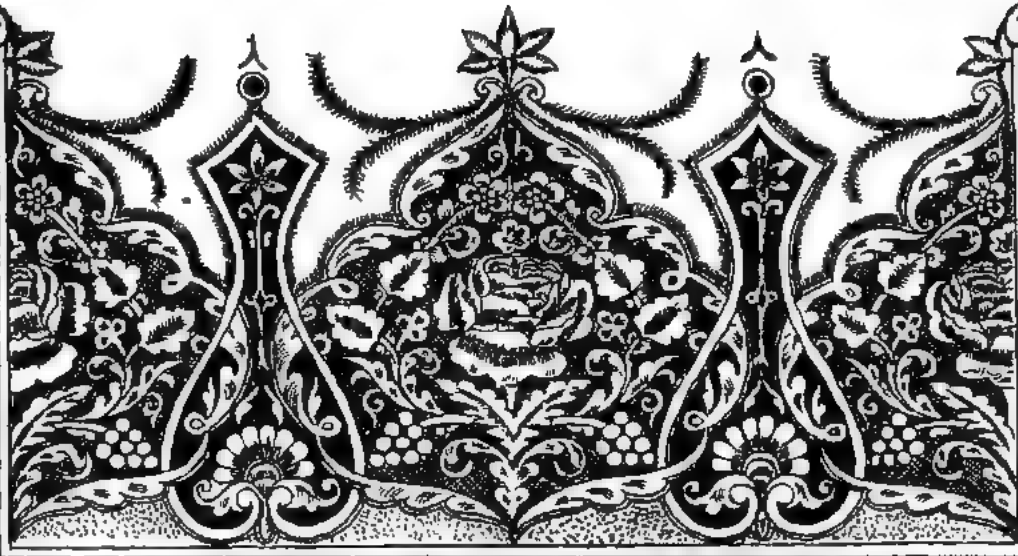
اضعت عباً واللہ الصمد

غلام احمد









أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مفتاح كل كتاب كرايم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اللهم لك الحمد واليك المنة والمشتكى وانت المستعان ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ونستعينك على فساد ديننا ونسألك صلاح امرنا كله الحمد لله الذي احيا بمن شاء من عباده علو ما اهل البيت لسيد عباده عليه وآله صلوات وداده وجمع على يده ما تفرق منها وانتشر في الزبر لا اهل السنة بعد ما شذ ونذر وكاد ان يكون ما قد فقد وانذر ثمع ما تفضل عليه به والقي في قلبه من تحقيقات وتدقيقات واجتهادات واستنباطات واستدلالات ونشريد الجرح البشري تشويهاً <sup>اي في مقام احيا صلوات ما اهل البيت الكرام ١٢</sup> <sup>اي في مقام كورات وتغير ما كورات ١٣</sup> <sup>اي في مقام الفقيهات ١٤</sup> <sup>اي في مقام الفقيهات ١٥</sup> ذلك وتوفيقا له من فضله لما قضى له به وقد وتحققا له هنالك مصداق حديث ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجد لها امر دينها وحديث وان علو عالم من قرئش يسمع طباق الارض



أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مفتاح كل كتاب كرايم

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اللهم لك الحمد واليك المنة والمشتكى وانت المستعان ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ونستعينك على فساد ديننا ونسألك صلاح امرنا كله الحمد لله الذي احيا بمن شاء من عباده علوم اهل البيت لسيد عباده عليه وآله صلوات وداده وجمع على يده ما تفرق منها وانتشر في الزبر لاهل السنة بعد ما شذوذ وكاد ان يكون ما قد فقد وانذر ثمع ما تفضل عليه به والقي في قلبه من تحقيقات وتدقيقات واجتهادات واستنباطات واستدلالات ونشريد الجرح البشري تشويهاً  
اربع الفقيه الفريدي ١٣ اوغني الفقيهات ١١ اوغني كوريات وفقيهان كوريات ١٣  
 ذلك وتوفيقاً له من فضله لما قضى له به وقد وتتحقيقاً له هنالك مصداق حديث ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجد لها امر دينها وحديث وان علوم اهل البيت الكرام  
اي في مقام احيا علوم اهل البيت الكرام ١٣  
 يسع طباق الارض



# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مِفْتَاحُ كُلِّ كِتَابٍ كَيْفَهُ

سب تعریف خدا کیلئے ہے۔ اور سلام اوس کے اوند بندو پر جن کو اوس نے اپنے لئے انتخاب کر لیا ہے خداوند تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ اور ہر ملا و مصیبت میں ہمارا گلہ تجھی سے ہے۔ اور مدد بھی تجھی سے مانگی جاتی ہے۔ بدی سے بچاؤ اور نیکی پر قابو اللہ ہی کی مدد سے ہے۔ اے اللہ جو خرابیاں کہ بعد زمانہ کی وجہ سے ہمارے طبیعتوں میں آگئی ہیں اوس بچے رہنے کیلئے ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور تمام کاموں کی اصلاح اور حالات کی درستی کے خواہاں تجھی سے ہیں۔

شکر ہے اوس خداوند کریم کا کہ جس نے اپنے بندوں میں سے جس سے چاہا عظیم علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے علوم کو سچر زندہ کر لیا جو کہ اہل سنت کے کتابوں میں منتشر ہوئی تھی وہ سب اسی حالت پر پہنچ گئے تھے کہ اور جس سے ایسی غفلت رہتی تو پہرا و نکاہتا لگتا و شوا رہتا۔ اس احسان کے ماسوا اپنے فضل سے نئی نئی تحقیقات علی اوس کے دل پر القا کیں اور نئی باتوں کے گانے اور دریا کرنے کی قوت اور بہت عطا فرما اور تمام سامان کو آسانی سے مہیا کر دیا۔ اور جس کے لئے یہ خدمت جلیلہ مقدر تھی اسکے دل میں یکھش و ولولہ پیدا کر دیا اور محض اپنے فضل و کرم سے اوسکو اس خدمت کے بدولت اس حدیث شریف کا مصداق بنا دیا کہ (خدا ہر صدی کی انتہا میں امت محمدیہ کیلئے ایسے شخص کو پیدا کرتا ہے جو احکام دین کو پہرا و سرور زندہ کرتا ہے اور مرد و زنانہ کے وجہ سے دین میں جو بربائیاں پیدا ہو جاتی ہیں اوکا قطع و قلع کرتا ہے) وزیر اس حدیث شریف کا مصداق بنا دیا کہ (ایک قریشی عالم کا علم اس قدر فراخ ہو کہ دوسرے زمین کے تمام حصوں پر چہا بنا بنا ہے



اشهد ان لا اله الا الله ربنا رؤفًا ملكًا كبيرًا صمدًا سبوحًا قدوسًا رَحْمَنُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ  
 رَحِيمُهُمَا وَاحِدًا لَا شَرِيكَ لَهُ وَاشْهَدُ انَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَوَدَّهْ وَمَقْبُولُهُ وَرَضِيَهُ وَ  
 خَلِيلُهُ وَجَبِيَّهُ فَإِنَّهُ لَا شَبِيهَ لَهُ أَمَّا بِنَايَ اللَّهِ كَمَا هُوَ فِي ذَاتِهِ الْوَاحِدِيَّةُ وَصِفَاتُهُ الْوَاحِدِيَّةُ  
 وَمَلَائِكَتُهُ وَكُتُبُهُ وَرُسُلُهُ وَانْبِيَائُهُ وَمَا أُرِدَ مِنَ الْأَمْرِ فِي الْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ مِنَ اللَّهِ  
 الْقَدِيرِ الْقَادِرِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ  
 حَمِيدٌ مُجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ  
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَواتَكَ وَبَرَكَاتَكَ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَآلِ مُحَمَّدٍ الْأَمَّاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ  
 كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ اللَّهُمَّ اجْعَلْ عَرْشَكَ الَّذِينَ لَا يَفْتَرُونَ مِنْ تَسْبِيحِكَ  
 وَلَا يَسْمُونَ مِنْ تَقْدِيرِكَ وَلَا تُلَاقِيكَ الَّذِينَ اخْتَصَمْتَهُمْ لِنَفْسِكَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُولِكَ وَ  
 أَنْبِيَائِكَ مِنْ أَدَمَ إِلَى الْخَاتَمِ اللَّهُمَّ وَتَبَاعِ الرُّسُلِ عَامَةً اللَّهُمَّ وَأَصْحَابِ حَبِيبِكَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ  
 خَاصَّةً الَّذِينَ احْتَسَبُوا الصَّحَابَةَ وَأَبْلَوْا الْبَلَاءَ نَحْسَنَ فِي نَصْرِهِ وَكَانَفُوهُ وَأَسْرَعُوا إِلَى وَفَادَتِهِ وَسَاقِلُوا  
 إِلَى دَعْوَتِهِ اللَّهُمَّ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا  
 بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ **أَمَّا بَعْدُ** فَلَقَدْ امْتَدَّ  
 فَاتِكُمْ إِلَى مِنْ أَقْوَالِ الْفِرَقِ الْمَشِيعَةِ أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ وَهُوَ جَمَاعَةُ الْمَوْلَى عَلَى الْمُرْتَضَى وَشِيعَتُهُمْ  
 خَاصَّةً عَلَى الْحَقِيقَةِ وَأَنْ لَمْ يَتَّسِمُوا بِذَلِكَ اتَّقَاءَ مَوْضِعِ التَّهْمَةِ خِلَافًا لِلْمَشِيعَةِ حَيْثُ تَسْمُوا

له في القاموس في  
 الخصوص وخصه  
 بالشخصية

في كتاب النجاة  
 في غريب الحديث والثر  
 في غريب الحديث  
 لابن الأثير  
 كتاب من فضائل  
 علي بن أبي طالب  
 قال القائل  
 في غريب الحديث  
 في غريب الحديث

میں دل سے اقرار کرتا ہوں کہ کوئی مجھ و مہین ہر خدا کے سوا جو پروردگار و بے نیاز و پاک و مقدس اور دو جہان پر ہر  
 اور کیا و بیشل ہے۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ بیشک حضرت محمد اللہ کے بندے اور رسول یعنی پیغام پہنچا پنا لے اور اس کے  
 دست و مقبول و برگزیدہ و خلیل و حبیب ہیں جنکا کوئی نظیر نہیں ہے۔ ہم اللہ کے ذات و صفات پر اور فرشتوں  
 اور کتا بون اور رسولون اور نبیوں پر۔ اور آخرت کے احوال پر۔ اور تقدیر الہی پر سب پر ایمان لاتے ہیں۔  
 الہی جناب محمد رسول اللہ اور ادنیٰ آل پر مثل حضرت ابراہیم اور ادنیٰ آل پر رحمت نازل فرما اور اون میں برکت دے  
 تو بیشک ستودہ و بزرگ ہے۔ الہی جناب رسول اللہ اور ادنیٰ ازواج اہبات المؤمنین اور ذریات و اہل بیت کو مثل  
 آل حضرت ابراہیم کے رحمت و برکت عطا فرما۔ الہی اور اپنے فرشتوں پر جو عرش اذہا ہے ہوے ہیں جو تیری  
 تسبیح و تقدیس سے نہ سستی کرتے ہیں اور نہ کہی او گیتا تے ہیں اور اون فرشتوں پر جو مخصوص تیری عبادت کے  
 لئے ہیں۔ الہی اور اپنے کل بنیوں پر حضرت آدم سے لیکر جناب خاتم المرسلین تک۔ اسے بار خدایا اور کل پیروان انبیاء  
 پر عموماً اور اصحاب کرام پر خصوصاً جنہوں نے حضرت کا اچھا ساتھ دیا آپ کے مدد میں سب مصیبتوں کو جہیل گیتا  
 اور ہر استان میں پورے آترے حمایت پر کھڑے ہوئے سب سے اول اسلام قبول کیا۔ اور نیز اون لوگوں  
 پر جو اخلاص میں صحابہ کے لگ بھگ تھے جو ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ (اے رب ہمارے بخش  
 ہم کو اور بھائیوں ہمارے کو جو آگے لائے ہم سے ایمان اور مت ڈال ہمارے دلوں میں  
 کینہ اور اون لوگوں کے طرف سے جو ایمان لائے۔ تحقیق تو شفقت کرنے والا مہربان  
 ہے) اما بعد۔

بالشيعة وللخاصة وسموا أهل السنة بالعامة انهم سلفا وخلفا قد تركوا مذاهب الاثمة  
 من أهل بيت النبوة بما أسلكوا من مذاهب الصحابة والتبعة في اصول الديانة واصول الرواية  
 واصول الدراية وجعل الفروع الفقهية على غاية الكثرة وتركوا سائر ما عندهم من انواع  
 العلوم كما قالوا مع ان جعل علوم اهل القوم اما الاثمة على المرتضى انما هو عند اهل السنة  
 فيما علمت من علومه عند همر مسند له ويسمى سيرة على خروجه حافظ اليمين من همدان الجوال  
 الرجال ابو اسحق ابراهيم بن الحسين بن ديزيل الكسائي المتوفى في آخر شعبان سنة احدى و  
 ثمانين ومائة وكانه صنفه بعد مائة وخمسين سنة ومسند له خروجه حافظ بغداد واحمد بن  
 ابراهيم الدورقي صاحب التضايف المتوفى سنة مائتين وست واربعين عن ثمان وسبعين  
 ومسند له خروجه حافظ جرجان لحافظ الكبير ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن سنجر صاحب  
 المسند المتوفى في ربيع الاول سنة مائتين وثمان وخمسين قال لحافظ قطب الدين  
 عبد الكريم الحلبي ثم المصري الحنفى في تاريخ مصر وعندي له مسند على روى فيه عزير  
 ابن جليل ويزيد بن هارون وابن غير وخلائق كذا في تذكرة الحفاظ للحافظ الذهبي الشافعي  
 ومسند له وقد يسمى اخبار علي وسير علي ايضا تتضمنه لها خروجه حافظ البصرة تزيل بغداد  
 الحافظ الشهير يعقوب بن شيبة السدوسي صاحب المسند الكبير الذي ما صنف مسند  
 احسن منه ولكنه ما اتمه قال الذهبي بلغني ان مسند علي له خمس مجلدات ومات في ربيع  
 الاول

ه في القاموس في  
 مصنفين وانتقده  
 شيخنا في نسخة بخطه

في كتابي في نهاية  
 سبب الحديث والآثار  
 في الاثر في حديث  
 بهر قاضي في تحرير  
 ليلى اما الملاحه  
 لقبى قال من الحديث  
 ابيه اياه ومن  
 روى له ابو جابر

اہل تشیع جو اعتراضات اہل تسنن پر کیا کرتے ہیں بہت شد و مد سے میرے کان تک پہنچے۔ وہ اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہیں کہ تمام اہل سنت سلف سے لیکر خلف تک جس قدر ہیں (اس وجہ سے کہ دسے اپنے تمام دینی اصول اور فقہی احکام میں صحابہ و تابعین کے پیرو ہیں) ائمہ اہل بیت کے طریقہ و مذہب کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور ان کے علوم سے غافل ہو گئے ہیں۔ مگر غور سے دیکھو تو حضرت مولیٰ علیؑ کے اصل پیرو اہل تسنن ہی معلوم ہوتے ہیں اور خاص گروہ میں داخل ہونیکا استحقاق اگر کسیکو حاصل ہو سکتا ہے تو اہل تسنن ہی کو ہو سکتا ہے۔ اور حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کے علوم کا ذخیرہ جسقدر اہل تسنن کے پاس موجود ہو اس کا عشر عشر بھی اہل تشیع کو میسر نہیں۔ گو عرف کی بنامی سے بہ لقبیت اپنے آپ کو مشہور کرنا نہیں چاہتے اور اہل تشیع اپنے من ماسے ہوئے خیالات کی بنا پر اپنے آپ کو شیعیان علیؑ سے جانتے ہیں اور سنیوں کو عامیوں میں سمجھتے ہیں۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اور کیوں نہ ہو یہ تو یہی امر ہے کہ جب تمام اہل بیت نبوی یا صحابی تھے یا تابعی تو کرن کہہ سکتا ہے کہ صفائی یا تابعی کا پیروی کرنوالا شخص ائمہ کا پیروی کرنے والا نہ ہو۔

اس لئے تفصیلی فہرست حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کے علوم کے کتابوں کی جو اہل تسنن نے تالیف کیں ہیں جس قدر ممکن معلوم ہے نام بنام بیان کرتا ہوں۔ تا اہل تشیع کو اپنی غلطی پر جو اہل تسنن کے نسبت ہر تنبیہ ہو اور اہل تسنن کا ائمہ اہل بیت کا پیرو ہونا اچھی طور سے روشن رہے اور غلط فہمیاں ازاں جملہ ایک تو وہ سند ہے جسکو سیرت علیؑ میں جہلی تخریج حافظ ہدایت رحال ابوہریرہ بن جریج بن ذریعلیؓ نے کہا ہے اور ازاجملہ سند علیؑ ہے سند ایک لکاسی میں فوت ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیرہ سو برس بھری کے بعد یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ اور ازاجملہ سند علیؑ ہے جسکی تخریج حافظ بغدادی احمد بن ابراہیم دورقی صاحب التصانیف نے کی ہے جو سند مذکورہ چالیس ہیں اثنتا عشر برس کی عمر میں فوت ہوئے اور ازاجملہ سند علیؑ ہے جسکی تخریج حافظ جرجان حافظ کبیر ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن سحر صاحب المسند نے کی ہے جو ربیع الاول ۲۵۸ھ و سوا اٹھاون میں فوت ہوئے حافظ قطب الدین عبدالکریم جلی مصری حنفی نے تاریخ مصر میں لکھا ہے کہ میرے پاس ایک نسخہ کی ہے جس میں اوہون نے یعلیٰ بن عبیدہ بن یزید بن ہارون و ابن نمیر و غیرہم سے روایتیں لیں ہیں۔ اسکا ذکر حافظ جلی سافعی نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے۔ اور ازاجملہ سند علیؑ ہے جسکا نام اخبار علیؑ و سیر علیؑ ہے جسکی تخریج حافظ بصرہ دار و ہنداد حافظ مشہور یعقوب بن شیبہ سدوسی صاحب المسند کبیر نے کی ہے۔

ذہبی کا قول ہے کہ میں نے سنا ہے کہ یہ سند علیؑ ہے پانچ جلدوں میں اس کے مصنف ربیع الاول ۲۶۲ھ

اسے جس نے تصنیف کیا ہے اس کا نام ہے

سنة مائتين واثنين وستين ومسند خرجه حافظ العراق قاضي المالكية اسمعيل بن سنان  
المتوفى سنة مائتين واثنين وثمانين ومسند خرجه حافظ عمرو القاضي ابو بكر احمد بن علي  
صاحب كتاب العلم وكتب حجة المتوفى سنة مائتين وتسعين واثنين ومسند خرجه حافظ  
حضر موت ابو جعفر محمد بن عبد الله عرف مطين المتوفى سنة مائتين وسبع وتسعين وهو في اثني  
عشر جزء ومسند خرجه حافظ نسا احمد بن شعيب ثالث ائمة الحديث الستة المتوفى سنة ثلاث  
وثلاثمائة ومسند خرجه لحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن عثمان بن ابي نصر المتوفى سنة - وبجملته  
من اخباره واثاره في كتاب خلاف اهل العراق عليا وعبد الله لثالث ائمة المذاهب الاربعة الشافعية  
وفي كتاب الامم وفي كتب اخرى سواها وفي كتاب خلاف اهل العراق عليا وعبد الله  
لحميد بن نصر المروزي وكذا اخباره واثاره عن المولى المرتضى علي والذرية العلية في كتب الحفاظ  
الايقاظ المتقدمة الائمة من اهل السنة ككتاب السنن والاثار لابن شهاب الزهري المدني  
التابعي من خاصة الامام زين العابدين وهو اول كتاب في الباب والسيرة له والسنن لصالح  
ابن كيسان المدني ومصنف هشام بن حسان البصري والسنن لابن جريح المكي والجامع لعمر بن  
راشد البصري تزيل اليمن والسنن لسعيد بن ابي عروبة البصري ومصنف الربيع بن صبيح البصري  
اول من صنف الكتب بالبصرة والجامع والفرائض لسفيان الثوري الكوفي والخارج للابو يوسف  
الكوفي ومسندة تخرجه ابي عوانة الحماني له وتصانيف النعمان بن عبد السلام الاصبهاني



دوسو بادشہ میں فوت ہوئے اور از انجملہ مسند ہی جسکی تخریج حافظ عراق قاضی مالکیہ اسمعیل بن اسحق نے کی ہے جو ستائیس سو بیاسی میں فوت ہوئے۔ اور از انجملہ مسند ہی جسکی تخریج حافظ مرد قاضی ابو کریم احمد بن علی نے کی ہے جسکی تصنیف کتاب العلم کہے اور سوائے اسکے بہت سی کتابیں انکی تصنیف سے ہیں جو ستائیس سو بیاسی میں فوت ہوئے۔ اور از انجملہ مسند ہی جسکی تخریج حافظ حضرت ابو جعفر محمد بن عبد اللہ عرف مطین نے کی ہے جو ستائیس سو بیاسی میں فوت ہوئے اسکے بارہ جز ہیں۔ اور از انجملہ مسند ہی جس کو حافظ نسا احمد بن شعیب ثالث ائمہ ستے نے جمع کیا ہے یعنی جسکی کتاب سن فناء میں مشہور ہے جو ستائیس سو تین سو تین میں فوت ہوئے۔ اور از انجملہ مسند ہی جسکو حافظ ابو محمد عبد بن عثمان بن ابی نصر نے تخریج کیلئے اور سینے میں فوت ہوئے اور ثالث ائمہ ابو امام شافعی کی کتاب (خلافاً لہل العراق علیا د عبد اللہ) میں حضرت علی کے اخبار و آثار کی مقدار معتبرہ موجود ہے اور انکی کتاب الامم میں اور سوا اسکے انکی دوسری کتابوں میں و نیز اور دوسری ایک کتاب خلافاً لہل العراق علیا د عبد اللہ بن جو محمد بن نصر مروزی کی تصنیف ہے حضرت علی کے بہت سے اخبار و آثار درج ہیں اور اسید طرح صوفی غرضی علی وآل پاک عالی کے اخبار و آثار حفاظ متقدمین کے کتب میں بہت کثرت سے ہیں جیسے ابن شہاب زہری مدنی تابعی صاحب خاص امام زین العابدین کی کتاب السنن والآثار اس باب میں پہلی کتاب ہے اور انکی کتاب السیرۃ اور صالح بن کیسان مدنی کی سنن۔ اور ہشام بن حسان بصری کی مصنف اور ابن جیح کی سنن۔ اور سمیع بن راشد بصری تریز میں کی مصنف اور سعید بن ابی عروبہ بصری کی سنن اور ربیع بن حبیب بصری کے مصنف (جنہون نے بصرہ میں اول کتابیں تصنیف کی ہیں) اور سفیان ثوری کو فی کی جامع اور فرایض۔ اور ابو یوسف کو فی کی کتاب الخراج۔ اور یحییٰ بن سلیمان صفوانی کے نقلاً

۱۷ اہل عراق (جیسے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) صحابہ کے اختلاف فی مسئلہ میں اکثر حضرت علی رضی اللہ عنہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول لیتے ہیں۔ تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں ان سے یہ بحث کی ہے کہ تم نے بہت جاے میں ان کے واسے کے برخلاف دوسرے صحابہ کا قول لیا ہے۔  
واقعہ یہ ہے کہ یہ علی بحث ہے پر اختلاف وہ نہیں جس میں کچھ گناہ ہو ۱۲

وقصانيف عبد الرحيم بن سليمان الأشمل المروزي نزيل الكوفة ومحمد بن الحسن الشيباني الكوفي و  
 الوليد بن مسعود المشقي ووكيع بن الجراح الكوفي وجامع عبد الله بن وهب المصري وموطاه و  
 جامع سفيان بن عيينة الكوفي ثم المكي وسنده وتفسيره وكتب يحيى بن آدم الكوفي ومسند  
 أبي داود وسليمان بن داود الطيالسي البصري والتفسير والعلم لأدم بن أبي أياس العسقلاني  
 وكتب أبي عبيد القاسم بن سلام البغدادى وأصبغ بن الفرج المصري والسنن سعيد بن منصور  
 الخراساني نزيل مكة وكتب يعقوب بن حماد المروزي نزيل مصر ومسند دين مسرهد البصري وابنه  
 ابن راهويه المروزي ورابع الأئمة المذاهب الأربعة أحمد بن محمد بن حنبل المروزي نزيل بغداد  
 ومحمد بن يحيى بن أبي عمر العدناني نزيل مكة وأحمد بن منيع البغوي نزيل بغداد وعبد بن حميد الكشي  
 ويعقوب بن إبراهيم الدورقي وأخيه أحمد وأئمة الحديث الستة وأئمة جمة لا يحصى كثرة  
 ومسند علي بن الأفعال فضلا عن الأقوال من جمع الجوامع لأئمة الحفاظ جلال الدين السيوطي  
 مع حذف السند مجلد وسوى ذلك عنه في زبره سيما تفسيره الدر المنثور جملة جملة وليس من  
 جميع ذلك أكمل كور عند المتشعبة نبذة ولا يوجد له عنه مسند صغير فضلا عن كبير  
 ولسيد النساء العالمين فاطمة الزهراء مسند خرج حافظ العراق أبو حفص عمر ابن  
 شاهين البغدادى وفي مسانيد الحفاظ لا يفاظ عنها جملة يعتد بها وكذا في سائر أوصاف الكتب  
 الحديثية وحافظ الحنفية أبي بشر محمد بن أحمد الدوالي من المتقدمين كتاب الذرية الطاهرة

اور عبدالرحیم بن سلیمان الاشقر روزی تریل الکوفہ اور محمد بن شبیبانی کوفی اور ولید بن مسلم دمشقی اور کعب بن جراح کوفی کے تصانیف  
 اور عبداللہ بن وہب مصری کے جامع اور موطا۔ اور سفیان بن عیینہ کوفی مکی کے جامع و سنن و تفسیر۔ اور یحییٰ بن آدم کوفی کے کتب  
 اور ابی داؤد سلیمان بن داؤد طرابلسی بصری کی مسند۔ اور آدم بن ابی ایاس عسقلانی کی تفسیر و کتاب العلم۔ اور ابوعبید قاسم بن سلام بغدادی  
 اور اصبح بن فرج مصری کے کتب۔ اور سعید بن منصور خراسانی تریل مکہ کے سنن۔ اور نعیم بن حماد مروزی تریل مصر اور مسدد بن سدر  
 بصری اور اسحق بن راہویہ مروزی اور راجع ائمہ مذاہب اربعہ اسمہ بن محمد بن حنبل مروزی تریل بغداد اور محمد بن یحییٰ بن  
 ابی عمر عدنی مقیم مکہ اور اسمہ بن قیس بغوی تریل بغداد اور عبد بن حمید کشی اور یعقوب بن ابراہیم دورق اور احمد بن حنبل  
 اور ائمہ صحاح ستہ کے کتب۔ ماسواہی اس کے تصنیفات اور بہت سے ائمہ اہل سنت کے جیگا شمار و شمار ہے۔ اور امام  
 سیوطی کے جمع الجوامع میں علاوہ اقوال کے سند علی خاص افعال میں باوجود حذف کرنے اسناد کے ایک مجلد ہے۔  
 اسکے سوا دکنے اور تصانیف میں خصوصاً تفسیر و منشور میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مسندات سے مقدار متعدد موجود  
 شیعہ کے پاس ان کتابوں کے علوم میں سے جیگا ذکر اور ہو چکا ہے کسی حصہ بھی نہیں ہے۔ آپ کے مرویات کی چھوٹی  
 سی سند کا پتہ بھی اونکے بیان نہیں ملتا۔ بڑی سند کا تو کیا ذکر۔

اور سیدۃ النساء فاطمہ الزہراءؑ کے روایات کی ایک سند ہے جسکی تخریج علقہ ابو حفص عمر بن شاہین  
 نے کی ہے۔ اور ان حفاظ کی سندوں میں جو اپنے فن میں بڑے بیدار مغز اور کامل مانے گئے ہیں حضرت  
 فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اخبار کا بڑا حصہ موجود ہے۔ اور ایسا ہی فن حدیث میں جتنی قسم کی کتابیں تالیف ہوئیں  
 ان کے اخبارات سے حالی نہیں۔ اور علقہ السخفیہ ابی بشر محمد بن احمد دولابی کی کتاب الدرر الباطنہ ہے



اور حافظ حنا بد عبد العزیز بن الاضرخانی بدی بغدادی کی معالم العترة النبویہ اور معارف اہل البیت الفاطمیہ ہے ان دونوں کتابوں میں اہل بیت کے مسندات کثرت سے ہیں۔ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خضر و بلخی حنفی جنہوں نے اپنے وقت میں اہل بغداد کو اپنے علم سے بہت نفع پہنچایا ہے اور بہت کثرت سے حدیث روایت کرتے ہیں اور سند ابی حنیفہ کے مؤلف بھی ہیں اور انہوں نے مناقب اہل بیت و کلام ائمہ میں ایک کتاب لکھی ہے۔

اسی طرح اہل سنت کے حافظانہ کے پاس مثل حافظ صفار و مین عبد الرزاق اور حافظ کوفہ و عراق ابن ابی شیبہ اور حافظ اندلس و مغرب بقی بن محمد کے ان کی تفسیرون اور مصنفات میں۔ اور سوانح کے اور ایک جماعت کے پاس بہت سے علوم حضرت مولیٰ علی سے۔ اور اہل بیت سے تا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم مروی و منقول ہیں جنکا بڑا حصہ اکثر علما کے نزدیک علماء و محققین مستند و مستبر ہے۔ پس غیرت حقیقت حق نے بے ساختہ اس بات پر مجھ کو آمادہ کیا کہ اللہ کے فضل پر بہرہ ور کر کے مولیٰ علی و ذریعہ کے علوم و انیس کتابوں میں جس طرح کروں جو میرے بلیغ علم و معلومات کا جو ادون سے مجھے پہنچا ہے نصاب ہو سکے۔

کتاب اول کتاب الایمان ہے مستفی بہ الفقہ الاکبر عن اہل البیت الاطہر جس میں عقاید اہل سنت کا مفصل بیان ہے۔ کتاب دوم۔ کتاب العلم ہے در بیان اصول حدیث۔ کتاب سوم کتاب اصول الدرر ہے اس میں اصول فقہ کا ذکر ہے۔ کتاب چہارم۔ کتاب اصول المسائل۔ لینے مسائل کلیہ۔ کتاب پنجم کتاب فقہ الاسلام میں اہل بیت الجنۃ الامام جعفر بن علی رضی اللہ عنہما کے بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب ششم کتاب قراءات القرآن میں اہل بیت الذکر و الاتقان۔ کتاب ہفتم۔ کتاب علوم القرآن عن اہل بیت النبوة و العسائر۔ کتاب ہشتم کتاب انباء العالم۔ جس میں بطور سیر تمام عالم کے اخبار مذکور ہیں۔ کتاب نهم کتاب الحجۃ و الموعظہ۔ اس میں مضامین مذکور ہیں۔ کتاب دہم کتاب الادب۔ جس میں ہر قسم کے آداب کا بیان ہے۔ کتاب یازدہم کتاب الطب عن اہل بیت الحب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کما یرضی و یحب



الكتاب الثاني عشر كتاب الادعية والاذكار من اهل البيت <sup>عليهم السلام</sup> الملقب بالصفيحة الفاضلة الكتاب الثالث عشر  
 كتاب فقه الاحسان عن اهل بيت المحكمة والعرفان الكتاب الرابع عشر كتاب آيات النبوة عن رايات  
 الفتوة الكتاب الخامس عشر كتاب جوامع الاخبار والاثر عن اهل البيت الاخيار الكتاب السادس عشر  
 كتاب الصحف المطهرة العلوية للحضرة الموقرة العلوية الكتاب السابع عشر كتاب اصول العربية  
 المحصول من الحضرة العلوية اذ كرفيه الاصول الخفية والقواعد الصرفية والمأخذ الاشتقاقية المختصر  
 الى نوادر اللغات العربية والمجيبات المروية عن اهل بيت النبوة واللطائف البديعية والبيانية والظرائف  
 المعنوية والاشعار الاهلية الماثورة عن اهل بيت النبوة الكتاب الثامن عشر كتاب الكتب والخطب  
 عن اهل بيت طوارق الملوك ومنهاج البلاغة الكتاب التاسع عشر كتاب معرفة الرجال الرواة عن اهل  
 بيت الكمال هذا مع ان قلة بضاعتى ربما كانت توهمني ان ذلك لوقت من اضاعتى حتى سئلتى بعد استخارة  
 الله واستشارة اهل الله بما صممت به في الامر تصميماً مستعيناً بالله وفي الهداية والفقيد حيثما امر اجداً لرواية  
 عن هؤلاء ائمة الولاية من انفسهم ان اورد من روايتهم عن غيرهم من فضلاء الصحابة والتبعة وقليلاً ما هو  
 وما اقبله وفي كل مسألة معضلة او قرأة او شيء من علوم القرآن او غير ذلك من العلوم ان اشعر قد رما تيسر  
 بما في ذلك من الصحابة والتبعة واهل المذاهب المتبعة وغيرهم من الاجلة تقوية بالشهادة لسند الرواية  
 وتوطئة للموافقة والمتابعة في الدراية وكل ذلك مع الاهتمام بالالتزام بالتصحيح والتعليل والتحجيم والتعديل  
 بشروطنا اهل السنة المحسنين باتناء يحكى في بعض كتبنا مما لا نكلم له ولا نخطأ هذا التعليق اهل الرواية الثقات

کتاب دوازدهم۔ کتاب الادعیہ والاذکار من اہل البیت الاطہار۔ جس کا لقب صحیفہ فاضلہ ہے۔ کتاب سیزدہم۔ کتاب فقہ الاحسان عن اہل بیت الفطنتہ والعرفان۔ جس میں معارف بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب چہارم۔ کتاب آیات النبوة۔ یعنی بیان معجزات کتاب پانزدہم کتاب جوامع الاخبار والاثر۔ اس میں وہ حدیثیں کامل کامل ذکر کی گئی ہیں جو اور اقسام پر حسب ضرورت ناقص بہ حذف بعض کم لائی گئی تھیں۔ کتاب سبتر دہم۔ کتاب الصحف المظہرۃ العلویۃ المحضرة المتوسرة العلویۃ۔ جو خاص سیدنا علیؑ کے کتبوات شریف ہیں۔ کتاب ہفدہم۔ کتاب اصول العربیۃ المحصول من المحضرة العلویۃ۔ اس کتاب میں نحو اور صرف کے اصول اور آخذ اشتقاق کا بیان ہے۔ اور عرب اور عجم کے نام ولغات ہیں جو اہل بیت سے نقل کئے گئے ہیں۔ اور فن بدیع و بیان و معانی کے متعلق بعض بعض لطائف اور نظائر مذکور ہیں اور اون اشعار کا ذکر ہے جو اہل بیت کے طرف منسوب ہیں۔ کتاب ہیزدہم کتاب الکتاب الخطب عن اہل بیت علو الرتب۔ اس میں وہ مکتوبات اور خطبے مرقوم ہیں جو اہل بیت سے صادر ہوئے ہیں۔ اس کتاب کا لقب مہناج البلاغہ ہے۔ کتاب نوزدہم۔ کتاب معرفۃ الرجال الرواة عن اہل بیت الکمال۔ اس میں خاص اون رجال حدیث کے احوال بیان کئے گئے ہیں جو اہل بیت سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

ججھو اپنی کم مائیگی اس دہم میں ڈالتی تھی کہ یہ تصنیف اوقات ہے۔ آخر کار ہستخارہ اور بزرگوں مشورہ کی بدولت ایسی بات معلوم ہوئی جس سے میں نے اپنے ارادہ کو خدا کی عنایت پر بہرہ ور کر کے (جس کے ماتہ میں ہدایت ہے) مصمم کر دیا۔ میں نے قصد کر لیا ہے کہ جہاں خاص ائمہ اہل بیت سے روایت نہ پاؤں تو ان کے وہ مرویات لکھوں جو ادھون نے اور صحابہ کبار تابعین سے روایت کیں ہیں۔ اگرچہ یہ بہت قلیل ہیں۔ اور یہ بھی ارادہ کیا ہے کہ ہر شکل مسئلہ اور قراءت اور علمی مطلب کے تحت میں۔ بغرض تقویت اسناد اور اس امر کے ثابت کرنے کی ضرورت سے کہ نفس درایت میں باہم صحابہ و تابعین وغیرہم اور ائمہ اہل بیت کے موافقت اور مطابقت ہے۔ حتی المقدور اون روایات کو بھی ذکر کروں گا۔ جو اس باب میں صحابہ اور تابعین سے یا ارباب مذہب شہرہ سے اور فضلا سلف سے مروی ہیں۔ اور ان میں تصحیح و قبیل و مرجع و تعدیل کا التزام اہل سنت کے موافق کیا گیا ہے۔ جو روایات کہ بے سرو پا اور بے ہنگام ہمارے بعض کتابوں میں منقول ہیں ان کو قاطبہ چھوڑ دیا ہے۔ ان البہ ثقات کے تعلیقات کو بیان کیا

كالنقهاء الأربعة وأصحابهم فالخزازي والترمذي وابن المنذر قال في عمدة البروج ما مات أخوانها  
 ما خرد بها وأقصد بفضل الله ما لم يجد الصواب في كل باب من كل كتاب فما ناسب ذلك من آيات أعظم التقدير  
 كتاب الله الحكيم العليم الوهاب ثم نورد المرفوع والموقوف والمقطوع عن ثانی الثقلين إلا قاب  
 ولا نعتمد إلا ما قد ورد بسند جيد معتمد صحيح وحسن أو مقارب بما له من حاضد أو عون من المتابعين  
 أو الشواهد وأرجو من فضل رب ذي المن أن يمن على أخرج خليفته إلى حسن وإفادته بحسن إتمامها وزين  
 قبولها وبأن لا يجعلها علة ينقطع عقب وفاة كاسبه بل يجعلها علما ينتقم به بعد ممات صاحبها  
 اللهم آمين بحياة حبیبك الإمين تسبیح قال خاتمة الحفاظ جلال الدين السيوطي في أوّل  
 كتابه جمع الجوامع بعد ما ذكر ما روى للخزازي ومسلم وابن حبان ولما ذكر في المستدرک والنسبة المقتد  
 في المختارة وجميع ما في هذه الكتب الخمسة صحيح فالعز واليهام معلومة بالصحة سوى ما في المستدرک  
 من المتعقب فأنبه عليه قلت ما تعقب الذهبي في تلخيص المستدرک فبعضه عندي متعقب مستدرک  
 ولم يتنبه عليه من بعد في علمي فأنابه عليه في هذه الكتب حيث أقف أن شاء الله تعالى قال وكذا  
 ما في موطأ مالك وصحيح ابن خزيمة وأبي عوانة وابن السكيت والمنتهى لابن الجارود والسنن  
 فالعز واليهام معلومة بالصحة أيضا وقال بعد ذكر مرابي داود وما سككت عليه فهو صالح وما يزن ضعف  
 نقله عنه وذكر مرز الترمذي قال وأقل كلامه على الحديث قلت وما ينبغي من الكلام على رأيها  
 أنبه عليه أن شاء الله تعالى ثم ذكر مرز ابن ماجة والنسائي وأبي داود والطحاوي في عبد الرزاق

جیسے فقہاء اربعہ اور اہل سنت کے اصحاب اور امام بخاری اور ترمذی اور ابن السکنت اور ابو سعید ابن عبد البر وغیرہ۔  
 کیونکہ یہ مستبر اور مسلم ہیں یہاں پر یہ بھی التزام کیا ہے کہ کتاب کے ہر باب کی ابتدا میں پہلے قرآن شریف کے  
 آیات مناسب باب ذکر کئے جائیں۔ پھر ویسی ہی حدیثیں۔ مرفوعہ و موقوفہ و مقطوعہ و اہل بیت سے مروی ہوں  
 اور اسی روایت کو ہم ذکر کرتے ہیں جسکی سند عمدہ اور قابل اعتبار ہو۔ صحیح یا حسن و یا مقارب جو متابعات  
 و شواہد کی وجہ سے بمنزلہ حسن اور صحیح کے ہو۔ میں اپنے پروردگار بڑے احسان کرنے والے کے فضل سے  
 امید رکھتا ہوں کہ جو مجھ سے زبرد (جو سب سے زیادہ اسکی شفقت و کرم محتاج ہوں) ان کتب کے حسن تمام  
 اور مقبولیت عام ہونے میں اپنا احسان کرے۔ اور اسکو بے بنیاد کام نہ کرے جو کام والے کی موت کے ساتھ ہی  
 منقطع ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس امر کو مفید نافع بنا دے۔ جو میرے بعد بھی کار آمد رہے اسے بار خدایا۔ میری اس التجا  
 اپنے مہربان کے صدقہ سے قبول فرما۔ **تنبیہ** خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے کتاب جمع الجوامع کے  
 شروع میں بیان کرنے رموز بخاندی اور مسلم اور ابن جان کے اور مستدرک کے جو حاکم سے ہے اور مختار  
 کے جو منیار مقدسی ہے لکھا ہے (اور جو کچھ ان پانچوں کتابوں میں ہے وہ صحیح ہے۔ پس انکی طرف نسبت کرنا  
 صحت کی علامت ہے۔ اور احادیث کے سوا جو مستدرک میں از قبیل متعقبات ہیں۔ سوا انکو ہم خود بخلا دیں گے۔)  
 میں کہتا ہوں کہ ذہبی نے تفسیر مستدرک میں حاکم کی بعض تصحیح پر جو اعتراض کئے ہیں اور میں سے بعض  
 اعتراض پر مجھکو اعتراض ہے میری دانش میں کوئی ادب پر آگاہ نہیں ہوا ہے۔ سو میں انشاء اللہ تعالیٰ چنانچہ انکے  
 ان کتب میں ادب پر آگاہ کر دوں گا۔ پھر سیوطی نے لکھا ہے۔ اور ایسے ہی جو کچھ موطا امام مالک۔ اور صحیح ابن خریزہ ابی عروہ  
 وابن السکنت اور مختار ابن جابر و ابی داؤد و تخریجات میں ہیں۔ وہ بھی صحیح ہیں۔ پس انکی طرف بھی نسبت کرنا صحت کی علامت ہے  
 اور ابوداؤد کی رمز لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ ابوداؤد نے جس حدیث پر سکوت کیا ہے وہ قابل محبت ہے اور جسکی  
 تصنیف کی ہوا اسکو میں نے نقل کر دیا ہے اور ترمذی کی رمز بیان کر کے لکھا ہے کہ میں اسو بحث کو جو ترمذی  
 نے حدیث کے متعلق کی ہے نقل کر دیا۔

میں کہتا ہوں۔ ابوداؤد۔ و ترمذی کے روایات کے متعلق جو بحث اور گفتگو ضروری ہے۔ اس بحث پر  
 انشاء اللہ تعالیٰ میں متنبہ کر دوں گا۔ پھر سیوطی نے ابن ماجہ و نسائی و ابوداؤد و طیالسی۔ و عبد الرزاق

وسعيد بن منصور وابن أبي شيبة واحمد وابنه عبد الله وابي يعلى والطبراني والدارقطني وابو نعيم  
والبيهقي قال وهذه فيها الصحيح والحسن والضعيف فأبينه غالباً (قلت) وحيث لم يبينه فأنا أبينه  
حيث أقف عليه أن شاء الله تعالى قال وكل ما كان في مسند احمد فهو مقبول فان الضعيف الذي  
فيه يقرب من الحسن (قلت) وأنا انبه عليه ان شاء الله تعالى والبحث فيه مستوفى في المقول  
المستحسن في فخر الحسن وذكر رموز العقيل في الضعفاء وابن عدي في الكامل والمخطيب  
وابن عساكر في تاريخه قال وكل ما عزي لهؤلاء الاربعة او المحكي بالترمذي في نوادير الاصول و  
الحاكم في تاريخه او ابودينلمي في مسند الفردوس فهو ضعيف فيستغنى بالعزو اليها الى بعضها  
عن بيان ضعفه قلت وجملته صالحة للاعتدال ومنها صالحة للاحتجاج بها فانه عليه حيث أقف  
ان شاء الله تعالى وقد جرى السيوطي على هذا الاصطلاح في كتابه الدر المنثور في التفسير المأثور  
وساثر كتبه والناس عنه غافلون فليكن مناش على ذكرى وليريد كذا السيوطي تهذيب الآثار لا تجزير  
في كتب الصحيح والظاهر من تسميته آياه به انه عنده مهذب صحيح خلاص ما صرح انه غير صحيح  
قال تلميد لإيو محمد الفرغاني وابن جرير ابتداء بتصنيف كتاب تهذيب الآثار وهو من عجائب  
كتبه ابتداء بما رواه ابوبكر الصديق <sup>رضي</sup> عنهما وتكلم على كل حديث وعمله وطرقه وما  
فيه من الفقه واختلاف العلماء في صحيحهم واللغة فتم مسند العشرة واهل البيت والموالي  
ومن مسند ابن عباس قطعة ومات وقال المخطيب وله كتاب تهذيب الآثار لم أر مثله في معناه

هذا ولشرع الآن في مقاصد الكتاب الاول بعون الله الكريم الوهاب الاخر الاول كتاب  
 الفقه الاكبر عن اهل بيت الاطهر وقد يقال ذلك المدين القويم للمسلم  
 وهو فقه العلم وايمان العامة يستوى فيه الخاصة والعامة في ابدانهم اصول الديانة من عدة عقيدة لا بد  
 من اعتقادها لكل داخل في الملة واليه الاشارة في حديث جبرئيل عليه السلام لا ايمان قال الله المتعال  
 فلو لا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين فضل الايمان الاكمل قال الله تعالى قل امنا  
 بالله وما انزل علينا وما انزل على ابراهيم واسماعيل واسحق ويعقوب والاسباط وما اوتى موسى في تورته  
 والنبيون من ربهم لا نفرق بين احد منهم ونحن له مسلمون وقال تعالى يا ايها الذين امنوا امنوا بالله  
 ورسوله والكتاب الذي نزل على رسوله والكتاب الذي انزل من قبل ومن يكفربالله وما لا نكتبه وكتبه  
 ورسله واليوم الآخر فقد ضل ضللا لا بعيد وقال انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا  
 تلاوت عليهم اياته زادتهم ايمانا وعلى بهم سر متوكلون الذين يقيمون الصلوة ومما رزقهم ينفقون  
 اولئك هم المؤمنون حقا الآية قال حافظ الاولياء اصحاب الكرامات العلى محمد بن اسلم الطوسي  
 صاحب المسند المجتهد حدثنا على بن موسى الرضوي عن ابيه ثنا ابى جعفر عن ابيه محمد بن علي عن ابيه علي بن الحسين عن  
 ابيه الحسين عن ابيه علي بن موسى الرضوي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان اقرار باللسان  
 ومعرفة بالقلب وعمل بالجوارح ورواه البيهقي في شعب الايمان ثنا ابو محمد عبيد بن محمد بن محمد  
 ابن مهدي القشيري انا ابو محمد عبد الله بن محمد بن موسى بن كعب ثنا ابو محمد الفضل بن محمد بن السيم

وسید بن منصور و ابن ابی شیبہ و احمد و عبد اللہ بن احمد و ابو یعلیٰ و طبرانی و دارقطنی و ابو نعیم و بیہقی کے رموز بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان کتابوں میں صحیح و حسن و ضعیف سب قسم کی روایتیں ہیں۔ اکثر مقامات پر میں ان احادیث کے سندوں کی حالت ظاہر کرونگا میں کتابوں کہ جو اس وقت سیوطی سے روئے ہیں واقفیت انکی اطلاع میں کرونگا۔ سیوطی نے کہا کہ جو کچھ سند احمد میں ہو وہ مقبول ہو کیونکہ انکی ضعیف روایت بھی حسن کے قریب ہی ہیں کتابوں کہ ان اسنادات کے حالات میں اپنی کتب میں ظاہر کرونگا اور اسکی پوری بحث میری کتاب بالقول المستحسن فی فخر الحسن میں مذکور ہے اور سیوطی نے بعد بیان کرنے کہ کتاب الضعفاء عقیلی و کتاب کامل ابن عدی و تاریخ خطیب و تاریخ ابن عساکر کے کہا ہے کہ جو روایتیں منسوب ہوں ان چاروں کی طرف۔ یا حکیم ترمذی کی نوادر الاصول کی طرف۔ اور تاریخ حاکم کی طرف۔ اور ویلی کی مسند الفردوس کی طرف وہ ضعیف ہیں۔ صرف حوالہ دینا ہی ضعف کی دلیل ہو ضعف کی تصحیح کی حاجت نہیں تین کتابوں کہ ایک مقدمہ حصہ ان روایتوں کا استدلال کے قابل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جان میں واقف ہوونگا اور سپر آگاہ کرونگا۔ سیوطی اپنی تفسیر و روشور میں اور دوسری کتابوں میں اسی اصطلاح پر چلے ہیں لیکن لوگ اوس سے غافل ہیں پس بقاعدہ یاد رہنا چاہئے۔ اور سیوطی نے ابن جریر کی کتاب تہذیب الآثار کو صحاح کے ذیل میں ذکر نہیں کیا۔ مگر بظاہر تہذیب الآثار نام رکھنے سے تو یہی مفہوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک وہ تہذیب و صحیح ہے۔ بجز اوس حصہ کے جسکے صحیح ہونے پر وہ خود تصحیح کی ہے۔ ابن جریر کے شاگرد ابو محمد فرغانی نے کہا ہے کہ ابن جریر نے اپنی کتاب تہذیب الآثار کی تصنیف شروع کی۔ (جو اس کے تصنیفات میں سے نہایت ہی عجیب کتاب ہے) اوسکا آغاز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ان روایتوں کے کیا ہو چکی صحت ثابت ہے۔ اور ہر حدیث پر بحث کی ہے۔ اور ہر حدیث کے ذیل میں اوس کی علت کو اور طریق روایت کو اور ان مسائل کو جو اوس حدیث سے ماخوذ ہیں۔ اور علماء کے اختلاف کو اور انکی ویلیوں کو۔ اور لغات کے لغاتی کو تصحیح سے بیان کیا ہے سو عشرہ مبشرہ و اہل بیت بنوی اور انکی موالی کی سند تو تمام ہو چکی ہے۔ اور ابن عباس کی سند کو سیدہ رکھنے پائے تھے کہ انتفت ل کر گئے۔ خطیب نے کہا ہے کہ ابن جریر کی تہذیب الآثار کی سی کتاب میری نظر سے نہیں گذری۔



کتاب الفقه الاکبر عن اهل البيت الاطهر اور احکام الدین القیم للمسلم بھی ہے اور وہ فقہ علم و ایمان عام کا ہے۔ جس میں خاص و عام کیساں ہیں۔ اس میں اصول عقائد میں سے چند ایسے عقائد کا بیان ہے جنہر اعتقاد رکھنا ہر مسلمان کو ضرور ہے۔ اور حضرت جبریل علیہ السلام کی حدیث میں لفظ ایمان سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس کیون نہ نخی او تمین کے برقرار سے ایک جماعت تاکہ سمجھ پیدا کرے زمین میں۔

**فرض الایمان** اصل فرمایا خدا تعالیٰ نے کہہ (ایمپریا) ایمان لائے ہم ساتھ اللہ اور اس خیر کے کہ اوتاریا  
 اور ہمارے۔ اور وہ چیز کہ اوتاری گئی اوپر براہیم کے اور اسمیل کے اور اسحق اور یعقوب کے اور اولاد  
 اوسکی کے اور جو دی گئی موسیٰ اور عیسیٰ اور سب نبیوں کو پروردگار اودن کے نے۔ ہنیں جدای ڈالتے ہم دریا  
 کیلے اوعین سے۔ اور ہم واسطے اوس کے فرمانبردار ہیں۔ اور فرمایا۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ ایمان لاؤنا  
 اللہ کے اور رسول اوسکے کے۔ اور ساتھ کتاب کے جو اوتاری ہے اوسن اور پر رسول اپنے کئے۔ اور کتاب کے جو اوتاری گئی  
 ہے پہلے اس سے۔ اور جو کوئی کفر کرے ساتھ اللہ کے۔ اور اوسکے فرشتوں اور اوسکی کتابوں اور اوسکے  
 رسولوں اور دن پچھلے کے۔ پس تحقیق گمراہ ہو اگر اہی دور۔ اور فرمایا۔ سو اے اسکے ہنیں کہ ایمان والے وہ کہ  
 ہیں کہ جب یاد کیا جاوے اللہ۔ ڈر جاتے ہیں دل اوسکے۔ اور جب پڑ ہی جاتی ہیں نوید اوسکے نشانیاں دیکھ  
 زیادہ کویتی ہیں ایکا ایمان۔ اور اوپر پروردگار اپنے کے بہرہ کرتے ہیں وہ لوگ کہ قائم رکھتے ہیں نماز۔ اور  
 پیر سے کہ دیا ہے ہمتے اوتکو۔ خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں ایمان والے پکے۔ حافظ الاولیاء صاحب کرامت علیہ  
 محمد بن اسلم طوسی صاحب مسند مجتہد نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے۔ علی بن موسیٰ رضانے۔ اوہوں نے اپنے  
 باپ سے کہا اوہوں نے کہ حدیث بیان کی ہم سے میرے باپ جعفر صادق نے اوہوں نے اپنے باپ محمد بن علی سے  
 وہ اپنے باپ علی بن حسین سے وہ اپنے باپ امام حسین سے۔ وہ اپنے باپ علی کرم اللہ وجہہ درضی عنہم سے۔ کہا اوہوں نے فرمایا رسول  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ (ایمان بان سے افرار کرنا اور دل سے پہچانا اور تہہ پانوں سے عمل کرنا ہی) اور روایت کیا ہوا کہ جو پہنچے نشانیاں  
 میں کہا کہ بیان کیا ہے ابو محمد عبید بن محمد بن محمد بن مہدی شیرازی۔ کہا کہ خبری کہ ابو محمد عبید بن محمد بن مہدی شیرازی۔ کہا کہ بیان کیا ہے ابو محمد عبید بن محمد بن مہدی شیرازی۔

۱۷۔ اس آیت شریفہ سے اقرار بالحدیث کی طرف اشارہ ہے ۳۰ سکہ اس آیت شریفہ سے مقتضا ہے جو دوسرے بالعقب کا ۱۲ سکہ اس عمل بالجواز میں نہیں ملتا

ثنا أبو الصلت الهروي عبد السلام ومحمد بن أسلم قال ثنا علي بن موسى الرضائي عن أبيه فذكره به و  
 سنده مسلسل بالاثمة السبعة أولى الرفعة الحمل وقوله عليه الصلاة والسلام ما قرأ باللسان أي بتوحيد  
 الله وتصديق رسوله وما جاء به وقال الحافظ البلاذري أبو محمد أحمد بن محمد بن إبراهيم بن هاشم صاحب  
 الصحيح على وضع صحيح مسلم ثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى أبو السيد المحبوب ثني أبي علي بن محمد  
 ثني أبي محمد بن ثني أبي علي بن موسى الرضائي قال ثني أبي موسى بن جعفر قال ثني أبي جعفر عن أبيه محمد بن  
 علي عن أبيه علي بن الحسين عن أبيه الحسين عن أبيه علي رضي الله عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه  
 وآله وسلم الإيمان معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالأركان وقال الحافظ أبو بكر أحمد بن  
 عبد الرحمن الفارسي الشيرازي في اللقباب ابننا أبو بكر محمد بن أحمد بن عقيل الوراق ثنا أبو محمد  
 أحمد بن محمد بن إبراهيم بن هاشم البلاذري الحافظ فذكره عنه به وسنده مسلسل بالاثمة  
 العشرة الحمل فلذلك السند العالي هو السلسلة الذهبية أو عقد اللآلئ بل سحجة الجواهر المهدبة  
 لأبل هذا تقصير لفضله الكبير وسيروى بنده من فضيلة كل من هؤلاء الاثمة أن شاء الله تعالى  
 ولم يتشرف أحد ممن صنف واشتهر ما صنف من ذوى الرواية بالاجتهاد بالامام علي الرضائي  
 وحفيد ابنه الامام الحسن العسكري والاستتمام منهما الا اهل السنة والله المنة وقال الحافظ  
 الناقد أبو جعفر محمد بن ادريس الرازي ثنا محمد بن زياد السهمي ثنا علي بن موسى الرضائي فذكره به و  
 قال الحافظ أبو عثمان أسما عيل بن عبد الرحمن الصابوني النيسابوري في المائتين ابننا أبو بكر ابن

کہا بیان کیا جسے ابو الصلت ہر دی عبد السلام و محمد بن المسلم نے۔ کہا دونوں نے کہ بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ الرضا نے۔ ادھون نے اپنے باپ سے پہر اس حدیث کو اسی سند سے بیان کیا۔ اور اسکی سند بڑے درجہ کے شیعہ سے مسلسل ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ اقرار کرنا زبان سے اسکی یہ معنی کی کہ اقرار کرنا اللہ کے لکھے ہوئے اور سچا کہنا اور سچے بیانیہ کا اور جو کہہ وہ اللہ کے پاس سے پیغام لائے۔ اور کہا حافظ بلاذری ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم نے۔ جنہوں نے صحیح مسلم کی روش پر ایک صحیح لکھی ہے۔ کہا بیان کیا ہم سے امام حسن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ نے جو باپ ہیں اور ہشام کے کہ پوچھا ہو گئے۔ کہا انہوں نے کہ مجھے ہے کہ میرے باپ علی بن محمد نے کہا ادھون نے کہ مجھے ہے کہ میرے باپ محمد بن علی نے۔ کہا ادھون نے مجھے بیان کیا میرے باپ علی بن موسیٰ الرضا نے۔ کہا ادھون نے کہ مجھے ہے کہ بیان کیا میرے باپ موسیٰ بن جعفر نے۔ ادھون نے کہا مجھے ہے کہ بیان کیا میرے باپ جعفر نے ادھون نے روایت کی اپنے باپ محمد بن علی سے۔ ادھون نے اپنے باپ علی بن حسین سے۔ ادھون نے اپنے باپ حسین سے۔ انہوں نے اپنے باپ علی سے رضی اللہ عنہم۔ کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایمان دل سے پہچانتا۔ اور زبان سے اقرار کرنا اور اعصاب سے عمل کرنا ہے۔

اور حافظ ابو بکر احمد بن عبد الرحمن فارسی شیرازی نے القاب میں لکھا ہے کہ خبر دی ہیکو ابو بکر محمد بن احمد بن عقیل دراق نے۔ کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم بلاذری حافظ مذکور نے۔ پہر اسی سند سے وہ حدیث بیان کی۔ اور اسکی سند ائمہ عشرہ سے مسلسل ہے۔ پس یہ سند عالی طوائف زنجیریہ یا موتوں کا مار۔ یا مالاسے مروارید۔ نہیں بلکہ یہ سب اسکی کسر شان ہے۔

اور غریب کچھ فضائل ان ائمہ کے بیان کئے جاویں گے انشاء اللہ تعالیٰ اور بحوالہ سنت کے اہل روایت میں سے کسی مصنف مشہور تصنیف کو امام علی رضا۔ اور ادن کے پرستے امام حسن مکی کے ساتھ اجتماع و اجتماع کا شرف نصیب نہیں ہوا واللہ۔

اور حافظ نقاد ابو حاتم محمد بن ادیس رازی نے کہا ہے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن زیاد سہمی نے ادھون نے کہا بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ الرضا نے۔ پہر وہ حدیث اسی سند سے بیان کی۔ اور حافظ خراسانی ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن مابونی نیشاپوری نے مائتین میں لکھا ہے کہ خبر دی ہیکو ابو بکر ابن

مهرا ن ثنا ابو محمد زنجويه بن محمد بن الحسن اللباد ثنا ابو حاتم محمد بن ادريس الرازي فل ذكره  
 به قال الصابوني هذا حديث غريب لو اكتبته الا من حديث اهل البيت وقال الحافظ ابو بكر  
 ابن محمد بن محمد بن اسحاق المعروف بابن السنن الدينوري في كتاب الاخوة والاشوات اخبرني ابو يحيى  
 الساجي اي الحافظ ذكر يا صاحب الجرح والتعديل ثنا عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زبالة  
 ثنا عبد الله بن موسى بن جعفر ثني على بن موسى به وعبد العزيز قال ابن حبان ياتي عن المدنيين  
 بالاشياء للعضلات فيطل الاحتجاج به قلت قد رآ من عهدته ما هنا وثبت حديثه هذا وعنه  
 الابي سعيد ابن الاعرابي الحافظ في مجمعهم بسند عن عبد الله بن موسى به فليراجع وقال ابن فاجه حافظ  
 قزوين وسادس ائمة الحديث الستة في سنته ثنا سهل بن ابي سهل الرازي ومحمد بن اسمعيل قال ثنا عبد الله  
 ابن صالح ابو الصلت الهروي ثنا علي بن موسى الرضوي به قال ابو الصلت لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لبرأ  
 واخرجه من جهة الهروي الحافظ ابو بكر ابن ابي داود وابو بشر الاولاني في الكنى والطبراني في الكبير  
 ابو بكر الايجري في الشريعة وابو نعيم الاصبهاني والحاكم خارج المستدرک في تاريخه نيسابور وغيره قال ياتي  
 في شعب الايمان وابن مردويه في التفسير وابو نصر ابن ابي القاسم القشيري وابن الجوزي والتاج ابن السكيت  
 في طبقات الشافعية وابن الجوزي في السنن المطالب في مناقب الامام علي بن ابي طالب بطرق ومما ينبغي  
 ان يستدرک على الحاكم كونه لم يخرج به في صحيحه المستدرک مع كونه صحيحا على رايه في الهروي حيث انه  
 صحيح له حديث انما ملأ الله العلم وانما فوقه ائمة اهل بيت النبوة الذين هو اعظمهم فتنبه ولحاكم

مہران نے۔ کہا اوہنوں نے بیان کیا ہم سے ابو محمد بنحوہ بن محمد بن اللیاد نے۔ کہا اوہنوں نے کہ بیان کیا ہم سے ابو حاتم محمد بن ادريس رازی نے۔ پھر وہ حدیث بیان کی صاحبونی نے کہا کہ یہ حدیث اور ہے میں نے صرف حدیث اہل بیت سے اسکو لکھا ہے۔ حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحق جو ابن سنی دیواری کے نام سے مشہور ہیں اوہنوں نے اپنی کتاب الاخوة والاخوات میں لکھا ہے کہ خبر دی مجھکو ابو یحییٰ باجی نے یعنی حافظ زکریا۔ صاحب البحر والتعذیل نے۔ کہا اوہنوں نے بیان کیا ہم سے عبدالعزیز بن محمد بن حسن بن زبالہ نے۔ کہا اوہنوں نے بیان کیا ہم سے عبداللہ بن موسیٰ بن جعفر نے۔ کہا اوہنوں نے بیان کیا مجھ سے علی بن موسیٰ نے۔ اسی حدیث کو اسی سند اور عبدالعزیز کی نسبت ابن حبان نے کہا کہ وہ مدین سے ایسے اچھے کی باتیں روایت کرتا ہے جسکے وجود کو عقل دشوار سمجھتی ہے۔ پہلے اسکی روایت سند کے قابل نہیں ہے۔ یقین کہتا ہوں کہ اس بیان سے اسکی برارت ہوگئی۔ اور یہ حدیث اونچی ثابت ہوگئی۔ اور حافظ ابو سعید ابن الاعرابی کے معجم کی طرف بھی یہ حدیث منسوب کی گئی ہے کہ اوہنوں نے اسکو روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن موسیٰ نے اسی سند و متن کے ساتھ۔ پہلے اسکی طرف رجوع کرنا چاہئے اور ابن ماجہ حافظ قزوین سادس ائمہ حدیث سے نے اپنی سنن میں لکھا ہے۔ کہ بیان کیا مجھ سے سہل بن ابی سہل رازی نے۔ اور محمد بن اسمعیل نے۔ کہا دونوں نے بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضا نے اسی سند و متن کے ساتھ۔ ابو الصلت نے کہا کہ یہ سند ایسی ہے کہ اگر مجسزون پر پڑھ دی جاوے تو البتہ اچھا ہو جاوے۔ اور ہر وی کے واسطے سے اسکی روایت کی ہے حفاظ حدیث ابو بکر ابن ابی داؤد نے اور ابو بشر دلابی نے کئے میں۔ اور طبرانی نے کبیر میں اور ابو بکر آجری نے کتاب الشریعہ میں۔ پھر ابو نعیم نے اور حاکم نے تاریخ نمیشا پور میں پھر بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں۔ اور ابو نصر ابن ابی الفاسم قشیری نے۔ اور ابن جوزی نے اور تاج السبکی نے طبقات شافعیہ میں اور ابن جوزی نے اسنی المطالب فی مناقب الامام علی بن ابی طالب میں کئی طرق سے اور بادیہ ہر وی حاکم کی راے کے موافق مقبول الروایہ ہے۔ چنانچہ امام مدینۃ العلم کی روایت کو جو ہر وی سے ہے صحیح قرار دیا ہے نیز ہر وی کی اس روایت کو اپنی صحیح مستدرک میں ذکر نہ کرنا قابل اعتراض اور گرفت کے ہے۔ اور اس کے اوپر کے سلسلہ میں تو ائمہ اہل بیت ہیں جنہیں وہ منظم جانتے ہیں۔ پس آگاہ رہو۔

في تاريخ نيسابور بسند ليس فيه من ذكر جرح عن محمد بن عبد الله بن طاهر نائب العراق وابن نايم قال كنت  
 واقفا على رأس أبي وعنده احمد بن محمد بن حنبل واسحاق بن راهويه وابوالصلت الهروي فقال ابني لي حديث  
 كل رجل منكم بحديث فقال ابو الصلت ثني على بن موسى الرضي وكان والله رضى الله كما سئيتي عن ابيه  
 موسى بن جعفر عن ابيه جعفر بن محمد عن ابيه محمد بن علي عن ابيه الحسين بن الحسين بن الحسين  
 ابن علي عن ابيه علي رضى الله تعالى عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان قول وعمل  
 فقال بعضهم فاهذا الاستاذ فقال له ابني هذا اسعوط الجانين اذا اسعط به المجنون برا ورواه علي بن  
 غراب حدثنا علي بن موسى الرضي به باللفظ الاول اخرجه الخطيب في تاريخ بغداد وابن غراب  
 وثقه ابن معين والد ارقطني وقال احمد كان يدلس وما اراه الا كان صدوقا وروى له ابن ماجة  
 والنسائي وقال الخطيب تكلم فيه لاجل مذهبه كان غالبا في التشيع واما رواياته فوصفه فيها بالصدق  
 وقال ابن حجر فطر ابن حبان في تضعيفه قال السيوطي ومثل هذا يصح في المتابعة ومحمد بن سهل  
 بن عامر الجعفي ثنا علي بن موسى الرضي به اخرجه الخطيب والبيهقي قال ابن الجوزي مجهول وقال السيوطي  
 ما رايت له ترجمة ولا في الميزان وعبد الله بن احمد الطائي ثني ابني ثني علي به اخرجه الخطيب والطائفي  
 متكلم فيه وابو احمد داود بن سليمان بن وهب الغازي ثنا علي بن موسى الرضي به اخرجه ابو زكريا  
 البخاري في فوائده والغازي مجهول وبالحكمة فقد استسعد برواية هذا الحديث الجود  
 عن الامام الهمام ابني الحسن علي الرضي مسلسلا عن اباؤه من جهة اهل بيته وتبعته جلة جماعة

اور حاکم کی تاریخ نشا پور میں ایسی سند سے کہ جس پر کوئی جرح نہیں کی گئی روایت ہے محمد بن عبد اللہ بن طاہر (ناقص) و ابن نافع) کہا اوس نے کہ میں اپنے باپ کے سر کے پاس کھڑا تھا۔ جس وقت احمد بن محمد بن حنبل واسلمی بن ہوتہ و ابو الصلت ہروی۔ اون کے پاس تھے۔ میرے باپ نے کہا کہ ہر شخص ایک حدیث بیان کرے سو ابو الصلت نے کہا کہ بیان کیا مجھے علی بن موسیٰ رضانی (اور وہ واسم باسمی اللہ کے پسندیدہ تھے) اپنے باپ موسیٰ بن جعفر سے۔ انہوں نے اپنے باپ جعفر بن محمد سے۔ انہوں نے اپنے باپ محمد بن علی سے انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے۔ انہوں نے اپنے باپ حسین بن علی سے۔ انہوں نے اپنے باپ علی سے رضی اللہ عنہم۔ کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان قول و عمل ہے۔ سو جعفر بن نے کہا کہ یہ کیا عايشان اسناد ہے۔ تو میرے باپ نے کہا کہ یہ مجنون کی دوا ہے اگر اسکو دیوانہ کی ناک میں پچکایا جاوے تو اچھا ہو جائے۔ اور خطیب نے تاریخ بغداد میں روایت کیا ہے اسکو علی بن غراب سے۔ کہا انہوں نے بیان کیا مجھ سے علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ لفظ اذل۔ اور ابن غراب کی توثیق ابن حنین و دارقطنی نے کی ہے۔ احمد نے کہا کہ وہ مدلس تھا اور میں اسکو سچا جانتا ہوں اور اون سے روایت لی ہے ابن ماجہ نے اور نسائی نے۔ اور خطیب نے کہا کہ اوس کے مذہب میں گفتگو کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ غالی شیعہ تھا لیکن روایات میں اسکی راستی اور سچائی بیان کرتے ہیں۔ ابن حجر نے کہا کہ ابن حبان نے اسکی تصنیف میں اقراط کی ہے۔ سیوطی نے کہا کہ ایسا شخص متابعت کے لئے جابہن ہے۔ اور روایت کیا ہے اسکو خطیب نے محمد بن ہبل بن عامر بجلی سے کہا انہوں نے کہ بیان کیا ہے علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسی سند و متن سے۔ اور بجلی کو ابن جوزی نے مجہول بتایا ہے۔ اور سیوطی نے کہا کہ میں نے نہ میزان میں انکا کوئی ذکر پایا نہ اور کہیں۔ اور روایت کیا ہے اسکو خطیب نے عبد اللہ بن احمد طائی سے کہا انہوں نے بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے کہا انہوں نے بیان کیا مجھ سے علی رضی اللہ عنہ نے بہمن سند و متن اور طائی میں کلام ہے۔ ابو ذریہ بخاری نے اسکو روایت کیا ہے اپنی کتاب فوائد میں ابو احمد داؤد بن سلیمان بن وہب غازی سے کہا اوس نے بیان کیا ہم سے علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بہمن سند و متن۔ اور غازی مجہول ہے۔ اتھاصل حفاظ اہل سنت کی ایک بڑی جماعت نے۔ بڑی سعادت حاصل کی ہے۔ بہ روایت اس حدیث کے حضرت امام ابو الحسن علی رضی اللہ عنہ کے آباء

(۱) یعنی اپنے چھہرہ راہی سے بلفظ من روایت کر سنے میں بیچ داسے کا نام چوڑ دیتے تھے ۱۲

(۲) ابک روایت اسی معنوں کے دوسری روایتوں کے بعد ذکر کرنا ۱۳



من حفاظ اهل السنة والجماعة والله المنة على الصنعة ولا يضر كون بعض الرواة عن الامام  
 محل الكلام لكون آخرين ثقات الا نام من الاعلام وذكر ابن السبكي انه رواه عن الرضى  
 الهيثم بن عبد الله وعلى بن الازهر السرخسى ايضا وعن الكاظم محمد بن صدقة ومحمد بن تميم  
 وان الاربعة مجاهيل وقال تمام في فوائد ثنا احمد بن محمد الطبرستانى ثنا الحسن بن على التميمي  
 ثنا محمد بن صدقة العنبري ثنا موسى بن جعفر عن ابيه وثنا احمد بن محمد الطبرستانى ثنا احمد  
 ابن عيسى العلوى ثنا عباد بن صهيب عن جعفر بن محمد به وعزى لابي عمرو بن حمدان في فوائد  
 عن على قال سألت النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن الايمان ما هو قال معرفة بالقلب واقرار  
 باللسان وعمل بالاركان والآب مرويه عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
 الايمان اقرار باللسان وعقد بالقلب وعمل بالجوارح والاركان وهو يزيد وينقص قال السبكي  
 وسنده ضعيف فليراجع وبالحجة فالحديث له عن المولى على المرتضى طرق جمعة عند الاثمة للحجة  
 والشيرازي والديلمي عن عائشة رفعا كما للفظ الاول وكذا ابن الجوزي عن انس رفعا وسندهما  
 ضعيف قال البيهقي في خبر اهل البيت وشاهد هذا الحديث ما انا ابونصر بن قتادة فنكر  
 بسنده عن ابي قتادة رفعه من شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فنزل بها لسانه  
 واطمأن بها قلبه لم تطعمه النار قلت بل هو شاهد الحديث الا في فرض الايمان الاجمل  
 فالجمل فتأمل ومع هذا كله فقليل الدارقطني وذكر رواية الهروي له وهو متهم بوضعه

آپ کے اہل بیت اور تبعہ کی نسبت و اللہ اللہ علی الصلۃ و اللہ علیہ وسلم اور بعض روایہ امام کا مجروح ہونا چندان مضرت نہیں۔ کیونکہ اور روایہ ثقافت اعلام میں اور ابن سبکی نے ذکر کیا ہے کہ احمد بن محمد بن علی بن ابی حمزہ رضی سے سہیم بن عبد اللہ و علی بن ابی حمزہ رضی نے بھی روایت کی ہے اور امام کاظم سے محمد بن صدقہ و محمد بن تمیم نے۔ اور یہ چاروں مجہول الحال ہیں۔

اور تمام نے اپنی کتاب فوائد میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو بیان کیا ہے احمد بن محمد طبرستانی نے کہا کہ بیان کیا ہے حسن بن نیعمی نے کہا کہ بیان کیا ہے محمد بن صدقہ عنبر بنی نے کہا کہ بیان کیا ہے موسیٰ بن جعفر نے۔ انہوں نے اپنے باپ سے اور نیز تمام نے کہا کہ بیان کیا ہے احمد بن محمد طبرستانی نے کہا کہ بیان کیا ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ علوی نے کہا کہ بیان کیا ہے عباد بن صہیب نے جعفر بن محمد سے۔ اسی سند و متن کے ساتھ۔

اور نسبت دی گئی ہے طرف ابو عمرو بن حمدان کے کہ انہوں نے اپنی کتاب فوائد میں روایت کیا حضرت علی بن محمد کا آپ نے کہ میں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ایمان کیا ہے۔ فرمایا کہ دل سے پہچانا۔ اور زبان اقرار کرنا اور ہاتھ پر کشنا۔ اور نسبت دی گئی ہے طرف ابن مردودہ کے کہ انہوں نے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایمان اقرار سانی۔ واعتقاد قلبی۔ و عمل جلد و لاج و اعضاء کا نام ہے۔ اور وہ گھٹنا اور بڑھتا ہے۔ (سہولت) نے کہا اسکی سند ضعیف ہے لیکن چاہئے کہ اسکو دیکھ لیا جاوے۔

خلاصہ یہ کہ ائمہ کے نزدیک یہ حدیث حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے بہت طریقوں سے ثابت ہے۔ اور تشریحی اور دلیلی کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے مرفوعاً مثل الفاظ اول کے مروی ہے۔ اور ایسی ہی ابن جوزی کے پاس حضرت انس کی روایت مرفوعاً مروی ہے۔ اور سند ان دونوں کی ضعیف ہے۔

بیہقی نے حدیث اہل بیت کی نسبت کہا ہے کہ اس کا شاید وہ حدیث ہے جو بیان کیا ہے ابو نصر ابن قتادہ نے۔ سو ذکر کیا ہے بیہقی بسند خود ابو قتادہ سے مرفوعاً کہ جو شخص شہادت دے اس بات کی کہ کوئی معبود نہیں ہے۔ سواے اللہ کے۔ اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ اور اسکی زبان بھی اس شہادت کی تابع ہو دے۔ اور دل مطمئن ہو جائے۔ تو اسکو آگ نہ کھا لگی۔

میں کہتا ہوں بلکہ وہ شاہد ہے اس حدیث کا جو فرض ایمان اہل اور مجمل میں آدگی مذکور حدیث کا۔ پس غور کرو۔  
ان تمام بیانیوں پر بھی دا قطنی نے ہر وہی کی روایت کو ذکر کر کے جو کہا ہے۔ کہ (ہر وہی پر اس حدیث کے وضع کر لینے کا گمان ہے۔

اللہ ان کو نکالے۔ جہاں قرآن میں اور حدیث میں جا بجا موجود ہے۔ اور دیکھنے کے حال کی تحقیق حفظ اسے ہوتی ہو کہ یہ نقلیں اس کیب سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں یا نہیں۔ ۱۲۔

لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث وقيل ابن الجوزي موغنون كلاهما  
 مما لا يعول عليه ولا يلتفت اليه وكذا قد قصر ابن السبكي هنا فقصر لما اغترب بما ذكر في الهروي  
 واقتصر السخاوي في المقاصد الحسنة على رواية ابن ماجة وحكم ابن الجوزي وقصة رواية الامام  
 له بنيسابور عند الديلمي بلا سند وكل ذلك قصور في العثور واورده السيوطي في الجامع  
 الصغير برواية ابن ماجة والطبراني ورمزه في الهامش بالضعف وقال في الدرر المنتثرة  
 وذكر ايراد الزركشي له عن ابن ماجة قلت اورده ابن الجوزي في الموضوعات فلم يصيب وقد ذكر  
 السيوطي في اللآلئ المصنوعة أكثر الطرق المذكورة وقال ابن الجوزي في لسنه المطالب في حديث  
 الهروي حديث حسن اللفظ والمعنى رجال اسنادا وثقات غير الهروي وهو خادم الامام  
 الرضي فانهم ضعفوه مع صلاحه وقد روى ايضا عن مالك وسجاد بن زيد وروى عنه احمد  
 ابن ابى خيثمة وعبد الله بن احمد وجماعة ولكن تابعة على رواية هذا الحديث عن الرضي محمد  
 ابن اسلم قد كره عن البيهقي في الشعب قال فخرج ابو الصلت من عهده انتهى والكلام فيه  
 مدحا وقد حاشى السيوطي في غير هذا المقام وقوله سلام الله عليه وطوله معرفة بالقلب  
 بالالوهة للرب والنبوة لرسوله بما اوجب ولا حمد في المستند عن علي قال قال رسول الله  
 صلى الله عليه وآله وسلم الاسلام ان يسلم قلبك وان يسلم المسلمون من لسانك ويد لك  
 قيل فأي الاسلام افضل قال الايمان قيل ما الايمان قال ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه

نہیں روایت کیا اور سکو بجز اوش شخص کے جس نے حدیث کو ہر دی سے چرایا ہو۔ ہر دی اس حدیث میں ابتدا ہو اور ایسا ہی ابن جوزی نے جو کہا ہو کہ (وہ موضوع ہے) یہ دونوں قول ایسے ہیں جو معتبر و قابل اتعات نہیں ہیں۔ اور ابن سبکی سے بھی اس مقام پر لغزش ہوئی ہے۔ اور یہ لغزش اسوجہ سے ہوئی کہ انکو وہو کا ہو گیا اور اقوال سے جو ہر دی حق میں کہے گئے ہیں۔ اور بخادی نے مقاصد حسہ میں اقتصار کیا ہو۔ ابن ماجہ کی روایت پر۔ اور ابن جوزی کے اوش حکم پر اور اس قصہ پر کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو امام نے شہر نیشاپور میں جو کتاب الفردوس دینی میں بلا سند منقول ہے۔ اور یہ سب لغزشیں قصور اطلاع کی وجہ سے ہیں۔

اور سیوطی نے جامع صغیر میں ابن ماجہ بطرانی سے اس حدیث کو ذکر کیا ہو۔ اور حاشیہ میں اس کے ضعف کا اشارہ کیا ہو۔ اور درر مشرق میں یہ بیان کرنے کے بعد کہ (ذکر کشی نے اس حدیث کو ابن ماجہ سے روایت کیا ہو) کہا ہو کہ میں کہتا ہوں کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں جو ذکر کیا ہے سو خطا ہے۔

اور سیوطی نے لالی مصنوعہ میں اکثر طرق مذکورہ کو بیان کیا ہے۔ اور ابن جوزی نے اسنے المطالب میں حدیث مروی کی نسبت کہا ہو کہ یہ حدیث حسن ہے نفلاً و مستی۔ اسکے سب راوی ثقہ ہیں بجز ہر دی کے جو خادم ہیں امام رضی کے۔ کیونکہ محدثین نے انکو باوجود یکسے ہونے کے ضعیف الروایہ کہا ہو اور وہ امام مالک و حماد بن زید سے بھی روایت کرتے ہیں۔ اور احمد بن ابی خثیمہ اور عبد اللہ بن احمد اور ابی جاعت محدثین نے اور اسے روایت کی ہے۔ لیکن اوہی متابعت کی ہے اس حدیث کی روایت پر علی رضی سے۔ محمد بن اسلم نے نقل کیا اور سکو جوزی نے روایت بیعتی سے جو شعب الایمان میں ہے۔ کہا کہ پس بری ہو گیا ابو الصلت اپنے عمدہ سے انتہی اور یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ معرفۃ بالمطلب

اس سے مراد معرفت الوہیت خدا و نبوت رسول ہے جس طرح اللہ نے فرض کیا ہو۔ اور مسند احمد میں حضرت علی سے روایت ہو کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اسلام یہ ہو کہ بتراوی مطیع ہو جائے۔ اور مسلمان تیرے دست و زبان سے محفوظ رہیں۔

کسی نے پوچھا اسلام میں کونسا امر افضل ہے۔ فرمایا ایمان۔ پوچھا۔ ایمان کیا ہے۔ فرمایا یقین لانا اللہ پر اور اس کے فرشتوں اور کتباہوں۔ اور رسولوں پر۔ اور مرکز سے اسٹھنے پر

برسله والبعث بعد الموت قيل فأي الايمان افضل قال الهجرة قيل ما الهجرة قال ان تهجر السنن  
 قيل فأي الهجرة افضل قال بمجاهد الحديث واحمد والطبراني في الكبير بسند ثقات عن  
 عمر بن عبسة نحوه وهذا في الايمان والاسلام والهجرة ونجدة من الشريعة ولعبد الرزاق  
 وابن ابى شيبة ورسته في الايمان والاكافي في السنة والبيهقي في الشعب وابن عساكر عن  
 سحر بن عدي قال حدثنا علي بن ابي طالب ان الطهور نصف الايمان والى ظاهر هذه الاحاديث  
 والآثار عن اهل البيت الاطهار ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد  
 والاوزاعي كمن ذهب اهل البيت ان العمل داخل في الايمان الا انه لا يزول اصل الايمان  
 بزوال العمل كما لا يزول اصل الشجر بزال الفروع والثمار والرجل لا يخرج عن نوعه بقطع  
 الايدي والارجل فالمعنى بالايمان فيها هو الايمان الكامل الذي لن يفتقر بعد الاهيات  
 به الى ان يعذر عن صاحبه وهو المقرون بالاسلام دون الهجر عنه وقوله وهو يزيد وينقص  
 اي في الاوصاف الثلاثة فالزائد فيها الايمان الخاصة والناقص ايمان العامة اما في المعرفة  
 والتصديق فمن جهة الثمرات والحلاوة لاصل التصديق فانه ان نقص كان شكاً مخرجاً من  
 الايمان واما في الاقرار فاذا اخيف القتل اقرباً لايمان فلم يقربفهمونا قص وان اقربفهمونا لايمان  
 الزائد الكامل واما في العمل بالاركان فلا يحتاج الى البيان ومما يشيد ما ذكرنا ما عن  
 المولى المرتضى قال كانت السورة اذ نزلت على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الآية

کھا گیا ایمانین کو نسا اما فضل ہو فرمایا ہجرت پر چھاپا گیا ہجرت کیا ہو۔ فرمایا برائی کو چھوڑنا۔ پوچھا گیا ہجرت کو کسی بہتر ہو فرمایا  
جہاد والی آخری حدیث۔ معلوم رہے کہ ایمان و اسلام و ہجرت کے معنوں کی یہ بھی ایک طرز تشریحی ہے۔  
اور روایت کیا ہے عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ نے اور ستہ نے کتاب الدیانتین۔ اور لا نکائی نے کتاب السنن  
اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔ اور ابن عساکر نے۔ حجاز بن عدی سے کہا بیان کیا ہے علی بن ابیطالب نے کہ بیشک لطحات  
نصف ایمان ہے۔

ان احادیث و آثار کے ظاہر معنی کے لحاظ سے محدثین اور امام مالک امام شافعی و امام احمد و ازاعی  
برطبق مذہب اہل بیت اسل مر کے قائل ہیں کہ عمل بھی جزو ایمان ہے اور حقیقت ایمان میں داخل ہے۔ اور اسکے ساتھ یہ  
بھی کہتے ہیں کہ عمل کے مفقود ہونے سے اصل ایمان زائل نہیں ہوتا جیسا کہ شاخون اور شمر کی علیگری سے اصل اور  
زائل نہیں ہوتا یا ہاتھ پیسہ کے قطع ہونے سے انسان اپنی نوعیت سے خارج نہیں ہوتا۔  
پس ان احادیث میں ایمان سے مراد ایمان کامل ہے جسکے بجا لانیکے بعد اس مومن کی جانب سے کسی عذر  
کی حاجت نہ ہو۔ یہ تو وہی ایمان ہو سکتا ہے جو اسلام کو بھی شامل ہے۔ نہ کہ ایمان قلبی محض اور ایمان  
میں کم و بیش ہے۔ اسکے اوصاف ثلاثہ کی کم و بیشی مقصود ہے۔ زائد الاوصاف خواص کا ایمان ہے اور  
ناقص الاوصاف عوام کا۔

معرفت و تصدیق میں کمی لحاظ قلیل ثمرات و طاعات ممکن ہے نہ کہ اصل تصدیق میں (معاذ اللہ) کیونکہ اگر  
اصل تصدیق کم ہو جائے تو وہ شک ہے جو ایمان سے بالکل خارج کر دیتا ہے۔  
اور اقرار میں جب کہ اقرار سانی سے قتل کا اندیشہ ہو اور اس خوف سے اقرار کرے تو یہ ایمان ناقص ہے۔ اگر  
باوجود خوف کے علامہ اقرار کرے تو وہ ایمان کامل ہے۔ عمل۔ تو وہ ظاہر سے تفصیل کی کوئی ضرورت نہیں  
اور ہمارے بیان کی موید وہ روایت بھی ہو سکتی ہے جسکو محمد بن اسماعیل و راق نے اپنی کتاب الامالی  
میں ذکر کیا ہے اور سبکی نے کتاب المواعظ میں اور ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں حضرت علی سے  
فرمایا آپ نے لاکھ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں کوئی سورہ یا آیت  
نازل ہوتی تھی۔

أو أكثر زادت المؤمنين إيماناً وخشوعاً وكنههم فأنتموا أخرجه محمد بن اسمعيل الوراق في أقالية العسكر  
 في المواعظ وابن مردويه في تفسيره وسنده حسن قاله السيوطي وكذا الحديث الألف المسلسل بالاشعة  
 العشرة الكامل في فضل الإيمان إنما هو ناظر ظاهري في عدم دخول العمل في أصل الإيمان و  
 سيروى أن شاء الله تعالى **فضل الإيمان الأكمل** قال الله المتعال بعد قوله أولئك هم  
 المؤمنون حقا لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم (وعن) قبيصة بن جابر  
 الأسد قال قال رجل إلى علي فقال يا أمير المؤمنين ما الإيمان قال الإيمان على أربع دعائم  
 على الصبر واليقين والجهاد والعدل فالصبر على أربع شعب على لشوق والشفقة والزهادة  
 والرقب فمن اشتاق إلى الجنة سلا عن الشهوات ومن اشتق عن النار رجم عن المحرمات ومن  
 أبصر بالدينياتها ون بالمصيبات ومن ارتقب الموت سارع إلى الخيرات واليقين على أربع شعب  
 على تبصرة الفطنة وتأول الحكمة وموعظة العبرة وسنة الأولين فمن تبصر في الفطنة تأول الحكمة  
 ومن تأول الحكمة عرف العبرة ومن عرف العبرة فكأنما كان في الأولين والعدل على أربع شعب  
 على غائض الفهم وزهوة العلم وشرعية الحكم وروضة الحكم فمن فهم فسر جميع العلم ومن علم  
 عز شراكم الحكم ومن حكم ودر فطنة الحكم من علم لم يفرط امرؤ عاش في الناس هو في راحة والجهاد على أربع شعب  
 امرؤ معروف ونمى عن المنكر والصدق في المواطن وشتان الفاسقين فمن امرؤا لمعروف  
 شد ظهرا المؤمن ومن نمى عن المنكر ارغما نف المنافق ومن صدق في المواطن قضى عليه



تو مومنین کے ایمان کو زیادہ کرتی تھی اور انکو برا بھونے روکتی تھی پس وہ باز رہتے تھے۔ اسکی سند حسن ہے چنانچہ سید علی نے کہا ہے۔  
اور اسطرح سے حدیث قدسی سلسلہ محمد بشیر مؤلفہ فضل الایمان میں ذکر کیا گیا ہے۔ ایمان میں عمل دال نہ رہے پھر خوبی دالالت کرتی

### ایمان اکمل کی فضیلت

قال اللہ المتعالیٰ ہم درجات عند ربہم منصرفہ و رزق کریم۔ خداوند تعالیٰ نے (اعلیٰ درجہ کے ایمان والوں کی فضیلت میں) فرمایا ہے  
کہ انکے لئے درجے ہیں انکے پروردگار کے پاس اور بخشش ہو اور روزی عزت کی۔ اور روایت کیا ہوا ہے ابی الدنیا نے  
کتاب الامار بالمعروف والنہی عن المنکر میں اور لاکھائی نے کتاب السنن میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں قبصہ بن جابر سے  
کہا کہ ایک شخص نے حضرت علی سے عرض کیا کہ ایمان کیا ہے فرمایا کہ ایمان کے چار ستون ہیں۔ بصیرت یقین۔ جہاد و عہد۔ پھر صبر  
چار شاخوں پر ہے۔ شوق۔ خوف۔ زہد۔ انتقام۔ پس جو شخص جنت کا شوق رکھے وہ خلیفہ شات نفسانی سے بے پروا ہو جائے  
اور جو کہ دوزخ سے خوف کرے حرام چیزوں سے توبہ کرتا ہو اور جو دنیا کو بخوبی دیکھے گا وہ دنیاوی مصیبتوں کو آسان سمجھیں گا۔  
اور جو موت کا منتظر رہے نیکوئی کی طرف جلدی کرے گا اور یقین چار شاخوں پر ہے۔ بصیرت و نطانت۔ اور حکمت پر عمل کرنا۔  
اور امور عبرت سے نصیحت لینا۔ اور طریقہ سلف۔ پس جو شخص بصیرت حاصل کرے وہ حکمت کی باتوں پر عمل کرتا ہو اور جس نے  
امور حکمت پر عمل کیا اس نے عبرت کو جان لیا۔ اور جس نے عبرت کو پہچانا گویا کہ وہ سلف میں سے ہو گیا۔ اور انصاف کی چار شاخیں  
ہیں۔ کمال فہم۔ دقت علم طریقہ حکم۔ باج حکم۔ جس نے فہم یا با تمام علم اور شہر شرف ہوا۔ اور جو علم سے بہرہ مند ہوا اس نے طریقہ حکم کو پہچان  
اور جو شخص کہ طریقہ حکم کو پہچان لیا وہ باج حکم میں داخل ہو گیا اور جو حکم والا ہوا اس نے اپنے کام میں نقصان نہیں  
کیا۔ اور وہ لوگوں میں براحت تمام زندگی بسر کرے گا۔ اور جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں۔ امر معروف۔ نہی منکر۔  
راستی۔ مخالفت فاسقین۔ پس جس نے امر معروف (یعنی نیکی کا حکم) کیا وہ مسلمانوں کا پشت و پناہ  
ہوا۔ اور جس نے نہی منکر (یعنی گناہ سے منع) کیا۔ اس نے منافقوں کے چہرہ کو خاک آلود کیا۔  
اور جس نے راست گوئی اختیار کی اس نے ادا۔ ئی واجبات سے سبکدوشی حاصل کی۔

ومن شتأ الفاسقين وغضب الله غضب الله له فقام السائل عند هذا فقبل رأسه على أخرجه  
 ابن أبي الدنيا في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر واللائكائي في السنة وابن عساكر في تاريخ دمشق  
 ورواه البيهقي مختصراً عن العلاء بن عبد الرحمن إلى أن خزل بحملة الأولى (عن) خلاص  
 ابن عمرو قال كنا جلوساً عند علي بن أبي طالب إذا أتاه رجل من خراة فقال يا أمير المؤمنين  
 هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ينعت الإسلام قال نعم سمعت رسول الله صلى  
 الله عليه وآله وسلم يقول بني الإسلام على أربعة أركان على الصبر واليقين والجهاد والعدل  
 وللصبر أربع شعب لشوق والشفقة والزهادة والتقرب فمن اشتاق إلى الجنة سلا عن الشهوات  
 ومن أشفق عن النار رجع عن المحرمات ومن زهد في الدنيا تهاون بالمصيبات ومن ارتقب  
 الموت سارع في الخيرات واليقين أربع شعب تبصرة الفطنة وتأول الحكمة ومعرفة العبدية  
 واتباع السنة فمن أبصر الفطنة تأول الحكمة ومن تأول الحكمة عرف العبدية ومن عرف العبدية  
 اتبع السنة فمن اتبع السنة فكانت ما كان في الأولين والجهاد أربع شعب الأمر بالمعروف و  
 النهي عن المنكر والصدق في المواطن وشتأ الفاسقين فمن أمر بالمعروف شد ظهر المؤمن  
 ومن نهى عن المنكر أروغ أنف المنافقين ومن صدق في المواطن قضى الذي عليه وأحرز نفسه  
 ومن شتأ الفاسقين فقد غضب الله ومن غضب الله يغضب الله له وللعدل أربع شعب غور  
 الفهم وبهرة العلم وشرائع الحكم وروضة الحكم فمن غاص الفهم فسر مجمل العلم ومن غر

اور جس نے بیکاروں سے بغض رکھا اور صرف اللہ کے واسطے غصہ ہوا۔ اس کے لئے خداوند تعالیٰ  
(اس کے دشمنوں پر) غضبناک ہوتا ہے۔

اس کلام کے تمام ہوتے ہی وہ شخص اڑھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔  
اس روایت کو بیہقی نے بھی علاء بن عبد الرحمن سے نقل کیا ہے لیکن مختصراً۔ اور میں صرف پہلا جملہ  
نہ کر رہا ہے۔

اسکی ہم نغمیوں اور ایک روایت مرفوعہ ہے جسکو ابو نعیم نے علینہ الاولیاء میں حضرت علی سے روایت  
کیا ہے اور کہا ہے کہ اسی روایت کو حارث بن جیحون نے حضرت علی سے مرفوعاً بالاختصار روایت کیا ہے۔  
اور قبیلہ بن جابر اور علاء بن عبد الرحمن نے حضرت علی کے قول سے۔

زهرة العلم عرف شرائع الكفر ومن عرف شرائع الكفر ورد روضة الكفر ومن ورد روضة الكفر لم يفطر  
 في أمره وحاش في الناس وهو في راحة أخوجه أبو نعيم في الحلية وقال كذا رواه خلاص بن عمرو  
 مرفوعاً ورواه الحارث عن علي مرفوعاً مختصراً ورواه قبيصة بن جابر عن علي من قوله ورواه العلاء بن  
 عبد الرحمن عن علي من قوله **فضل الإيمان بالمسلمين** قال الله المتعال في سورة الحديد  
 (والذين آمنوا بالله ورسوله أولئك هم الصديقون) وقال في سورة التوبة (وعد الله المؤمنين و  
 المؤمنات جنتاً تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها ومسكن طيبة في جنت عدن ورضوان  
 من الله أكبر ذلك هو الفوز العظيم) وقال في سورة الفتح (ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنتاً تجري  
 من تحتها الأنهار خالدين فيها ولا يكفر عنهم سيئاتهم وكان ذلك عند الله فوزاً عظيماً) قال الحافظ  
 البلاذري حدثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن سفيان جعفر أبو السيد الجوب أفا موصاه بمكة  
 قال ثني علي بن محمد بن علي قال ثني أبي علي بن موسى الرضى قال ثني أبي موسى بن جعفر  
 الكاظم قال ثني أبي جعفر بن محمد الصادق قال ثني أبي محمد بن علي الباقر قال ثني أبي علي بن الحسين زين  
 العابدين قال ثني أبي الحسين بن علي سيد الشهداء ثني أبي علي بن أبي طالب سيد الأولياء قال ثني محمد بن  
 عبد الله سيد الأنبياء صلوات الله عليه وآله وسلم قال ثني جابر بن عبد الله سيد السادة  
 أنا أنا الله لا إله إلا أنا من أقرلي بالتوحيد دخل جنة ومن دخل جنة من عذابي ورواه من جهة البلاذري  
 الحافظ العلامة مسند نيسابور أبو طاهر محمد بن أحمد محميش الزياتي فالحافظ أبو صالح أحمد بن

ثبت فضل الإيمان  
 من هذه الآية من حيث  
 أن الكافر في الشقاق  
 قال علي بن مازن ما  
 علم الكفر فافهم منه

قال علي بن مازن ما  
 علم الكفر فافهم منه  
 الحسن بن الحسين بن علي  
 النخعي حدثنا علي بن محمد  
 الرضا عن أبيه عن أبيه  
 علي بن الحسين بن علي  
 بن الحسين بن علي بن الحسين

(الحسين السلسل يا لآفة العشر النجلى)  
 الأنبياء

## ایمان محل کی فضیلت

فرمایا خداوند تعالیٰ نے سورہ حدید میں۔ والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون :- اور جو لوگ کہ ایمان لائے اللہ پر اور اللہ کے رسولوں پر وہی سچے ہیں :- اور فرمایا سورہ توبہ میں :- وعدہ فرمایا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو بہشتوں کا جنکے نیچے نہرین بہتی ہیں وہ ہمیشہ اوس میں رہیں گے اور جنات عدن میں پاکیزہ گہر و نکا۔ اور رضا مندی اللہ کی طرف سے بڑی (جیز) ہے۔ یہی بڑی کامیابی ہے :- اور فرمایا سورہ فتح میں :- تاکہ داخل کرے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتوں کو بہشتوں میں جنکے نیچے نہرین جاری ہیں۔ ہمیشہ رہیں گے اونہیں ماوردور کرے اونسے اونکی بڑا ایمان اور ہے یہ نزدیک اللہ کے بڑی کامیابی :-

کہا حافظ بلا ذری نے بیان کیا مجھے مکہ مبارکہ میں امام وقت باپ سید محبوب رحمۃ اللہ علیہ کے حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر نے کہا بیان کیا مجھے علی بن محمد تقی نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ محمد بن علی تقی نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی بن موسیٰ رضا نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ موسیٰ بن جعفر کاظم نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ جعفر بن محمد صادق نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ محمد بن علی باقر نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی بن حسین زین العابدین نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ حسین بن علی سید الشہداء نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی بن ابیطالب سید الاولیاء نے۔

۱۵ بیٹے امام محمد بن حسن جبکہ محبوب ہونے کا واحد مشہور یہ ہو کہ آپ پچھرنچ سالگی موضع (شترمن راسے) میں ایک غار کے اندر تشریف فرما ہوئے اور غائب ہو گئے تھے :-

۱۶ مخفی نہ رہے کہ اس روایت میں دس ائمہ اہل بیت سلسلہ مادی ہیں ۱۲

عبد الملك النيسابوري المؤذن ثم أخرجت ابوطاهر عبد السلام بن أبي الربيع الحنفية ثم المحدث سعيد  
الدين محمد بن مسعود الفارسي الكازروني ثم الحافظ ابن البحري في أسنى المطالب وغلط في سند  
الائمة بعض من دون الحافظ أبي صالح ممن ليس من أهل المعرفة والمُسْطَرَّه هو المَحْرُور قال ابن البحري  
كذا وقع هذا الحديث بهذا السياق من المسلسلات السعيدية والعهد فيه على البلاد ذري (قلت)  
هو أصل الرواة الثقات في مصر بل أوحد الحفاظ إلا يفاظ في عصره الحسن قال الحافظ أبو عبد الله  
الحاكم في تاريخه نيسابور كان واحد عصره في الحفظ والوعظ وكان يكثر المقام نيسابور يكون له في  
كل سبعين مجلساً عند شيخه البلاد أبي الحسن المحمدي وأبي نصر العبداني وكان شيخنا أبو علي الحافظ  
ومشائخنا يحضرون مجالس وعظه ويفرحون بما يذكره على رؤوس الملائكة من الأسانيد والارواح غيرة  
قط في استناد أو اسم أو حديث سمع محمد بن أيوب الجبلي وتلميذ بن مهمل الحافظ وعبد الله بن محمد  
بن شاذويه وطبقتهما بخراسان والعراق وكتب بمكة عن أئمة أهل البيت أبي محمد الحسن بن علي  
بن علي بن موسى الرضي وخرج صحيحاً على وقعه كتاب مسلم وقال الحافظ أبو سعد بن السمعاني  
في كتاب الأنساب كان حافظاً فهما عارفاً بالحديث ثم ذكر جماعة من جماعة من أئمة الصناعات  
بطوس ونيسابور والري وبغداد وذكر كلاماً لم يذكر وقال الحافظ الذهبي في طبقات الحفاظ في ترجمة  
الامام الحافظ البارع الطوسي البلاد ذري الواعظ ثم ذكر كلاماً لم يذكر مختصراً فليس السند ولا المستند  
مما ينتقل وأخرج أبو نعيم في حلية الأولياء فالسلفي وابن عساکروا بن النجار عن أبي الصلت ثناً

پہر اُنکے واسطے سے محدث ابو طاہر عبدالسلام بن ابی الربیع خفی نے پہر اُنکے واسطے سے محدث  
سعد الدین محمد بن مسعود فارسی گزرونی نے پہر اُنکے واسطے سے ابن الجبزی نے اسنے المطالب  
میں۔

ان راویوں میں سے ابو صلح کے نیچے والے بعض راویوں نے۔ (جو اہل معرفت حدیث نہیں ہیں) ائمہ  
کے ناموں میں کچھ غلطی بھی کی ہے۔ اور ٹھیک وہی اسناد ہے جسکو مجھے ادب پر بیان کیا ہے۔  
ابن جزری بطور جرح کہتے ہیں کہ یہ حدیث مسلمات سعید یہ میں یوں ہی آئی ہے۔ اور اسکا ذمہ بلاذری  
پر ہے واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں۔ بلاذری کے حق میں کسی طرح کا وہم بجائے خود نہیں ہو سکتا۔ وہ  
اپنے شہر کے نہایت ثقہ راویوں میں سے ہیں بلکہ حفاظ الفاظ میں یگانہ وقت شمار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ  
حاکم نے تاریخ نیشاپور میں انکی نسبت لکھا ہے کہ حفظ حدیث اور وعظ میں یکساں وقت تھے نیشاپور میں اکثر  
اقامت پذیر رہتے تھے۔ اور ہر ہفتہ میں دو مرتبہ شیخ ابوالحسن لمی و شیخ ابونصر عبد دی کے یہاں انکے وعظ  
کی مجلس منعقد ہوا کرتی تھی۔ حافظ ابو علی اور دوسرے ہمارے اساتذہ حاضر مجالس وعظ رہتے تھے اور انکے ساتھ جو وہ ملاؤ کر تھے  
مسرور ہوتے تھے جیسے کبھی کسی شیخ کو انکی بیان کی ہوئی حدیث یا نام یا سند میں طعن کرنے نہیں دیکھا۔ انہوں نے  
محمد بن ایوب بکلی سے اور حافظ تیم بن محمد سے اور عبداللہ بن محمد بن شیر دین اور دیگر ہم طبقہ و سر اور تارکین اسان عراق میں  
تمذ حاصل کیا ہے۔ اور مکر مبارکہ میں حضرت امام اہل بیت حسن عسکری سے ملائی ہو کر حدیثیں لکھ لی ہیں۔  
اور انہوں نے صحیح مسلم کی وضع پر ایک صحیح لکھی ہے۔

اسی طرح حافظ ابوسعید ابن سمعی نے کتاب الانساب میں بلاذری کی تعریف میں الفاظ کی ہے کہ وہ حافظ حدیث نہایت فہیم و راہ  
علم حدیث ہیں و طوس نیشاپور و ری و بغداد میں ایک جماعت ائمہ حدیث تھی۔ اور حاکم کے قول کو بھی انہوں نے نقل کیا ہے۔  
اور حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ میں انکو بوضوفاً امام حافظ کامل طوسی بلاذری اعظماً ذکر کیا ہے۔ کلام حاکم کو بھی مختصر نقل کیا ہے اور عرض  
سند و متن حدیث ہر دو محل شبہ یا محتاج تنقیح نہیں ہیں۔

۱۔ مصنف محدث سعد الدین گزرونی ۱۱۷ھ بم اصابہ بر افتخار کر سکتے ہیں کہ غاصل اہل سنت ہی کے ایک محدث صاحب تصنیف نے امام حسن عسکری سے  
شرف ملاقات حاصل کیا ہے۔ اور آپ سے حدیث کسنی ہے۔ یہ شرف اور انکو نصیب نہ ہوا۔ ۱۲



على بن موسى الرضى ثنى ابى موسى بن جعفر ثنى ابى جعفر بن محمد ثنى ابى محمد بن على ثنى ابى على بن  
 الحسين قال ثنى ابى الحسين بن على ثنى على بن ابى طالب ثنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
 عن جابر بن عبد الله السلام قال قال الله عز وجل انى انا الله الذى لا اله الا انا فاعبد و  
 يا عبادى فمن جاءنى منكربشهادة ان لا اله الا الله بالاخلاص دخل حصنى ومن دخل حصنى لم  
 عذابى قال ابو نعيم هذا حديث ثابت مشهور بهذا الاسناد من رواية الطاهرين  
 عن اباهم الطيبين عليهم السلام وكان بعض سلفنا من المحلثين اذا روى بهذا  
 الاسناد قال لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق قال ابو على احمد بن على الاضطرار  
 اى روى عن ابى الصلت وقال لى احمد بن رزين سألت الرضى عن الاخلاص فقال طاعة  
 الله عز وجل اى طوعا ووعظا الى الله لا خوفا ورهبة من خلق الله وعزى للشيرازى عن  
 على رفعه قال الله تعالى انى انا الله لا اله الا انا من اقرى بالتوحيد دخل حصنى ومن دخل  
 حصنى امن من عذابى ولا بن الجار عن على رفعه قال الله تعالى لا اله الا الله كلامى وانا  
 هو فمن قالها دخل حصنى ومن دخل حصنى امن من عذابى وقوله تعالى من اقرى بالتوحيد  
 اى كما جاء به امته رسولى ان بلغه خبره انه رسولى **وقال** اعظم الفقهاء  
 الاربعة ابو حنيفة فى الفقه الاكبر والايما هو الاقرار والتصديق وقال فى الوصية  
 الايمان اقرار باللسان وتصديق بالجنان والقرار وحده لا يكون ايمانا لانه لو كان ايمانا

(التمنى على هذا الحديث) وما معنى هذا  
 قوله من اقرى بالتوحيد  
 كونه على اخصاص  
 العقيدة من مدون  
 حقيقة شقيقة فى قوله  
 الاربعة الفقهاء  
 النبوية ١٢ منه

اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں پھر سلفی وابن عساکر وابن بخاری نے ابو الصلت ہی کا بیان کیا ہے  
 علی رضائے کا بیان کیا ہے میرے باپ موسیٰ کاظم نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ جعفر صادق نے کہا بیان کیا  
 مجھے میرے باپ محمد باقر نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ علی زین العابدین نے کہا بیان کیا مجھے میرے باپ حسین  
 بن علی نے کہا بیان کیا مجھے علی بن ابیطالب نے کہا کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جبریل  
 علیہ السلام نکلا کہ فرمایا اللہ عزوجل نے بیشک میں ہی خدا ہوں۔ عبادت کے لائق میرے سوا کسی نہیں  
 ہے میرے بند و پیغمبر جہاد کرو پس تم میں سے جس شخص نے گواہی دی اخلاص کے ساتھ۔ اس بات کی کہ کوئی  
 معبود اللہ کے سوا نہیں ہے وہ میری پناہ میں آگیا اور جو میری پناہ میں آگیا میرے عذاب سے امن پایا۔  
 کہا ابو نعیم نے کہ یہ حدیث اس اسناد سے (جو بروایت ائمہ اطہار و انکے آباء علیہم السلام سے مروی ہے)  
 ثابت و مشہور ہے۔ اور ہمارے بعض محدثین مختلف جس وقت اس سند سے حدیث روایت کرتے  
 تھے تو کہتے تھے کہ اگر یہ اسناد کسی مجنون پر پڑی جائے تو اچھا ہو جائے۔

اور امام رضا نے لفظ اخلاص کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اللہ کی اطاعت یعنی اقرار توحید خالص اللہ کے لئے ہو  
 بنیو کہ خلق اللہ کے خوف سے۔

اور روایت کیا ہے شیخ زبیری نے حضرت علی سے مرفوعاً کہ یعنی آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے  
 کہ فرمایا خدا سے تعالیٰ نے بیشک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کسی معبود نہیں ہے جس نے میری  
 توحید کا اقرار کیا میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امن پایا۔  
 اور ابن بخاری کی روایت ہے حضرت علی سے مرفوعاً کہ فرمایا خداوند تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ میرا کلام ہے اور میں وہی  
 (اللہ) ہوں۔ سو جس نے یہ کلمہ کہا میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا میرے عذاب سے امن پایا۔  
 اعظم فقہاء اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ ایمان اقرار اور تصدیق کا نام ہے۔ اور  
 کتاب الوصیۃ میں فرمایا ہے کہ ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہے جو محض اقرار ایمان نہیں بلکہ سبب منافق  
 مومن ہوتے۔

۱۵ اس فرمان الہی میں وہی توحید مقصود ہے کہ بتایا اللہ علیہم السلام کی وساطت سے جسکی تعلیم ہوتی ہے۔

لكان المنافقون كلهم مؤمنين وكن لك المعرفة وحدها أي مجرد التقديق لا يكون إيماناً  
لأنها لو كانت إيماناً لكان أهل الكتاب كلهم مؤمنين قال الله تعالى في حق المنافقين والله  
يشهد أن المنافقين لكاذبون أي في دعوتهم لا إيمان حيث لا تقديق لهم وقال في حق  
أهل الكتاب الذين أتيناهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون أبناءهم انتهى **فرض**

**الإيمان الأحمل فالجمل** قال الله المتعال (أمنوا بالله ورسوله)  
ولابن جرير في التفسير عن علي قال قال الإيمان منذ بعث الله آدم شهادة أن لا إله إلا الله و  
الإقرار بما جاء من عند الله لكل قوم ما جاءهم من شريعة ومنهاج ولا يكون المقر تاركاً  
ولكنه مضيع وقال الله المتعال (ليس البر أن تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن

البر من آمن بالله واليوم الآخر والملئكة والكتاب والنبين) وقال (أمن الرسول بما  
أنزل إليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله وملئكته وكتبه ورسوله) إلى قوله واليائه  
المصير وقال تعالى (يا أيها الذين آمنوا آمنوا بالله ورسوله والكتاب الذي أنزل على رسوله

والكتاب الذي أنزل من قبل ومن يكفر بالله وملئكته وكتبه ورسوله واليوم الآخر  
فقل ضل ضللاً لا بعيداً) قال أبو داود الطيالسي في مسنده أنبأنا شعبة عن منصور  
عن ربعي بن حراش عن علي بن أبي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
لا يؤمن عبد حتى يؤمن بأربع يشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله بعثني بالحق ويؤمن

ایسی ہی صرف معرفت قلبی یعنی تصدیق محض بھی ایمان نہیں ہو سکتی وگرنہ سب اہل کتاب مومن ہوتے منافقین کی نسبت خدا تعالیٰ کا ارشاد ہوا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافقین البتہ جھوٹے ہیں۔ یعنی اپنے ایمان کے دعوے ہیں۔ کیونکہ سچے دل نہیں کہتے۔ اور اہل کتاب کے حق میں ارشاد ہوتا ہے کہ جھگڑو مجھے کتاب دی ہو وہ جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (اسی طرح) ہمارے رسول کو بھی پہچانتے ہیں۔

## بیان ایمان اجمل

فرمایا خداوند تعالیٰ نے (آمنوا یا اللہ و رسولہ) کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ روایت کیا ہوا بن جریر نے اپنی تصنیف میں علی مرتضیٰ سے کہ فرمایا آپ نے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مبعوث کیا اُس وقت ایمان کے یہی معنی لئے جاتے ہیں کہ ایمان گواہی دینا ہو سب بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں ہو اور اقرار کرنا ہو حکم شریعت و طریقت کا جو ہر قوم کے لئے خدا کی طرف سے نازل ہوا ہو اور ایمان کا محض قرار کرنا ہوا (یعنی بغیر عمل کے) تاکہ ایمان نہیں ہو البتہ اُسکا ایمان ناقص ہو۔ اور فرمایا خداوند تعالیٰ نے نیکی بھی نہیں ہو کہ منہ کر لو تم مشرق و مغرب (اپنے اپنے ملک کے قبلہ) کی طرف بلکہ اصل نیکی اسی شخص کی ہو جو اللہ پر اور روزِ آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لایا۔ اور نیز ارشاد ہوا کہ ایمان لاکہ بغیر سب اُس کتاب کے جو ان کے پروردگار کی طرف سے اور پُر تاری گئی اور مسلمان (لوگ بھی) یہ سب اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُسکی کتابوں اور اُسکے پیغمبروں پر ایمان لاکہ پھر بندہ دنی کی جانب سے حکایتِ ارشاد ہوتا ہوا در تیرے ہی طرف سے سب کو لوٹ کر جانا ہو۔ اور نیز فرمایا ۱۳ سے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خوب ہی ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور اُس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول پر تاری ہوا اور اُس کتاب پر جو (قرآن سے) پہلے اُماری اور جو منکر ہوا اللہ کا اور اُس کے فرشتوں کا اور اُسکی کتابوں کا اور اُس کے رسولوں کا اور روزِ آخرت کا تو وہ (راہِ راست سے) بڑی دور بہتک گیا۔

ابو داؤد و طیالسی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے علی سے کہا کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے کوئی بندہ جسکا ایمان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ چار چیزوں پر ایمان نہ لاوے۔ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے۔ نیز یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور سنے جگو سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے۔ اور ایمان لاؤ موت پر اور بعد موت کے پھر زندہ ہونے پر۔ اور ایمان لاؤ سب تقدیر پر۔ یہ روایت ابو داؤد و طیالسی کی جہت سے جامع ترمذی میں بھی آئی ہے۔

بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر وعن أبي داود أخرجه الترمذي  
 في جامعه عن محمود بن غيلان عنه فقوله يؤمن بالموت يؤمن بالبعث أي يكون إيمانه بالموت مقرونا  
 بالإيمان بالبعث فإن كثيرا من الكفار لا يؤمنون بالبعث ويزيد وضوح الرواية الآتية وأنه ميت ثم مبعوث  
 من بعد الموت وفيه أيضا أنه لا بد من الموت قبل البعث وإن طالت الحيرة فافهم ولا تنوهم وقال أحمد السندي  
 ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة فلا ذكره به لا يؤمن عبد حتى يؤمن بأربع حجة يشهد أن لا إله إلا الله وأنى رسول  
 يعثني بالحق ويؤمن بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر وكذا أخرجه  
 عثمان بن أبي شيبة وجعفر الفريابي في القدر وابن ماجه وأبو يعلى والحاكم هكذا رواه  
 الطيالسي وغندر عن شعبة به وكذا رواه جرير وزائدة وشريك عن منصور به وجعله  
 الترمذي أصح من حديث النضر بن شميل عن شعبة عن منصور عن ربي عن رجل عن  
 علي قال وهكذا روى غير واحد عن منصور عن ربي عن علي وعليه البغوي وقال أحمد  
 ثنا وكيع ثنا سفيان عن منصور عن رجل عن علي وهي دون الرجل سلسلة الأئمة وكذا  
 رواه البغوي عن يعلى بن عبيد وعبيد الله بن موسى وأبي نعيم عن سفيان زاد عبيد الله  
 خيرة وشرة وسفيان عن منصور أصح من غيره عنه كما ذكره ابن المبارك وكذا روى  
 جعفر الفريابي عن عبد الله وعثمان ابني أبي شيبة عن أبي الأحوص سلا من سليمان  
 عن منصور عن ربي عن رجل من بني أسد عن علي رفعه أربعين رجل أحد طعم الإيمان

اس حدیث میں دیون بالموت دیون بالموت کا جو حکم ہوا اس سے مقصود یہ ہے کہ ایمان بالموت کے ساتھ ایمان بالبعث بھی مقنون رہے یعنی جیسا کہ انسان کو مرنے کا یقین ہوتا ہے ویسا ہی مرنے کے بعد زندہ ہونیکا بھی یقین چاہئے کیونکہ اکثر کفار موت کے بعد زندہ ہونے سے منکر ہیں۔ اور اس مضبوطی و صحت روایت مابعد سے ہوتی ہے کہ آئین وادعیت ثم مبعوث من بعد الموت مذکور ہے۔

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی عمر کیسی ہی دراز کیونہو مگر اسکو موت لایم ہے۔

امام احمد نے اپنی سند میں محمد بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ ادا و نون نے کہا بیان کیا ہے شیبہ نے اسی سند سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن نہیں ہوتا کوئی بندہ جب تک کہ چار چیز دنیا یقین نہ کرے۔ گواہی دی اس بات کی کہ اللہ کے سوا کسی لائق عبادت کے نہیں ہے۔ اور نیز یہ کہ میں خدا کا رسول ہوں یہ بھی ہوا اس سے مجھ کو سچے دین کے ساتھ اور ایمان لاوے موت پر اور بعد موت کے پر زندہ ہونے پر۔ اور ایمان لاوے تقدیر پر۔

و نیز روایت کیا ہے اس حدیث کو اسطر سے عثمان بن ابی شیبہ نے۔ اور جعفر زبیری نے (کتاب التقدیر میں) اور ابن ماجہ و ابویعلیٰ اور حاکم نے اور ایسا ہی روایت کیا ہے اسکو جریر و زائدہ و شریک نے مقصود سے بسند مذکور۔ اور ترمذی نے اس سند کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے نسبت روایت نفر بن شعیب کے شعبہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں منصور سے وہ ربیع سے وہ ایک شخص سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ ترمذی نے کہا کہ ایسا ہی روایت کیا ہے کئی راویوں نے منصور سے وہ ربیع سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور امام ابو نعیم نے کہا بیان کیا ہے سفیان نے منصور سے وہ ایک شخص سے اور امام احمد کی دوسری روایت یوں ہے کہ بیان کیا ہے و کعب نے کہا بیان کیا ہے سفیان نے منصور سے وہ ایک شخص سے وہ حضرت علی سے۔ اور اس سند میں سوائے شخص مذکور سب راوی المہین سلسلہ اسطر سے (یا واسطہ) بھی بنوی نے بعلی بن جعید سے اور عبید اللہ بن موسیٰ سے اور ابو نعیم سے روایت کیا ہے اور یہ سب روایت کرتے ہیں سفیان سے اسخ عبید اللہ کی روایت میں خیرہ و شرہ کا لفظ بھی ہے۔ اور سفیان کی روایت منصور سے زیادہ صحیح مانی جاتی ہے نسبت اس روایت کے کہ سوائے سفیان کے کسی ورنے منصور سے روایت کیا ہے جیسا کہ ابن المبارک نے ذکر کیا ہے۔

اور ایسا ہی روایت کیا ہے جعفر زبیری نے ابی شیبہ کے دونوں فرزندوں عبد اللہ اور عثمان سے وہ ابوالاحوص سند میں سلیم سے وہ منصور سے وہ ربیع سے وہ قبیلہ بنی اسد کے ایک شخص سے وہ علی کرم اللہ وجہہ سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار رکن ہیں کہ بدون انکے اعتقاد کسی کو ایمان کا ذائقہ حاصل نہیں ہوتا۔

حجة يؤمن بمن أن لا إله الا الله وحده لا شريك له وأنى رسول الله بعثني بالحق وأنه  
 ميت ثم مبعوث من بعد الموت ويؤمن بالقدرك كله وكذا روى الفرياني عن عبد الله  
 بن معاذ عن أبيه عن شعبة والحاصل أن شعبة في رواية الطيالسي وعند رواه عن منصور  
 عن ربعي عن علي وكذا رواه جرير وزائدة وشريك عن منصور ورواه شعبة في رواية النضر  
 ابن شميل ومعاذ بن معاذ عن منصور عن ربعي عن رجل عن علي وكذا رواه سفيان وسماك  
 ابن سليم عن منصور وزائدة الثقة مقبولة فكيف بزيادة الثقات وهو من باب المزيـ  
 د في متصل الاسانيد فيحصل على أن ربعيا سمعه أو لا من رجل عن علي ثم سمعه من علي فرواه  
 مرة كذا أو ثارة كذا أحكاما آيتا كل ذي حق حقه وإن كان لم يسمعه إلا من الرجل فالرجل  
 وإن جهل فله حديثه متابعات وشواهد هو بها متعاظم فقلوه عليه السلام بعثني بالحق  
 يتضمن الايمان بكل ما جاء به ومنه الايمان بالملائكة والكتب والرسل وسيئوش  
 من خبر أخوان شاء الله تعالى وهذه الاحاديث صريحة في أن الايمان هو الايقان  
 بالشهادة لا يدخل فيه العمل وإنما العمل من الاسلام كما يرشد اليه قوله تعالى  
 قالت الاعراب أمتا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولمّا يدخل الايمان في قلوبكم  
 ويشهد به حديث جبريل عليه السلام وهو اعظم حجة في الملة وحديث احمد بن  
 مردويه بسند صحيح والبخاري وابن يعلى عن انس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

تو عبد بن حماد تصدیق مسالت یقیناً سبب کا شخص کہنا اور اس کے بعد پھر زندہ ہونا ہی ہو گا اور اس میں کوئی جملہ اور نقد یا کسی متعلق مراد مطابق ہی وقوع پذیر ہوگا۔

فریابی نے اسکو عبید اللہ بن معاذ سے بھی روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے اور وہ شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ طحاوی وغیرہ کی روایت میں شعبہ نے روایت کیا ہے منصور سے وہ ربعی سے وہ بلا واسطہ حضرت علی سے جیسا کہ جریر و زائدہ و شریک نے منصور سے روایت کیا ہے اور نصر بن شبیل و معاذ بن معاذ کی روایت میں شعبہ راوی ہیں منصور سے ربعی سے وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت علی سے جیسا کہ روایت کیا ہے سفیان و سلام بن سلیم نے منصور سے۔

اور سلیم کہ ایک نقد راوی اگر کوئی بات زیادہ بیان کرے تو وہ مقبول ہوتی ہے۔ چنانچہ چند ثقات نے اس میں راوی کو بیان کیا ہے۔ اول اصطلاح محدثین میں اس قسم کی سند کو الخریفہ فی متصل الاسانید کہتے ہیں۔

پس یہ اختلاف اس بات پر محمول ہو گا کہ ربعی نے اولاً ایک شخص کے واسطے جو ثناء پہ راوی حدیث کو بلا واسطہ حضرت علی سے سنا۔ اس کے کسی بالواسطہ روایت کیا اور کبھی بلا واسطہ اور اگر بالفرض ربعی نے سوائے اس شخص کے کسی اور شخص سے سنا اور وہ شخص لہ حال ہو تو یہی اسکے لحاظ سے اس سند میں ضعف اس لئے نہیں آسکتا کہ اور شواہد و متابعات سے اسکی تقویت ہوئی ہے۔

مختص نہ رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک "بعضی یا حق" میں ادن جملہ امور کالمان شامل ہیں جو آپ اللہ کو پاس لائے ہیں۔ فرشتوں کے کتابوں اور رسولوں پر ایمان لانا ہی میں داخل ہے۔ اور عقرب انشاء اللہ تعالیٰ اس شخص کی دوسری حدیث بھی ذکر کیا گیا ہے۔

الغرض یہ احادیث صراحۃً دلالت کرتی ہیں کہ ایمان کے معنی الوہیت و نبوت پر دل سے اعتقاد کر نیکی ہیں عمل کو اور سچائی و خل نہیں اسلام میں البتہ عمل داخل ہے جیسا کہ آیت شریفہ قَالَتِ الْاَعْرَابُ سے واضح ہوتا ہے۔ یعنی اعرابی لوگ اپنا ایمان اپنے کمر و لاؤں سے بنی کریم کہ ہوں ایمان تمہاری دلوں میں جاگیر نہیں ہوا البتہ اسلام کا دعویٰ کہ تو ایمان سے خود ہو گا "لا حول و لا قوة الا باللہ" اسلام سچا ہے میں ایمان اسلام و احسان کا سوال اور ہر ایک کی علم و عقیدہ سچا ہے جو نہایت اسلام کی بہت بڑی حجت ہے۔ و نیز وہ حدیث جسکو امام احمد نے اور ابن ماجہ (بند صحیح) اور بزار اور ابوالفضل نے اس سے روایت کیا ہے۔



قال الاسلام علانية والايمان في القلب ثم يشير بيده الى صدره ثلاث مرات  
 الحديث ولا سمحى بن راهويه وعبد بن حميد في تفسيرهما عن عكرمة قال سئل الحسن  
 مقبله من الشام عن الايمان فقرا (ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق المغرب  
 ولكن البر من امن بالله واليوم الآخر والملكه والكتب والنبيين واتى المال على حبه  
 ذوى القربى واليتيم) الآية وكذا روى مجاهد مرسل عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 ان ابا ذر سأل عليه السلام عن الايمان فقرا الآية اخبره عبد الرزاق في تفسيره  
 واسحق وعبد وروى عنه عليه وآله السلام من وجه اخر متصل عن اقا سم بن  
 عبد الرحمن جاء رجل الى ابي ذر فقال ما الايمان فتلا عليه هذه الآية فقال  
 ليس عن البر سألتك فقال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
 فسأله عما سألتني فقرا عليه هذه الآية (الحديث) اخبره اسحق وعبد  
 وابن مردويه وآخو بن ابي حاتم والحاكم وصححه عن ابي ذر انه سأل رسول الله  
 صلى الله عليه وآله وسلم عن الايمان فتلا هذه الآية ثم سأله فتلاها ثم سأله  
 فتلاها (الحديث) ومعناه ان الايمان هو الايقان بما ذكر ولكنه مقرون  
 بالعمل بما امر به البر والايمان الاكمل ومن هنا قال ابو اليسر من  
 عمل بهذه الآية فقد استكمل الايمان اخبره وكيع وابن ابي شيبة

کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق ظاہر ہے ہوا و ایمان کا دل سے پہلے تین مرتبہ اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کیا۔ ”اکنم  
اور روایت کیا جو اسحق بن راہویہ اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر و تہذیب منہ سے کہا کہ جب وقت امام حسن بصری شام سے تشریف لائے  
تو آپسے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے آپ نے ارکے جواب میں یہ آیت پڑھی یس البر ان تقوا وجہکم الایہ نیکی ہی نہیں کہ منکر کو تم  
مشرق و مغرب (اپنے اپنے ملک کے قبلہ) کی طرف بلکہ اصل نیکی اوسی شخص کی ہے جو اللہ پر اور روز آخرت اور فرشتوں اور  
کتاب اور نبیوں پر ایمان لایا اور اپنے مال کو باوصف مغرب ہونے کے قربت اور دن اور یتیموں کو دیا۔“  
اور ایسا ہی مجاہد نے مسلمان روایت کیا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کی حقیقت پوچھی  
سو حضرت نے بھی جواب میں یہی آیت پڑھی۔

اس حدیث کو عبد الرزاق نے (اپنی تفسیر میں) اور اسحق اور عبد بن حمید نے روایت کیا ہے۔  
اوسے ہی حدیث بواسطہ قاسم بن عبد الرحمن صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اے نبی کہ  
کہ میں آپسے نیکی کو نہیں پوچھتا ہوں ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اسے  
آپسے یہی سوال کیا جو تم نے مجھے کیا سو حضرت نے بھی یہی آیت پڑھی تھی۔ احمد تیسٹ — اسکو اسحق اور عبد بن حمید راہن  
مردویہ نے روایت کیا ہے۔

اور ابن ابی حاتم و حاکم نے روایت کیا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کی حقیقت پوچھی حضرت نے  
یہ آیت پڑھی۔ بلکہ مکرر کہ رسول پر بھی یہی ارشاد ہوا۔ اسکی سند کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔  
حاصل ان سب روایات کا یہ ہے کہ ایمان محض یقین کر لینا ہے امور مذکورہ کا لیکن مامورات کے عمل کا  
ایمان اکمل ہو جاتا ہے۔ اور اسلئے ابو میسرہ نے کہا ہے کہ جتنا اس آیت پر عمل کیا اسکا ایمان کامل ہو گیا۔  
اسکو کعب اور ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے نقل کیا ہے۔

وابن المنذر ولا بن شاهين في السنة والحاكم في تاريخه والديلمي في مسند الفردوس  
 عن علي رفعه الايمان والعمل اخوان شريكان في قرن لا يقبل الله تعالى احدهما الا  
 بصاحبه ولا بن شاهين عن محمد بن علي مرسلا الايمان والعمل قرينان لا يصلح كل  
 واحد منهما الا مع صاحبه ولا بن نعيم في الحلية عن محمد بن علي الباقر قال الايمان  
 ثابت في القلب وهذا هو مد هب ابي حنيفة واصحابه ان الاعمال غير اخلة في اصل  
 الايمان قال في الوصية ثم العمل غير الايمان والايمان غير العمل بدليل ان كثيرا من الاوقات يرتفع  
 العمل عن المؤمن ولا يجوز ان يقال يرتفع عنه الايمان فان الحائض ترفع عنها الصلاة ولا يجوز ان يقال  
 رفع الايمان عنها وامر لها بترك الايمان وقد قال لها الشارع دعي الصوم ثم اقصيه ويجوز  
 ان يقال ليس على الفقير زكوة ولا يجزي ان يقال ليس على الفقير الايمان انتهى  
 وللشيرازي في الالقاب عن علي ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال كنا وانقر  
 بنى عبد مناف فحنن وانتم اليوم بنو عبد الله ورواه الطحاوي في شرح معاني الآثار  
 عن النزال بن سبرة قال لنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذ كنتم في الظاهرات من رواية النزال عن علي  
 والمعنى انه من شأن الايمان ان لا يدعى اليوم بنو بني عبد مناف بل يدعى بنو بني عبد الله فذلك من فضل الايمان  
 بالله الوجه والحمد لله المنان على احسان الاقتان (الكفر بالطاغوت مع الايمان  
 برأى الملكوت) قال الله المتعال (فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك

اور روایت کیا ہے ابن شامہ نے کتاب السنۃ میں اور حاکم نے اپنی تاریخ میں اور دہلی نے مسند الفروع میں علیؑ سے کہ فرمایا  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ "ایمان عمل مثل دو بہائیوں کے ہیں جو ایک ہی رس کے ہند ہے ہوے ہیں جب تک دونوں ساتھ  
نہ ہوں خدا کسی ایک کو قبول نہیں فرماتا"

اور نیز ابن شامہ نے محمد بن علی سے مرسل روایت کیا ہے کہ ایمان عمل دونوں ملے جلے ہیں اس طرح کہ انہیں سے ہر ایک  
بدون دوسرے کے قابل قبول نہیں ہے۔ اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کیا ہے کہ فرمایا امام محمد باقرؑ نے کہ ایمان  
دل سے تعلق رکھتا ہے۔

خود امام اعظم علیہ الرحمۃ نے رسالۃ الوصیۃ میں لکھا ہے کہ ایمان سے متاثر اور ایمان عمل سے متاثر ہے۔ کیونکہ بسا اوقات مومن پر  
عمل کا حکم دیا جاتا ہے مگر کسی وقت اوکسی حالت میں نہیں کہہ سکتے کہ ایمان لانا واجب نہیں رہا۔ چنانچہ عورت سے حیض  
کی حالت میں نماز کا حکم ساقط ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ ایمان کی فضیلت اس سے ساقط ہو گئی ہے یا ترک ایمان کا حکم ہوا ہے۔  
کیونکہ اس کے لئے نو شرع کا یہ حکم ہے کہ اس حالت میں روزہ نہ رکھے مگر بعد کو قضا کرے۔ اس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ فقیر پر کواۃ  
واجب نہیں ہو مگر یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اس پر ایمان فرض نہیں۔ (معاذ اللہ) انتہی۔

اور روایت کیا ہے شیرازی نے کتاب الالقاب میں علی کرم اللہ وجہہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "ہم او تم ایک  
بنی عبدمنان تھے مگر تم ہم اور ہم بنی عبد اللہ ہیں۔ یعنی عبدمنان جاہلیت کا نام ہے اور اس شخص کی نسبت ایک بت کی طرف تھی  
تو ہکو نہ چاہئے کہ اپنے تئیں اس شخص کی طرف نسبت دیں بلکہ بنی عبدمنان کے بت بنی عبد اللہ کہنا چاہئے۔ یعنی اب ہم خدا کی طرف منسوب  
اس حدیث کو امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں روایت کیا ہے نزال بن سیرہ سے کہا انہوں نے کہ فرمایا یا ہکو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج آدرا ظاہر ہے کہ نزال بن سیرہ نے علیؑ ہی سے سنا ہوگا۔

مقصود حدیث یہ کہ اب عبدمنان جیسے نام کی طرف نسبت کرنی خلاف شان ایمان ہے بلکہ بجائے اس کے عبد اللہ وغیرہ  
اس قسم کے ناموں کی طرف انتساب تمسک ہے۔ اور اس حدیث سے ایمان کی جو فضیلت ثابت ہوتی ہے ظاہر ہے الحمد للہ کہ ہم  
اس دولت عظمیٰ سے بہرہ یاب ہیں۔

نہ ماننا شیاطین کو اور ماننا اللہ تعالیٰ کو

فرمایا خداوند تعالیٰ بنے توجو جو بنے معبودوں کو نہ ماننے اور اللہ ہی پر ایمان لائے۔

بالعروة الوثقى الآية قال ابن ابى شيبه ثنا حماد بن اسمعيل عن جعفر عن ابيه قال  
كان علي بن الحسين يُعلِّمُ ولده يقول قولوا امنت بالله وكفرت بالطاغوت  
**الايمان المفصل** الايمان بالذات الاحدية والصفات الواحدية  
والاسماء الالهية قال ذو الجلال المتعال (قل هو الله احد الله الصمد لم يلد  
ولم يولد ولم يكن له كفوا احد) وقال (لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا)  
وقال (ما اتخذ الله من ولد وما كان معه من اله الا اذا نهب كل اله وبها خلق  
ولعل بعضهم على بعض) وقال الله المتعال (ولله الاسماء الحسنى فادعوه  
بها وذروا الذين يلحدون في اسمائه سيجزون ما كانوا يعملون) قال مسدد  
صاحب المسند نا عبد الوارث بن سعيد عن محمد بن اسحق عن النعمان بن سعة  
قال كنت بالكوفة في دار الامارة دار علي بن ابي طالب رضى الله تعالى عنه دخل  
علينا نوف بن عبد الله فقال يا امير المؤمنين بالباب اربعون رجلا من اليهود  
فقال على رضى الله عنه على بهم فلما وقفوا بين يديه قالوا له يا على صف لنا  
ربك هذا الذى هو فى السماء كيف هو وكيف كان ومثله كان وعلى اى شئ هو  
فاستوى على جالساً وقال محشر اليهود اسمعوا منى ولا تبالوا ان لا تسالوا احدا  
غيرى ان ربي عز وجل هو الاول لم يلد وما ولا سمى له مع ما ولا حال وهما

اور نہ وہ جسم ہے کہ جسکی حدود انتہا ہو اور نہ روکا ہوا ہو کہ گہیر لیا جاوے اور نہ ایسا ہو کہ عدم کے بعد موجود رہا ہو جو حادث کہلاوے۔ وہ چگونگی سے برتر ہو بلکہ خود جملہ اشیا کو چگونگی عطا فرماتے والا ہو اسلئے وہ منزہ ہوا سبات کئے کہا جاوے کہ وہ کیونکر ہو۔ وہ بدل نہیں گیا اور بدل نہیں جایگا وقتوں اور کاموں کے بدلنے سے۔ انسان سے اُس ذات کی صفت کیونکر ہو سکتی ہو اور زبان سے (گوہ کسی ہی فصیح ہو) اُسکی تعریف کیسے ممکن ہو وہ چیز وہ نہیں ملا نہیں ہے کہ مختلف کہلاوے۔ اور نہ جدا ہو کہ اُسے جدا کہلاوے بلکہ وہ بلا کیف ہے۔ اور رگ گردن سے زیادہ قریب ہوا در شبہ مثال میں بعید ہی بعید تر ہے۔ اوسکے علم سے بند و ن کی نظر اور لفظوں کا تلفظ۔ اور اندھیری رات کی تاریکی میں بندی کی چڑبالی اور ہوا زمین پر چسپنا۔ اور مرد و شبہا سے تاریک پوشیدہ نہیں ہو نہ چاند اور آفتاب کی روشنی اوسپر اثر کر سکتی ہے اور نہ رات اور دن اُسپر احاطہ کر سکتا بلکہ وہ تمام کائنات پر محیط ہو پس وہ ہر مکان اور ہر وقت اور ہر آن اور ہر غایت کا جاننے والا ہو تعین مدت خلق کو اسلئے ہوا اور خدا ماسوا اللہ کے لئے۔ اوسنے کائنات کو اصول اولیہ اور بادی سابقہ سے نہیں پیدا کیا۔ بلکہ ہر چیز کو جس طرح چاہا بنایا اور میک بنایا اور ہر چیز کو اپنی صورت عنایت کی اپنی رفعت میں لگانا ہے۔

اوسکی اطاعت سے کسی کو گزیر نہیں اور کسی مخلوق کی طاعت سے اوسکو نفع نہیں۔ اوسکو بارگاہ میں مستند و نکی دعا جلد مقبول ہوتی ہے۔ زمین و آسمان میں جتنے فرشتے ہیں سب اوسکے فرمانبردار ہیں۔ اور ان اموات کو جو نیست و نابود ہو گئے ہیں ایسا ہی جاتا ہے جیسا کہ زندہ کو جو چلتے پھرتے ہیں اہ آسمانی چیزوں کا علم اُسکو ایسا ہی جیسا کہ زمینی چیزوں کا اوسکے علم سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔ ایک ہی آن میں مختلف آداز میں اُسکو تخریر نہیں کرتیں اور نہ مختلف زبانیں ایک ہی وقت میں اوسکو غافل کرتی ہیں۔

ولا شيء يتقضى ولا محجوب فيحوى ولا كان بعد ان لم يكن فيقال حادث بل  
 جل ان يكيف المكيف للشيء كيف كان بل لم ينزل ولا ينزل لاختلاف الزمان ولا  
 لتقلب شأن بعد شأن فكيف يوصف بالاشباح وكيف ينعت باللسن الفصيح  
 من لم يكن في الاشياء فيقال كائن ولزمين منها فيقال بآن بل هو بلا كيفية وهو اقرب  
 من جل الوريد وابعد في الشبه من كل بعيد لا يخفى عليه من عبادة شخص لحظة  
 ولا كرو ولفظة ولا ازدياد ربوة ولا انبساط خطوة في غسق ليل داج ولا ابراج  
 لا يتغشى عليه القمر المنير ولا انبساط الشمس ذات النور يغشونها في الكرور ولا  
 اقبال ليل مقبل ولا ادم بار نهار مدبر الا وهو محيط بما يريد من تكوينه فهو العالم  
 بكل مكان وكل حين واوان وكل نهاية ومد فالأمل الى الخلق مضروب والحل الى  
 غيره منسوب لم يخلق الاشياء من اصول اولية ولا باواكل كانت قبله بدية  
 بل خلق ما خلق فاقام خلقه وصور ما صور فاحسن صورته توحد في علوه فلا يس  
 لشيء منه امتناع ولا له بطاعة شيء من خلقه انتفاع اجابته للداعين سريعة  
 والملائكة في السموات والارضين له مطيعة علمه بالاموات البائدين كعلمه  
 بالاحياء المتقلين وعلمه بما في السموات العلوية كعلمه بما في الارضين  
 السفلية وعلمه بكل شيء لا تحيرة الاحوات ولا تشغله اللغات سميع للاصوات

پس تحقیق اوستے عبودیت ہی پر کڑی ہو رہی ہے۔  
 کتابین الی شریعت نے کہا ہے حاتم بن اسماعیل نے وہ روایت کرتے ہیں امام جعفر صادق سے۔ آپ روایت کرتے ہیں اپنے  
 باپ سے کہ امام زین العابدین اپنی اولاد کو تعلیم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ گو۔ آمنت باللہ و کفر بالطاغوت۔ ایمان لایا  
 میںے سائرہ اللہ کے اور تکفیر کی شیا طین کی۔

## ایمان مفصل

{ ایمان لانا ذات یگانہ و صفات مثیل اور اسماء الکی پر }  
 فرمایا خداوند تعالیٰ نے کہو (اسے یمنیر) کہ وہ اللہ ایک ہوا اللہ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا  
 اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے اور فرمایا "اگر زمین آسمان میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان دونوں کبھی کے  
 برابر ہو گئے ہوتے۔"

اور نیز فرمایا "تو اللہ نے کسی کو پیدا نہ کیا اور نہ اس کے ساتھ کا کوئی اور خدا ہو نہ ہر ایک خدا اپنی مخلوقات کو (اگ لئے) لئے  
 بہتر اور (آپس میں لڑتے اور آخر کار) ایک دوسرے پر غالب آجاتا۔" اور فرمایا "اور اللہ کے (سب ہی) نام اچھے ہیں تو اس کے  
 لیکر اس کا نام سے چاہیں پکارا وہ جو لوگ کہ اس کے نام نہیں پکارتے ہیں ان کو (ادنیٰ کے حال پر) چھوڑ دے کوئی دن تاہو کہ وہ ان کے کا بدلہ پا لیں گے۔  
 مسد صاحب مسند نے کہا کہ بیان کیا ہے عجب الوارث بن سعید نے وہ روایت کرتے ہیں محمد بن اسحق سے کہ کس  
 نعمان بن سعید نے کہ عین کو مذکی دار الامارۃ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہ کی دولت سترہ میں موجود تھا جبکہ نوف بن عبد  
 حاضر ہوئے اور عرض کی کہ با امیر المومنین چالیس بیویوں کی دروندہ پر منتظر اجازت ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں حسین  
 میرے پاس بلاؤ جب وہ حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کی کہ یا علی مجھے اپنے اس رب کی تعریف کیجئے  
 جو آسمان میں ہے کہ وہ کیسا ہے اور کس طرح ہوا اور کب ہوا اور وہ کس چیز پر قائم ہے سو حضرت علی مسد  
 ہو بیٹھے اور فرمایا اسے گروہ یہود مان اس کو مجھے بخوبی سن لو اور سوائے میرے کسی اور سے پر سوال کرنے کی  
 پروا نہ کرو بیشک میرا خدا ہی اول ہے نہیں ظاہر ہوا کسی چیز سے اور نہ سننے والا ہے کسی چیز کے ساتھ  
 اور نہ سمانے والا ہے کسی دہم میں۔



المختلفة بلا جوارح له مؤتلفة مد بر بصير عالم بالامور حتى يقوم سبحانه كل يوم  
 تكليما بلا جوارح ولا ادوات ولا شفة ولا لهوات سبحانه وتعالى عن تكيف الصفا من نعم  
 ان الهنا محد ود فقد جهل الخالق المعبود من ذكر ان الاماكن به تحيط لزمته الحية  
 والتعظيم بل هو المحيط بكل مكان فان كنت صادقا ايها المتكلف لوصف الرحمن  
 بخلاف التنزيل والبرهان فصف لنا جبريل وميكائيل واسرافيل هيهات ان تجزع عن وصفه  
 مثلك وتصف الخالق المعبود وانما تذكر صفة رب الهية والادوات فكيف من  
 لو تأخذ سنة ولا نوم له ما في السموات وما في الارض وما بينهما وهو رب العرش  
 العظيم (وعن) مسدد اخرجه ابو نعيم في الحلية قال انا ابو بكر احمد بن محمد بن  
 الحارث قال ثنا الفضل بن يحيى بن يحيى نا مسدد به وعزى الاثر للحكيم الترمذي في نوادر الاصول  
 فليراجع قال ابو نعيم غريب من حديث النعمان كذا رواه ابن اسحق عنه مرسل و  
 النعمان قال صاحب الميزان ما روى عنه سوى عبد الرحمن بن اسحق احد  
 الضعفاء وهو ابن اخته (قلت) قال ابن حبان في الثقات يروى عن علي بن ابي طالب  
 وزيد بن ارقم روى عنه ابنه وعبد الرحمن بن اسحق وروى له الترمذي في قيل  
 الذهبي في المعنى محمول غير مقبول ولذا قال في التقرير مقبول ووافي الصحة ظاهرة على صفته هذا المتن ليس روى  
 الايمان بمثله من دون على كما لا يخفى على من صفا ولنبين معاني بعض الفاظ الاشرف قوله

وہ بدون جوارح کے طرح طرح کی آوازون کا سُنے والا ہے۔ وہ مدبر۔ بصیر۔ علیم۔ زندہ۔ اور سب کا تھانے والا ہے (سبحان اللہ) اُسے موتی سے بلا جوارح و آلات کے اور بدون ہونٹ اور کونے کے کلام کیا۔ وہ پاک اور برتر ہے اس سے کہ اوہی صفتوں کی کیفیت بیان کیا دے جسے گمان کیا کہ ہمارا خدا محدود ہے۔ بخدا اُسے اپنے خالق معبود کو نہیں پہچانا جسے کہا کہ مکان اور سکو گہیرے ہوئے ہے وہ حیرت اور شہرہ میں بڑ گیا بلکہ وہی مکان کو گہیرے ہوئے ہے پس جو شخص کہ برخلاف قرآن و دلیل کے خدا کی توصیف کر نہیں کوشش کرے اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو عیسیٰ جبریل اور میکائیل اور اسرافیل کی شان اور کیفیت بیان کرے (جو ناممکن ہے) افسوس جب انسان مخلوق کی حالت بیان کرنے سے عاجز ہے تو کیا وہ خالق معبود کی توصیف پر قادر ہو سکتا ہے جو اسٹیا کہ ذی کیفیت و ہست ہیں اوہی حالت البتہ معلوم ہو سکتی ہے لیکن اسی ذات جسکو اونگھ عارض ہوتی ہے اور نیند کیسے مد رک ہو سکتی ہو اور جو کچھ زمین آسمان میں ہو سب وہی کی ملک ہو اور وہی عرش عظیم کا مالک ہو۔

اور انکی بات

اور روایت کیا ہوا ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ابو بکر احمد بن محمد بن حارث سے اونہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی جیسے فضل بن جناب جمحی نے اونہوں نے کہا کہ بیان کیا ہے اس حدیث کو مسدود نے اسی سند سے۔

اور نیز یہ روایت حکیم ترمذی کی نوادر الاصول کی طرف منسوب ہو رہا ہے دیکھ لیجائے۔

ابو نعیم نے کہا کہ یہ حدیث بروایت نعمان غریب ہو۔ ابن اسحق نے اُسے اسطرح مسلا روایت کیا ہے۔ اور نعمان کی نسبت صاحب کبیران نے کہا ہے کہ اُسے سوائے عبد الرحمن بن اسحق کے (جو منجملہ ضعیف کے اور اونکے شیعہ زادہ ہیں) اور کسے روایت نہیں کی ہیں کتابا ہوں۔ ابن جہان نے کتاب الثقات میں لکھا ہے کہ نعمان روایت کرتے ہیں علی ابن ابیطالب اور زید بن ارقم سے اور نعمان اونکے فرزند اور عبد الرحمن بن اسحق روایت کرتے ہیں۔ اور ترمذی نعمانی روایت کو بیان کیا ہے پس انکو کتاب المغنی میں ذہبی کا مہول کہنا غیر مقبول ہے چنانچہ ذہبی نے ہی انکو کتابا تقریب میں مقبول الروایۃ کہا ہے۔

العرض صحت کے انوار اس متن پر بخوبی درخشان ہیں اور حضرت علی کے نیچے والے راویوں میں سے کوئی ایسے بیان پر قادر نہیں ہے۔ یہ بات سلیم الطبع پر مخفی نہیں ہے۔

زادله من الله رضوانه وطوله (هو الاول لم يبدُ ممّا) اى هو الاول بلا ابتداء  
 فلم يظهر من شئ يعبر عنه بسماء (ولا مما زجّ معما) اى ولا مختلط مع شئ يعبر عنه  
 بسماء وفيه رد صريح على اهل الاتحاد القائلين بالكل والالاتحاد الذين يتشبهون  
 بكلام اهل التحقيق لمن هبهم الباطل وهم يبرهنون منه قال شيخ المعرفة صلى الله  
 ابن العربي في الباب ٥٥٨ الثامن والخمسين وخمسمائة من الفتوحات المكية  
 بعد بسط فكم ان الناظر في المايا المختلفة المتقابلة يرى صورته فيها بحسب ما يقطع  
 بان تلك الصورة المختلفة التعينات باختلاف المراتى ليس شئ منها عين الناظر الخارج عن  
 المرأة القائم بنفسه المتعين بتعين خاص لا اختلاف فيه وانه ما انتقل بذاته الى المايا  
 ولا حل فيها فكذلك الحق تعالى يتجلى في ماري الحقائق المختلفة الاستعدادات بحسبها  
 مع انه تعالى ما انتقل اليها ولا حل فيها وقال قدس سره في هذا الباب بعد بسط  
 مانصه وهذا يدل لك صريحا على ان العالم ما هو عين الحق اذ لو كان عين الحق تعالى  
 لما صح كونه بديعاله وقال في الباب ٢٩٢ الاثنى والتسعين ومائتين بعد بسط  
 فنور الشمس اذ يتجلى في البدر يعطى من الحكمة ما لا يعطيه بغير البدر لا شك في ذلك  
 كذلك الاقدار الالهية اذ يتجلى في العبد فظهرت الافعال عن الخلق فهو وان كان  
 بالاقدار الالهية لكن يختلف الحكوم بواسطة هذا الجلي الذي كان مثل المرأة لتجليه

وفي خطبه كمال الظاهر  
 لا يقال ما بالباطن  
 لا يقال فيلن في استوى  
 ومن قال فيرد فقد نفعه

وفي خطبه كمال كبرى  
 لا يقال سنة

واضح ہو کہ خطبہ مذکورہ کے اکثر مضامین ایسے دقیق ہیں جن کا سمجھنا ہر شخص کا حصہ نہیں ہے اور فرق مختصرہ کے خیالات کے لحاظ سے بعض مباحث کی توضیح کی زیادہ ضرورت ہے اسلئے بعض بعض الفاظ کی شرح کر دیجائیے اس ارشاد سے کہ ”وہی اول ہے نہ کسی چیز سے ظاہر ہوا“ یہ مقصود ہے کہ ذات باری مبادی و مبدأ سے پاک ہو۔

اور اس قول سے ”اور نہ وہ کسی چیز سے ملا ہوا ہے“ اہل الحاد و کار و ہوتا ہے جو طول و اتحاد کے قائل ہیں اور اپنے زعم باطل میں کبار محققین کے اقوال کو وہ اپنا ماتخذ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ اس سے متبر ہیں۔

شیخ محمد الدین ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ کے باب ۵۵ میں ایک مفصل بیان کے بعد لکھا ہے کہ جس طرح کہ کوئی شخص مختلف الشکل آئینوں میں جو ایک دوسرے کے مقابل ہوں نظر کرے تو وہ اپنی صورت کو بعینہ اور آئینوں کی شکل میں دیکھے گا۔ باوجود اس یقین کے کہ یہ مختلف تعینات جو آئینوں کے اختلاف سے دکھائی دیتے ہیں انہیں کا کوئی تعین ہرگز عین ناظر نہیں ہے جو آئینوں سے خارج اور قائم بنفسہ ہے و متعین بر تعین خاص۔ اور نہ وہ آئینوں کی طرح منتقل ہوا ہے نہ انہیں طول کیا ہے۔ اس اصطلاح جناب باری عز و شاد مختلف الاستعداد حقایق کے آئینوں میں اس کے حسب استعداد مختلف تجلیات جلوہ فرمایا نہ وہ انہیں منتقل ہوا ہے نہ حلول کیا ہے۔ اور نیز اسی باب میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ”یہ بیان خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عالم عین حق نہیں ہے کیونکہ اگر عین حق ہوتا تو خداے تعالیٰ پر اس کا صبر ہونا صادق نہ آتا“ اور باب ۲۹۲ میں ایک بیان مبسوط کے بعد لکھتے ہیں کہ آفتاب کے انعکاس سے جو حکم کہ چاند میں پیدا ہوتا ہے وہ ہرگز دوسرے میں ظور نہیں کر سکتا اسی طرح جب اقتدار الہی بند و زمین جلوہ فگن ہوتا ہے تو مخلوقات سے افعال کا ظور ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ ظور اقتدار الہی سے ہی ہے۔ لیکن اختلاف مظاہر سے حکم تجلی میں بھی اختلاف واقع ہوتا ہے اور یہ مثل آئینہ کے ہے تجلیات کے لئے۔

كما يعلم عقلا ان القمر في نفسه ليس فيه من نور الشمس شي وان الشمس ما انتقلت اليه  
 بذاتها وانما كان لها مجل كذلك العبد ليس فيه شي من خالقه ولا حل فيه وانما هو  
 مجل له خاصة ومظهر وقال في الباب الرابع عشر وثلاثمائة لوصح ان يترقى الانسان  
 عن الانسانية والملك عن الملكية ويتحد بخالقه تعالى لصح انقلاب الحقائق وخروج الاله  
 عن كوله الها لاسيبل الى قلب الحقائق ابد او قد اكثر الشيخ وغيره من اهل المعرفة  
 السالفة والخالفة في تصانيفهم من ذكر مثال ظل الانسان وعكسه في المرأة فقولهم موافق  
 لقول علماء السلف ان الله على عرشه بائن من خلقه فان الانسان بائن من ظله وعكسه  
 قال الشيخ محمد يوسف الصوفي السورقي في كشف الغين عن كلام اهل العيان واعلم ان  
 جماعة غلطوا وفهموا من كلام الصوفية ان الحق سبحانه هو الكل الموجود في ضمن افراد  
 وليس له وجود وراء ذلك وطائفة فهموا انه كان موجودا مستقلا ثم تجل وظهر بصل  
 الاكون فلم يبق له بعد ظهوره بها وجود مستقل وراء هذه الموجودات الكونية  
 وهذه الطائفة بعد ان فارقوا الاولى باثباتهم له وجودا مستقلا قبل الظهور والبدون  
 شاركوا الاولى في نفى الوجود المستقل عنه من غير فرق وكل من هذين المذاهبين  
 بطلانه اظهر من ان يخفى كذا قال العلامة جلال الدين الدواني قدس سره في  
 شرح ربا عياته كما نقله المحقق عبد الملك المشتهر بالشيخ امان في رسالته اثبات الحجة

اور نیز یا سلسلہ میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر انسان کو انسانیت سے اور فرشتہ کو ملکیت سے ترقی کر کے خالق سے متحد ہو جانا ممکن ہوتا تو انقلاب حقایق لازم آتا اور (معاذ اللہ) خدا الوہیت سے خارج ہو جاتا لیکن انقلاب حقایق دائمی محال ہے۔

**الغرض** شیخ العارفین ابن عربی اور نیز دوسرے اہل عرفان متقدمین و متاخرین نے اپنی تصانیف میں یہ اور عکس آئینہ کی مثال کو اکثر لکھا ہے کیونکہ انسان اپنے ظل و عکس سے مبائن ہے۔ پس وہ علما و سلف کے ساتھ متفق ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا سے قالی اپنے عرش پر ہے اور مخلوق سے علحدہ ہے۔

علامہ جلال الدین و دانی رحمہ اللہ نے شرح رباعیات میں ذکر کیا ہے کہ جانتا چاہئے کہ بعض لوگوں نے <sup>وجود</sup> مستلزمہ کے متعلق کلام صوفیہ کے سمجھنے میں غلطی کی ہے یعنی یہ سمجھا ہے کہ اندھیل شانہ ایک کلی ہے جو اپنے افراد کفین میں موجود ہے۔ اور اس کو سوائے ان افراد کے وجود نہیں۔ اور بعضوں نے یہ سمجھا ہے کہ وہ وجود مستقل بہ صورت ممکنات میں ظہور کیا اور ان موجودات کے ظاہر ہونے کے بعد اس کے لئے وجود مستقل باقی نہیں رہا اگرچہ گردہ ثانی نے برخلات ٹھنڈا ولی اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ قبل ظہور و برز ممکنات کے خداوند عالم کے لئے وجود مستقل تھا۔ با این وہ نفی وجود مستقل میں بلا لحاظ فرق جماعت اولے کے شدید ہو گئے ہیں۔ اور ان ہر دو مذہب کا بطلان بخوبی ظاہر ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی اجارا لاجیار میں لکھتے ہیں کہ علامہ کے اس کلام کو محقق عبد اللک شیخ امان رب نے رسالہ اثبات الاحادیث میں نقل کیا ہے۔

اور اس کو شیخ محمد یوسف صوفی سورتی نے کتاب کشف الغیب عن کلام اہل العمین میں ذکر کیا ہے۔

ذكره الشيخ عبد الحق الدهلوي في اخبار الاخيار وقال الشيخ محمد فارس البخاري  
 في تحقيقاته مانصه من قال انه ليس له تعين في ذاته الا في الكون فقد افسد العقائد  
 واجحد وقال الشيخ محمد يوسف في موضع اخر نعوذ بالله من ان يتزيتون برأي الصوفية  
 وهم الملاحقة عن طريق الحق وسبيل الصدق تقول مائة الاما ترى تعني ان هذه الماديات  
 المحسوسة هي هولييس غيرها شئ فيهم والدهرية سواء قال تعالى عنهم ما يهلككم الا الدهر بل هم اشد كفرا  
 من الدهرية لان كلام الدهرية يمكن تأويله على قول من يقول ان الدهر من الاسماء  
 الحسنه واما قول الملاحقة مائة الاما ترى فانكار لوجود الحق سبحانه وتعالى لا ينه  
 يقولون العالم كله هو الله وليس غيره شئ معه موجود في الخارج كالكل الطبيعي جزئياته  
 ليس غيرها موجود ولا شك ان قبلة العينية بهذا المعنى كفر صريح بل اشد كفرا وليس  
 كافرا ولا مشرك ينكر وجود الحق عز وتعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا قال شيخ المعرفة  
 في الفتوحات قد زلت اقدام طائفة عن حجر التحقيق وقالوا مائة الاما ترى فجعلوا العالم  
 هو الله والله نفس العالم الى ان قال والمحققون مراد هو اثبات الحق ونفي الغير كما قال البشير  
 رضي الله عنه قال كل شئ ما خلا الله بطل وهو مقصود الملاحقة مشبهة نفوسهم الحيوانية فهذه  
 حينئذ هم وما لهم في الآخرة من خلاق انتهى هذا وقد فشى هذا المذهب في زماننا فوق  
 الكثيرون في الاسكندرية والزندقة واشاعوا اقوالهم في النظر والنذر وطعنوا في تصانيفهم على

زناه القماني في شأن  
 النبي عليه واله السلام  
 في حجة رضى الله عنه في  
 السلام قال ان اصغرت كلمة  
 تالها الشاكر ووردية  
 اشركت به في ملكوت  
 العبد كلمة لا يملكها  
 ما خلا الله باطل وقامه  
 وكل ما سواه لا يملكه  
 سوى جنات الفردوس من  
 يبيعون الموت بدينار

اور شیخ نقشبندیہ محمد پارسارہ نے رسالہ التحقیقات میں لکھا ہے کہ جس نے یہ اعتقاد کیا کہ جناب باری تعالیٰ کے لئے کوئی تعین بالذات سوائے مخلوقات کے نہیں ہو تو اس نے اپنے عقیدہ کو خراب کیا اور منکر ہوا۔

اور شیخ محمد یوسف صوفی نے کشف الغیب کے ایک در مقام پر یہ لکھا ہے کہ ایک جماعت ملحدین فی ناجور راہ راست اور طریق حق سے گشتہ ہیں یہ کہتے ہیں کہ محسوسات کے سوا حقیقت باری تعالیٰ اور کوئی شے نہیں ہو یعنی وہی (حافظ اللہ) عین خدا ہیں اور خدا ان محسوسات کا عین ہے۔ یہ لوگ تو فرقہ دہریہ سے برابر ہو گئے ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ (زمانہ ہی) ہیکو ہلاک کرتا ہے بلکہ اونسے بڑھتا ہے ہر کوئی کہہ کر اسما حسن میں سے شمار کرے تو النون کے مذہب کے موافق تو دہریہ کے قول کی تائید پر ممکن ہو بخلاف ان ملحدین کے۔ کیونکہ اسکا تو زعم فاسد ہے کہ وہاں (عوضہ وجود میں) ہوا سے ان ظاہری چیزوں کے جو نسبتاً نظر آتی ہیں اور کچھ نہیں ہے۔ گویا یہ لوگ باری تعالیٰ کے وجود فی نفسہ کے منکر ہیں۔ اور مخلوقات عالم کو عین خالق بتاتے ہیں یعنی کہ سوائے مخلوق کے اور کوئی شے خارجاً موجود نہیں ہے جس طرح کہ کلی طبیعی اور افراد کا اتحاد باطنی ہوتا ہے کہ وہ بدن اور اجزائیات کے اور کسی صورت سے ظور نہیں پاسکتی۔

الغرض حقیقت کا عقیدہ تو صریح کفر بلکہ اثنو کفر کیونکہ کوئی کافر و مشرک بھی باری تعالیٰ کے وجود علیحدہ کا منکر نہیں ہے۔ جل جلالہ و عرشاۃ۔

شیخ العارفین محی الدین ابن عربی رحمہ تعالیٰ میں فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کو مقام تحقیق سے لغزش ہوئی جس سے وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ نفس عالم ہے اور عالم عین اللہ ہے۔ اور محسوسات کے سوا پر وہ جلال میں اور کوئی شے نہیں ہے۔ اور محققین کا مقصود یہ ہے کہ خاص جناب باری کے لئے ہی وجود ثابت کیا جائے اور جملہ ماسوا سے وجود کی نفی ہو۔ چنانچہ لمبید رضی اللہ عنہ نے اپنے شعر میں فرمایا ہے۔  
 لا اکل شیء ما خلا اللہ باطلہ (سوائے اللہ جل شانہ کے  
 ہر چیز خالی ہے) اور ان ملحدوں کو اپنی من مانی بات بنانا منظور ہے۔ دنیا کو اس طرح گزارتے ہیں مگر آخرت میں انہیں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ انتہی۔

اور نہایت قابل فحسوس بات یہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے اکثر جہلا بھی اس بیدینی میں مبتلا ہو کر ایسے ناجائز مضمون کے اشعار و رسائل شائع کرنے لگے ہیں۔

۱۵ اس شعر کو پشرون حاصل ہے کہ خاص جناب سوا عالم نے زبان میں برہان سے ادا فرمایا اور اس کے حق میں (سچا شعر) کا لفظ ارشاد دہرا ۱۶



مثال الظل وعكس المرأة وقالوا ان اهل هذا المثال ما فهموا حقيقة هذه المسئلة فهم  
 طاعون على جميع اهل المعرفة الاجلاء وفي الحقيقة هم انفسهم مطعونون من جميع ائمة الملة  
 بل خارجون من الملة والمشتكى الى الله تعالى وقوله زادله من الله رضوانه وطوله ولا حال لها  
 اى ولا هو ما يستطيع الاوهام والافهام ان تدركه اصلاً ولا شجر يتقصى الشجر الشخص ويتقص  
 يطلب قصاه ويدخل فيه قوله ولا محبوب فيجوى وقوله ولا كان بعد ان لو يكن فيقال حادث  
 جواب سواهم كيف كان وترقى منه بقوله بل جل ان يكيف الاشياء كيف كان اى جل وكيف  
 للاشياء ان يكيف بكيف كان وقوله بل يزل ولا يزول لاختلاف الزمان جواب سواهم متى كان  
 ولا لقلب شأن بعد شأن اى المشار اليه بقوله تعالى كل يوم هو في شأن وقوله فكيف يوصف بالاشياء  
 توضيح لقوله جل ان يكيف آه وقوله ولا شجر آه وكيف ينعت باللسن الفصاح اى الناطقة بالصفا  
 من لم يكن في الاشياء فيقال كائن ولم يكن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو اقرب من جل الوريد و  
 البعد في الشبهة اى المشابهة من كل بعيد وفي جواب المرتضى عن سوال في علم اليقين في قريب من الاشياء  
 غير ملاس بعيد منها غير مبائن وفي خطبة المرتضى لم يحل في الاشياء فيقال هو فيها كائن ولومناً  
 عنها فيقال هو منها بائن وفي خطبة اخرى لم يقرب من الاشياء بالتصاق ولم يبعد عنها بافتراق  
 لا يخفى عليه من عباده شخوص لحظة اى مد البصر بالحركة جفن ولا كروا لفظه اى تكرار اللفظة  
 ورجوعها ولا ازدياد في ربوة صعود انسان او حيوان الى ربوة من الارض اى موضع مرتفع

في خطبة المرتضى  
 الاوهام بالمدح والثناء  
 والبلوغ والقدرة

في خطبة المرتضى  
 في معنى ولا يضرب له  
 امثلة

اور سایہ اور عکس آئینہ کی مثالوں پر اور اسکے بیان کرنے والے بزرگان سلف طعن اور زبان درازی شروع کر دئے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ لوگ اس مسئلہ کی حقیقت کو نہیں سمجھے جو ایسی تشبیل دئے ہیں (چہ خوش چہو ٹامٹہ بڑی بات)۔  
 اس سے توجیع اہل عرفان پر طعن لازم آتا ہے۔ لیکن حقیقت حال پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمامی اہل ملت کی جانب سے یہ ملحدین ہی بالعکس قائل طعن ہیں بلکہ خارج الملت ہیں۔

اسے بار خدا یا ہم پر ہے ہی آگے انکا شکوہ پیش کرتے ہیں کہ تو ہی انکی اصلاح پر قادر ہے۔  
 اور حضرت علیؑ نے اس حدیث میں فرمایا ہے ولا حال و ہا نہین سمانے والا ہے وہ کسی دہم دین۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہم عقل کو اسکی حقیقت کے سمجھنے کی مجال نہیں ہے۔ اور فرمایا "وہ ایسا نہیں ہے کہ عدم کے بعد موجود ہوا ہو جو حادث کلاوے۔"  
 یہ یہودیوں کے اس سوال کا جواب ہے کہ (وہ کیونکر ہوا) پھر آپ نے ترقی کر کے فرمایا ہے کہ وہ جلد اشیا کو چکونگی عطا فرمائے گا اور خود قبول کیفیت سے متبر ہو یعنی وہ متبر ہے ہر قسم کی چکونگی سے۔

اور فرمایا وہ نہیں بدل گیا اور نہیں بدل جائیگا زمانیکے بدلنے سے "یہ جواب ہوا اس سوال کا کہ (وہ کب سے ہوا) پھر فرمایا "اور نہ شیون کے بدلنے سے بھکا اشارہ اس آیت شریفہ میں کیا گیا ہے کل یوم ہونی شان۔ یعنی وہ ہر روز ایک نئی شان نہیں ہے۔"

اور کیفیت یوصف الخ جل ان یکیف اور ولا شیخ کی توضیح ہو اور فرمایا "وہ چیز و نہیں ملا ہوا نہیں ہو کہ فتملط کلاوے اور نہ جدا ہو کہ ان سے جدا کلاوے بلکہ وہ بلا کیف ہو اور رگ گردن سے زیادہ قریب ہو اور شبہ و مثال میں پیچیدہ و پیچیدہ ہے۔"  
 اسی طرح زعلب یمانی کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ وہ اشیا سے قریب ہو مگر ملا نہیں ہوا اور یہ ہو لیکن سبب نہیں آگیا  
 ایک اور خطبہ میں مرقوم ہے کہ وہ اشیا میں حلول نہیں کیا ہے کہ جس سے یہ کہا جائے کہ وہ اشیا میں داخل ہو اور ناولن سے دور ہے کہ کہا جائے کہ وہ اشیا سے جدا ہے۔

اور دوسرے خطبہ میں ہے کہ وہ اشیا سے قریب نہیں ہو کہ جس پر معنی التصاق صادق آوے۔ اور نہ اشیا سے بعید ہے جس پر افراق کا اطلاق ہو۔

ولا انبساط خطوة اى فى ارض مستوية فى غسق اى ظلمة ليل داجر اى مظلم ولا ادلاج فى  
القاموس للرجح مخوكة والدجحة بالضم والفهم السير من اول الليل وقد ادججوا فان ساروا من  
اخوه فادججوا بالتشديد لم يخلق الاشياء من اصول اولية ولا باوائل كانت قبله بديية وفي خطبة  
له لم يخلق الاشياء من اصول ازلية ولا من اوائل ابدية وفيه ابطال لقيلة بعض لفلاسفة الفلاسفة  
وكذا فى سائر هذه الارشادات ابطال لا قول فرق من البطل عليه بما فى السموات العلوية كعلمه  
بما فى الارضين السفلية وعلوه بكل شئ اى سوى ذامن الاسرار والانوار والمعارف الذاتية  
والمواقف الصفاتية والتجليات الالهية وغير ذلك مما لا يعرف لان يعرف مسلك من المسالك  
المشار اليه بحجة بقوله تعالى وهو بكل شئ عليم كل موسى تكليما بلا جوارح ولا ادوات ولا اشعة  
ولا كهوات سبحانه وتعالى عن تكيف الصفات فيه ابطال لقالة الجهمية فى تكليم الله موسى انه  
امر غيرة فكله وقيلة المعتزلة انه خلق الكلام فى جسم فاسمعه موسى عليه السلام  
وكلهم نقاة الصفات عن حضرة الذات من زعمان هذا محد ود فقد جهل الخالق المعبود  
هذا الجواب سوال اليهود وعلى اى شئ هو فانه يفهم منه انه محد ود وفى خطبة للمولى المرتضى  
ايضا ومن قال علام فقد اخلا منه اى غير ذلك المكان مع ان الحد الى غيره منسوب كما يفسر  
عن المرتضى ايضا وفى جواب الامام الرضى عن سوال زنديق كيف هو واين هو قال ويلىك ان  
الذى ذهبت اليه غلط هو اى لا ين وكيف الكيف فلا يعرف بالكيفونة ولا بالايونونة

اور فرمایا کہ اس نے کائنات کو اصول اولیہ اور مبادی سابقہ سے نہیں پیدا کیا اور آپ کے ایک خطبہ میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مخلوق کو اس طرح نہیں پیدا کیا کہ ہمیشہ سے کچا و سکی اصل ہو اور اس سے پیدا کیا ہو۔ اور نہ یوں پیدا کیا کہ کچا اول چیزین ہوں جو ہمیشہ رہیں گی اور اس سے پیدا کیا ہو۔

معنی نہ رہے کہ اس سے فلاسفہ کے قول کا رد بخوبی ثابت ہوتا ہے جہاں تمام ارشادات سے کئی فرق باطلہ کی تردید ہوتی ہے۔ اور فرمایا کہ آسمانی چیزوں کا علم اس کو ایسا ہی ہو جیسا کہ زمینی چیزوں کا۔ اس کے علم سے کوئی چیز خارج نہیں ہو لیکن اس کے سوا بھی وہ سب کو جانتا ہو اس کے پیداوار اس کے نور اور اس کی ذات اور اس کی صفات اور اس کی تخلیقات وغیرہ پر سب کچھ وہی جانتا ہو جس کے جاننے کی طرف مخلوق کو کوئی سبیل نہیں ہو۔ چنانچہ اس معنی کے تحت اجمالاً ارشاد ہوا کہ وہ ہر ایک شے پر حکم فرماتا ہے اور فرمایا کہ اس نے موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام سے بلا جوارح و آلات اور بدون ہونٹ اور کوسے کے کلام کیا وہ پاک اور برتر ہے اس سے کہ اس کی صفات کی کیفیت بیان کی جاوے۔ اسمین جمیل اور معجزہ کے عقائد کی تردید ہے یعنی جمیع کتب میں کہ ایک فرشتہ نے حکم آسمانی ہوئے سے کلام کیا اور معجزہ کا یہ قول ہے کہ کسی جسم میں (مثل لکڑی اور درخت کے) خداوند تعالیٰ نے کلام کی قوت عطا فرمائی تھی جس کو انہوں نے سنا تھا۔ یہ سب صفات باری کے منکر ہیں۔

اور فرمایا کہ جسے گمان کیا کہ ہمارا خدا محدود ہے اس نے اپنے خالق معبود کو نہ جانا۔ یہ جواب ہوا اس سوال کا کہ وہ کس چیز پر قائم ہو جس سے محدودیت مفہوم ہوتی ہے۔

اور ایک خطبہ میں یوں فرمایا کہ جسے کہا کہ وہ کس چیز پر ہے پس اس نے اس مقامات کو اس کے جلوہ سے خالی جانا۔ یعنی جلوہ پاک کے لئے ایک ہی مقام کو منحصر سمجھا۔ حالانکہ خدا سوا اللہ کے واسطے متعین ہو جیسا کہ اصل حدیث میں حضرت علی کریم اللہ کے کا قول مذکور ہوا ہے۔

اور کسی زندقہ کے جواب میں جس نے یہ دریافت کیا تھا کہ خدا تعالیٰ کیسا ہو اور کہاں ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ افسوس ہے کہ تیرا خیال بالکل غلط ہے جناب باری نے ہی کیفیت چلو گئی اور اہل ایمان (مکان) کو پیدا کیا ہے پس اس کو ان امور سے متصف تصور کرنا درست نہیں۔ سبحانہ ما اعظم شأنہ۔



اور جسکو اس امر کا یقین ہو کہ باری تعالیٰ کیلئے کوئی اصول نہیں ہے وہ اس عرض کو بھی دفع کر سکتا ہو کہ حدیث شریف میں نزول سما، یعنی اللہ جل شانہ کا آسمان دنیا پر نزول فرمانا، مذکور ہو تو کیا بوقت نزول کے عرش اعظم استوار سے خالی ہو جاتا ہے۔

اسلئے کہ طوے عرش کا فرض کرنا محیودیت کو مستلزم ہے اور جناب باری عرشائے حدود سے منزہ ہے۔ اسلئے قائل ہیں حماد بن زحیبؓ کہ اخلال نے کتاب السنۃ میں اور ابن بطہ نے کتاب الماباۃ میں لکھا ہے اور ابن راہویہ کا بھی یہی قول ہے چنانچہ ابن بطہ نے ذکر کیا ہے اور امام احمد نے بھی اپنی اوّل میں سالہ میں جو سند و کو لکھ بھیجا تھا اور وہ ائمہ جلیلہ کے پاس مشہور ہے یہی لکھا ہے اور نیز جمہور اہل حدیث بھی اسی برائے اتفاق ہے اسکو ابن تیمیہ نے رسالہ نزول میں ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ تمام بزرگان دین دائم ملت سے یہی حکم باری تعالیٰ ہمیشہ عرش پر جلوہ فرما ہے اور عرش کبھی اوکلی تجلی سے خالی نہیں ہوتا۔ اور باوجود نزول سما کے عرش اوکلی پر نہیں ہو جاتا۔ اور اس طرح قیامت کے دن بھی عرش علیٰ ہی جلوہ گاہ رہیگا چنانچہ نقض قرآنی دال ہے۔ ویکھل عرش ربک فوقہ و منہ شینہ اور سکا نزول اجسام نبی آدم کے نزول مانند نہیں ہے جو کسی سطح سے زمین کی جانب ہوتا ہے اور اس حالت میں سطح اوکلی اوپر ہو جاتا بلکہ خدا تعالیٰ ان نسبتوں سے مبرا ہے۔

اور فرمایا "جو اشیاء مذکورہ کی کیفیت و ہیئت میں اوکلی حالت البتہ معلوم ہو سکتی ہو لیکن ایسی ذات جسکو نہاد نگہ عارض ہوتی ہے اور نہ نیتہ مذکور ہو سکتی ہے اور جو کچھ زمین و آسمان میں اور ان کے درمیان ہے سب اسکی ملک ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے" یعنی اور اک تو منحصر ہے اور چیز و نہیں جو (مخلوقات) ذی ہیئت و ادوات میں پس ایسی حالت میں باری تعالیٰ کی صفت کیونکر رد کر ہو سکتی ہے۔ اور ایک خطبہ میں علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو چیزیں ذی ہیئات و ادوات ہیں انہیں کی صفات کا اور اک ممکن ہے۔ حافظ صوفیہ ابو القاسم عبد الکریم قشیری رحمہ نے رسالہ تفسیر پر میں لکھا ہے کہ کہا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہ جس نے گمان کیا کہ اللہ کسی چیز کے اندر ہے یا کسی چیز سے ہے یا کسی چیز کے اوپر ہے تو وہ مشرک ہو ا کیونکہ وہ اگر کسی چیز کے اوپر ہوتا تو وہ محمول ہوتا یعنی وہ اوٹھا ہو انہیں ہے بلکہ خود وہ ہر حال و محمول کو اپنی قدرت سے اوٹھا نیوالا اور اپنی رحمت سے لگا ہوا ہے۔ اور اگر وہ کسی چیز کے اندر ہوتا تو گھیرا ہوا ہوتا۔

۱۵ اور اس دن تمہارے پروردگار کے تخت کو آئندہ (فرشتے) اپنے اوپر اوٹھائے ہونگے ۱۶

۱۷ عارفین بخفی نہیں کہ ایسے شکل و حالات اور ان کے جویات اس امت میں کسی فرد بشر سے صادر نہیں ہو سکتے بلکہ علیٰ کرم اللہ وجہہ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ کلام الامام امام الکلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اوکلی کے دروازہ ہیں جسکو علم کا حقہ لینا مقصود ہو اسکو چاہئے کہ اوکلی کے دروازہ سے داخل ہو ۱۸

محصورا ولا مقصورا بل هو حاصر وقاصر لكل محصور ومقصور وانما نحوه قوله تعالى  
الرحمن على العرش استوى وقوله تعالى امنتم من في السماء تجل على عظيم وتعل جلى  
فخيم من تجلياته وتعلياته من غير ان تكون له حاجة الى العرش ولا شئ من النور  
وسيبين ولو كان من شئ لكان محدثا اى وهو متمتع مطلقا وروى سفيان الثوري  
عن ابراهيم بن ادهم العجلي عن موسى بن يزيد الديلمي عن اويس لقرني عن علي بن  
الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله تسعة وتسعين  
اسما مائة غير واحد ما من عبد يدعوا بهذه الاسماء الا وجبت له الجنة انه  
وترحب الوتر هو الله الذي لا اله الا هو الرحمن الرحيم الملك القدوس السلام  
المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الخالق البارئ المصور الغفار القهار الوهاب  
الرزاق الفتاح العليم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السميع البصير  
الحكم العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشكور العلي الكبير المحض  
المقيت الحسيب الجليل الكرير القريب المجيب الواسع الحكيم الودود المحيد الباعث  
الشهيد الحق الوكيل لقوى المتان الولي الحميد المحمد المبدئ المعيد المحيي المميت  
الحى القيوم الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقدر المقدم المؤخر الاول  
الاخر الظاهر الباطن الوالى المتعالى اذ بالتواب المنتقم العفو الرؤوف الملك

اور روایت کیا ہے سفیان ثوری نے ابوسعید بن ابیہم علی سے وہ موسیٰ بن زید دہلی سے وہ اوس بن سنی سے وہ علی سے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ کے ننانوے نام ہیں جو بندہ اللہ کو ان ناموں سے پکاریگا اسکو بہشت ضرور ملیگی۔ اللہ طاق ہوا اور طاق کو پسند کرتا ہے۔ ہوا اللہ اللہ ہی لا اکر لا ہو۔ الرحمن الرحیم الملک القدوس

[illegible]

۱۵۔ وہ بڑا مہربان عرش پر سید ہا ہو بیٹیا۔

۵۲ کیا تم بخیر ہو گئے اوس ذات سے جو آسمان میں ہے ۵۲



ذوالجلال والاکرام المقسط الجامع الغني المغني المانع الضار النافع النور الهادي  
 البديع الباقي الوارث الرشيد الصبور آخرجه حافظ الصوفية محمد بن الحسين ابو عبد الرحمن  
 السلمي في طبقات الصوفية مسلسل بالصوفية تابعه ابوهريرة عند الترمذي وابن المنذر  
 وابن حبان والطبراني وابي عبد الله ابن مندة في التوحيد والحاكم في المستدرک وابن مردويه  
 في التفسير والبيهقي في الاسماء والصفات وغيرهم ورواه عنه موسى بن عقبة وأدريج ابی ایا  
 وهشام بن عمار وابن فاجحة وعثمان بن سعيد الدارمي في النقص على بشر المزيبي وابن ابی عاصم وجعفر  
 القريابي في الذکر وابن ابی الدنيا والطبراني كلاهما في الدعاء وابو الشيخ في التفسير والثواب  
 والحاكم في المستدرک وابن مردويه وابو نعیم في الاسماء الحسنى والبيهقي وغيرهم من وجوه  
 اخرى باختلاف وتفاوت في سرد الاسماء وقد بسط الكلام عليه الشيخ ابراهيم الكردي  
 في سلسلة تنویر ابی نعیم في الحلية بسند ليس فيه من عثر على رفعه ان الله تعالى تسعة وتسعين اسما مائة  
 غير واحدة انه وتر يجب التزويعا من عبد يدعوبها الا وجبت له الجنة تابعه ابوهريرة عند  
 الثوري واحمد والعدني والبخاري ومسلم وابن فاجحة والترمذي والنسائي وعثمان بن الا  
 والحاكم بن ابی اسامة وابن خزيمة وابی عوانة وابن جرير وابن ابی حاتم وابن حبان والطبراني  
 وابن مندة والدارقطني في غرائب مالك وابن مردويه وابی نعیم والبيهقي وابن عباس وابن  
 عند ابن مردويه وابی نعیم وفيها من احصاها دخل الجنة زاد ابو نعیم عن الابنين وهي في القرن

فواجلال والا کرام المقسط المجامع النفی المنفی المانع النصار النافع النور البادی  
جلال اور عروت والا انصاف کرنا والا سبکو جمع کرنا والا بے پروا غنی کرنا والا روکنا والا نقصان پہنچا والا لغو نہ کرنا والا روشن اور روشن کرنا والا  
البدیع الباقی الوارث الرشید الصبور  
نئی چیزیں پیدا کرنا والا ہمیشہ جہد والا رزق والا بدقتا ملنے کو ہلای کی راہ ہاں والا بیویاں

اسکو حفظ صوفیہ محمد بن حسین ابو عبد الرحمن سہلی نے طبقات صوفیہ میں سلسلہ وار صوفیہ سے روایت کیا ہے۔  
اور یہ حدیث ابو ہریرہ سے بھی مروی ہو چنانچہ ترمذی ماہن المنذر دابن جہان و طبرانی نے اپنی کتابوں میں اور ابن مندہ  
کتاب التوحید میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے اسماء و صفات میں اور دوسرے  
محدثین نے اپنی اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے۔

اور نیز اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ سے بھی عیسیٰ بن عقبہ و آدم بن ابی ایاس ہشام بن عمار دابن ماجہ نے اپنی کتب میں اور  
عثمان داری نے کتاب النقص علی بشر المہلبی میں اور ابن ابی عاصم نے اور حفصہ فریابی نے کتاب الذکر میں اور ابن ابی الدینا  
طبرانی مؤلف نے کتاب الدعاء میں اور ابوالشیخ نے کتاب التفسیر و کتاب الثواب میں اور حاکم نے مستدرک میں اور ابن مردودہ نے  
اور ابونعیم نے اسماء حسنہ میں۔ اور بیہقی وغیرہ نے دیگر سندوں سے روایت کیا ہے اور ابن رواتوں میں اسماء کو اختلاف  
ذکر کئے گئے ہیں۔ اور شیخ ابراہیم گردی نے کتاب سلسلات میں اس کی بہت بسوط بحث کی ہے۔

ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں بہت متنبہ روایت کیا ہے علی کرم اللہ وجہہ کے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ  
کے نانا توے نام ہیں۔ اللہ طاق لینے اکیلا ہو اور طاق کو پسند کرتا ہو جو بندہ کہ اوں اسماء سے خدا کو پکارتا ہو اسکو اللہ تعالیٰ تعجب سے  
اسکو ابو ہریرہ نے بھی روایت کیا ہے چنانچہ توری و احمد و عدنی و بخاری و مسلم دابن ماجہ و ترمذی و نسائی و عثمان داری۔ و  
حارث بن ابی اسماء دابن خزیمہ و ابو عوانہ دابن جریر و ابن ابی حاتم دابن جہان و طبرانی دابن مندہ نے اپنی کتابوں  
اور دارقطنی نے غرائب مالک میں اور ابن مردودہ و ابونعیم بیہقی نے اسے کتب میں ذکر کیا ہے۔

اور نیز روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عباس ابن عمر رضی اللہ عنہم نے چنانچہ ابن مردودہ و ابونعیم نے ذکر کیا ہے۔  
اس روایت میں یہ لفظ ہیں من اصحاب داخل بحیث یعنی جو اوں اسماء کو یاد کرے گا بہشت میں داخل ہوگا۔ ابونعیم کی  
روایت میں یہ لفظ بھی ہیں ہی فی القرآن یعنی وہ اسماء قرآن میں ہیں۔

**ق**يل وهي زيادة مستغربة قلت في رواية لابن جريح عن أبي هريرة  
 رفعه أن لله تسعة وتسعين اسما كلها في القرآن من أحصاها دخل الجنة كذا في جمع  
 الجوامع للسيوطي وليس فيها سرد الاسماء وفي رواية لخبر أبي هريرة عند عثمان الدارسي  
 كلها في القرآن وسردها وآل أبي نعيم عن محمد بن جعفر قال سألت أبي جعفر بن محمد الصادق  
 عن الاسماء التسعة والتسعين التي من أحصاها دخل الجنة فقال هي في القرآن ففي لفظة  
 خمسة اسماء الله يا رب يا رحمن يا رحيم يا مالك وفي البقرة ثلاثة وثلاثون يا محيط يا قدير  
 يا علير يا حكيم يا علي يا عظيم يا ثواب يا بصير يا ولي يا واسع يا كافي يا روف يا بديع  
 يا شاكرا يا واحد يا سميع يا قابض يا باسط يا حي يا قيوم يا غني يا حميد يا غفور يا حلِيم  
 يا الله يا قريب يا مجيب يا عزيز يا نصير يا قوي يا شديد يا سريع يا خير وفي آل عمران  
 يا وهاب يا قاهر يا صادق يا باعث يا منعم يا متفضل وفي النساء يا قريب يا حسيب يا شهيد  
 يا مقيت يا وكيل يا علي يا كبير يا عفو وفي الانعام يا فاطر يا قاهر يا مجيب يا قادر يا لطيف  
 يا برهان وفي الاعراف يا محيي يا مميت وفي الانفال يا نعم المولى يا نعم النصير وفي هود  
 يا حفيظ يا مجيد يا ودود يا فعال لما يريد وفي الرعد يا كبير يا متعال وفي ابراهيم  
 منان يا وارث وفي الحجر يا خلاق وفي مريم يا فرد وفي طه يا غفار وفي قافلم يا كريم  
 وفي النور يا سميع يا مبين يا نور وفي الفرقان يا هادي وفي سبا يا فتاح وفي الزمر

بعضوں نے کہا ہو کہ یہ زیادت غریب ہو۔ لیکن ادھکا قرآن میں ہونا دوسری روایتوں میں مذکور نہیں ہے۔  
 میں کہتا ہوں ابن جریر نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ جل شانہ کے  
 تئوں سے نام ہیں وہ سب قرآن میں ہیں جو ان اسماء کو یاد کر لیا جنت میں داخل ہوگا۔ یہ روایت مجمع البحار میں مذکور  
 ملاحظہ کیا کرنا ہے۔

اور ایسا ہی ابو ہریرہ کی دوسری روایت میں بھی لکھا فی القرآن واروہ ہے جسکو عثمان داری نے ذکر کیا ہے اور اس میں  
 اسماء بھی مذکور ہیں۔

اور ابو نعیم نے روایت کیا ہو کہ کہا سید محمد بن امام جعفر صادق نے کہ میں اپنے والد جعفر صادق سے پوچھا کہ وہ نور و نہ نام  
 کو سننے ہیں کہ اوکو یاد کر لینے والے شخص کے لئے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ قرآن میں ہیں  
 سورہ فاتحہ میں یا نبی یا اللہ یا رب یا رحمن یا رحیم یا مالک۔ اور سورہ بقرہ میں تبتیس یا محیط  
 یا تدیر یا علیم یا حکیم یا علی یا عظیم یا نواب یا بصیر یا ولی یا واسع یا کافی۔  
 یا رؤف یا بدیع یا شاکر یا واحد یا صمد یا قابض یا باسط یا حی یا قیوم یا غنی یا غنی یا غنی یا غنی یا غنی یا غنی یا غنی  
 یا محیب یا عزیز یا نصیر یا قوی یا شہید یا سریع یا خیر۔ اور سورہ آل عمران میں یا وہاب یا قاض یا صادق  
 یا باحث یا نعم یا مفضل۔ اور سورہ نساء میں یا رقیب یا حبیب یا شہید یا مقیم یا وکیل یا علی یا کبیر  
 یا عفو اور سورہ انفار میں یا فاطر یا قاهر یا محیب یا قادر یا لطیف یا برہان۔ اور سورہ اعراف میں یا حمی  
 یا محبت اور سورہ انفال میں یا نعم المولے یا نعم النصیر اور سورہ ہود میں یا حقیق یا مجید یا ودود یا خال لما یز  
 اور سورہ رد میں یا کبیر یا متعال یا منان یا دارث یا خلاق یا فرد اور سورہ طہ میں یا غفار اور قد افلح  
 میں یا کریم اور سورہ نور میں یا حق یا مبین یا نور اور سورہ فرقان میں یا ہادی اور سورہ سبا میں یا فتاح

۱۰ اصل روایت میں تعداد کا صفر نہیں ہے اس لئے نقلی ترجمہ پر اکتفا کیا گیا

يا عالم وفي خافري اغفر يا قابل التوب يا ذا الطول يا رفيع وفي الذاريات يا رزاق  
 يا ذا القوة يا متين وفي الطور يا بر وفي اقتربت يا مقتدر يا مليك وفي الرحمن يا ذا الجلال  
 والاكرام يا رب المشرقين يا رب المغربين يا باقي يا معين وفي الحديد يا اول يا آخر  
 يا ظاهر يا باطن وفي الحشر يا ملك يا قدير يا سلام يا مؤمن يا هيمن يا عزيز يا  
 جبار يا متكبر يا خالق يا باري يا مصور وفي البروج يا مبدئ يا معيد وفي الفجر  
 يا وتر وفي الاخلاص يا احد يا صمد ومحمد بن جعفر قال صاحب الميزان عن ابيه  
 تكلم فيه حدث عنه ابراهيم بن المنذر ومحمد بن يحيى العطار وكان بطلا شجاعا  
 يصوم يوما ويفطر يوما قلت وهذا جله متعاضدا للشواهد واراذا الصادق عليه  
 الله تعالى عنه ذكر الاسماء التسعة والتسعين من القرآن فذكرها منه بترتيبه  
 فزاد ما فيه سواها من اسماء الرحمن وان كان مكررا وقد وقع فيه نقصان من بعض  
 الرواة بالنسيان وزيادة اسم البرهان ليس في القرآن في حق الرحمن وبحسب ليس في  
 الانعام ووارث ليس في ابراهيم وليس في سورة الرحمن المعين ولا الهيمن على  
 اختلاف النسختين وذكر ابو بكر النقاش في كتاب تفسير الاسماء والصفات عن  
 جعفر الصادق رضي الله عنه انه قال ان الله ثلثمائة وستين اسما وثمان بن سعيده  
 الدارمي في التوحيد وابن ماجة وابن جرير معا في التفسير عن نافع القاري عن قاطمة

اور سورہ نعر میں یا عالم اور سورہ قاف میں یا خافر یا قابل التوب یا ذا الظول یا رافع اور سورہ ذاریات  
 میں یا رزاق یا ذا القیوم یا تعین اور سورہ طور میں یا ہر اھ اصحبت میں یا مقتدر المیکل اور سورہ رحمن میں  
 یا ذا الجلال والاکرام یا ذا الشرفین یا رب العزیز یا ہادی یا صمد اور سورہ حدید میں یا اذل  
 یا آخر یا ظاہر یا باطن اور سورہ حشر میں یا ملک یا قدوس یا سلام یا مؤمن یا ہیمن یا عسزیز  
 یا جبار یا متکبر یا خالق یا بارئ یا مصور اور سورہ مزمل میں یا ہمدی یا معبد اور سورہ فجر میں  
 یا وتر اور سورہ اخلاص میں یا احد یا صمد۔

صاحب میزان نے لکھا ہے کہ محمد بن جعفر کی نسبت محدثین نے کلام کیا ہے۔ یہ روایت کرتے ہیں اسے باپ سے  
 اور اسے ابراہیم بن المنذر اور محمد بن یحییٰ عدنی نے روایت کی ہے اور وہ بہت دلیل و شجاع تھے۔ ایک دن روزہ  
 رکھتے تھے اور ایک روز افطار کرتے تھے۔

یہ کتابوں اس روایت کی تائید اور روایات سے ہوتی ہے۔ اور امام صادق نے نو روزہ نام کو جو قرآن میں  
 مذکور ہیں بیان کرنے کا قصد کیا ہے اور ترتیب قرآنی کے موافق اسما ذکر کئے ہیں بلکہ ان کے سوا جو اور  
 اسما قرآن میں وارد ہیں ان کو بھی زیادہ کیا ہے اگرچہ مکرر ہو جائیں۔ ہاں بعض راویوں کے نسیان سے  
 کچھ کمی ہو گئی ہے اور لفظ بڑھان بطور اسم الکی قرآن میں نہیں آیا ہے اور اسم حبیب سورہ الفام میں نہیں  
 اور اسم وارث سورہ ابراہیم میں نہیں ہے۔ اور سورہ رحمن میں ذمیین ہے اور نہ ہیمن ہے جو دوسرے  
 نسخے میں بجائے معین کے مذکور ہے۔

ابو بکر نقاش نے کتاب تفسیر الاسما والصفات میں ذکر کیا ہے کہ فرمایا امام جعفر صادق نے کہ اللہ جل شانہ کے  
 تین سو ساٹھ اسما ہیں۔

اور عثمان بن سعید دارمی نے کتاب التوحید میں اور ابن ماجہ وابن جریر نے اپنی تفسیر وغیرہ میں روایت کیا ہے  
 نافع فارسی سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ صفوی سے

بنت علي بن أبي طالب أنها سمعت علياً يقول وفي لفظ قالت كان علي يقول يا  
 كنه عصّ اغفر لي ولا بن أبي الدنيا فالبيهقي عن محمد بن علي أن النبي صلى الله  
 عليه وآله وسلم علم علياً دعوة يدعوا بها عندما أهله فكان علي يعلمها ولده يا  
 كائن قبل كل شيء وبما يكون كل شيء وبما كائن بعد كل شيء افعل بي كذا أو كذا ورواه  
 ابن أبي الدنيا في كتاب لفرج بعد الشدة به مثله إلا أنه قال عند كل ما أهله ولم يذكر  
 الواو قبل يا مكون قال البيهقي هذا منقطع قال الشيخ إبراهيم الكردي في الأمر  
 وقول الباقر فكان علي يعلمها ولده يدل على اعتناؤه به الموجب لاقبال سلسلة  
 التعليم والتعلم إليه فهو متصل في الواقع غالباً وإن كان منقطعا صورةً

### علم الله تعالى يكون قبل أن يكون

كليا كان أو جزئيا حيث قدرة تقدير أو دبره تدبيرا والقرآن مملوء من البيان  
 كقوله تعالى أنا كل شيء خلقناه بقدر وقوله والله بكل شيء عليم وقوله وكل شيء  
 عنده بمقدار وقوله ولا رطب ولا يابس إلا في كتاب مبين وقوله قد أحاط  
 بكل شيء علما وأقوال كثيرة جدا وقد أخبر تعالى في القرآن بأشياء كثيرة جدا قبل  
 وقوعها على أرقام أنا في الشيطانية اتباع شيطان الطاق والحكمة ومن تبعهم  
 من المتشعبة أخرجه أبو عمر بن عبد البر في كتاب العلم عن الزال بن سبرة قال

کہ علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ "یا کبیر" غفر لی کہا کرتے تھے۔  
اور روایت کیا ہو ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے امام محمد باقر سے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھائی تھی تاکہ مشکل کے وقت پڑھا کریں۔ پھر حضرت علی یہ دعا اپنی اولاد کو سکھاتے تھے "یا کائنات قبل کل شیء ویا کائنات کل شیء ویا کائنات بعد کل شیء افضل لی کذا وکذا"۔

اور نیز ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج بلالہ میں اس حدیث کو اسی سند سے روایت کیا ہو۔ مگر اس کے الفاظ میں کچھ فرق ہوا اور اصل دعا میں یا کائنات کے قبل و او مذکور نہیں ہے۔ اس روایت کو بیہقی نے منقطع کہا ہے۔  
شیخ ابراہیم گردوسی نے کتاب الاثم میں کہا ہو کہ امام باقر کا یہ کلام کہ "حضرت علی یہ دعا اپنی اولاد کو سکھاتے تھے" دلالت کرتا ہو اس بات پر کہ آپ کو اسکا بہت اہتمام ہوا جس سے ثابت ہوتا ہو کہ اسکی تعلیم و تعلیم کا سلسلہ امام باقر تک برابر پہنچا ہو تو یہ حدیث در واقع غالباً متصل ہوگی گو کہ صورتہ منقطع ہے۔

(بیان اسکا کہ علم خداوند تعالیٰ کا آئندہ ہونی والی چیز کے ساتھ حق ہو خواہ وہ جزوی یا کلی)  
(کیونکہ اسنے ہی اسکی تقدیر کی ہو اور اسنے ہی اسکی تدبیر کی ہے۔)  
قرآن مجید اسکے بیان سے بہرہوا ہو۔ جیسا کہ انا کل شیء خلقناہ بقدرہ۔ واللہ کل شیء علیم۔ وکل شیء عنده بمقدار۔  
وللاربیب الا یسر الانی کتاب مبین۔ فدا ما یکل شیء علما۔ سیطرح کے او متعدد فرمان ہیں۔ اور نیز اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں بہت سے واقعات کی خبر وقوع سے پہلے دی ہو جس سے فرقہ شیطانیہ تابعین شیطان طاق اور علماء اور انکے تبعین بعض شیعہ کی ناک خاک آلود ہو جاتی ہو۔  
روایت کیا ہو ابو عمر ابن عبد البر نے کتاب العلم میں نزال بن سبر سے۔

۱۵ اسے موجود پہلے ہر چیز کے اور اچھی سنی دینے والے ہر چیز کے اور اچھے موجود بعد ہر چیز کے میری نفلان حاجت روا کر۔  
۱۶ ہننے تمام چیز دیکھو ایک آغازہ کے ساتھ پیدا کیا ہو ۱۲۵ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہو ۱۲۔  
۱۷ اور اس کے ہاں ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے ۱۲۵ اور دنیا کی ہر چیز میں سب ہی تو کتابناضیع (وہ محفوظ) میں دیکھی گئی ہو ۱۲۔  
۱۸ اللہ کا علم ہر چیز پر چا دی ہے ۱۲۔



قيل اهل يا ايها المؤمنين ان ههنا قوما يقولون ان الله لا يعلم ما يكون حتى يكون فقال شككتهم  
 امهااتهم من اين قالوا هذا قيل يتأولون القرآن في قوله تعالى (ولنبأونكم حتى نعلم الجاهدين  
 منكم والصابرين ونبأواخباركم) فقال علي من لم يعلم ذلك ثم صعد المنبر فحمد الله واشتفى عليه وقال  
 ايها الناس تعلموا العلم واعملوا به وعلّموه ومن اشكل عليه شيء من كتاب الله فليساألني بلغني ان  
 قوما يقولون ان الله لا يعلم ما يكون حتى يكون لقوله تعالى ونبأونكم حتى نعلم الجاهدين منكم و  
 انما قوله حتى نعلم يقول حتى نرى من كتبت عليه الجهاد والصبر ان جاهد وصبر على ما نابه وانما  
 قضيت عليه قال السيوطي او من قال عقبه قول هذا السيد رضى الله تعالى عنه وكرّم وجهه حتى  
 نعلم يقول حتى نرى هو معنى قول المفسرين في قوله تعالى نعلم اي علم ظهورهم (قلت) وانما اخذنا  
 ذلك عنه قال جميع ما في القرآن من اخبار الاخرة والجنة والنار بل والانبيا ما لم يأت حين  
 النزول اخبارا سيكون قبل ان يكون (قلت) وانما يكون ما يكون بخلق الله تعالى لا غير كما  
 قال والله خلقكم وما تعملون وقال الله خالق كل شيء فلا محل لصيرورته قد بين بعض كبراء العارفين  
 وهو الشيخ محي الدين المراد بهذا الارشاد فقال في اسرار الشريعة بعد بسط الايري نزول الحق  
 للتعليم والتعريف لنا وهو العلم بكل شيء مما كان ويكون ومع هذا انبأ عن حقيقة لا ترد  
 تعليمنا بما هو الامر عليه وان الحكم للاحوال فانزل نفسه منزلة المستفيد وجعل  
 المفيد له من خاطبه فقال ونبأونكم حتى نعلم الجاهدين منكم والصابرين مع انه هو العالم

کہ پوچھا گیا حضرت علیؑ سے یا امیر المؤمنین بیان ایک گروہ کتاہو خداوند تعالیٰ کسی چیز کو قبل موجود ہونے اور سکے نہیں جانتا ہے حضرت علیؑ نے فرمایا کہ رو دین دنیاوی مائین اوتھون نے کس بنا پر یہ کہا ہے عرض کیا گیا کہ وہ دلیل لیتے ہیں اس آیت سے (وَلَبَنُوکُمْ حَتَّىٰ تَعْلَمَ الْجَاهِلُونَ حُکْمَکُمْ) والصابرین تلبوا اخبارکم) تو اپنے فرمایا کہ جسے نہ جانا وہ ہلاک ہوا ہے آپ منبر پر چڑھے اور خداوند عالم کی حمد و ثناء کی پر کہا کہ ای لوگو علم سکھو اور اس پر عمل کرو اور دوسروں کو سکھاؤ اور جبکو قرآن میں کوئی مشکل پیش آئے جسے دریافت کر لے مجھ تک یہ بات پہنچی ہو کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ خدا کسی چیز کو قبل اور سکے ہونیکے نہیں جانتا۔ بدلیل آیت (وَلَبَنُوکُمْ حَتَّىٰ تَعْلَمَ الْجَاهِلُونَ حُکْمَکُمْ) اور درحقیقت یہاں بھی تعلیم ہی نبی کے مقررین میں یعنی اور اللہ ہم تم کو آنا دینگے یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں اور سکھو پسرتے جہاد و صبر فرض کیا تاکہ اسے جہاد کیا اور صبر کیا اس تکلیف پر جو ہمارے حکم سے اسکو لاحق ہوئی۔

کتا۔ امام سیوطیؒ نے یا اور کسی نے کہ جناب لایما تب سے جو فرمایا جو کسی تعلیم یعنی حتیٰ نری جو مفسرین قول کا حاصل بھی یہی ہو جو کہتے ہیں کہ تعلیم سے علم ظہور مراد ہے۔

میں کتاہوں کے مفسرین نے اس تفسیر کو آپ ہی سے لیا ہے۔

کتا اور نون کے قرآن مجید میں آخرت اور برشت و دروغ کے حالات ملکا اور امور دنیا کی کیفیتیں جو وقت نزول تک واقع نہیں ہوتے وہ سب خبر دی ہو قبل وقوع۔

میں کتاہوں۔ کہ جو کچھ کہہ رہا تھا خداوند عالم ہی کے پیدا کرنے سے ہوتا ہے کسی اور کے چنانچہ فرمایا ہو واللہ تعالیٰ علم و انوار اور فرمایا اللہ خالق کل شیء۔ تو اس میں کس شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اور شیخ العارفین محی الدین ابن العربیؒ نے قوہات مکہ کے باب اسرار الشریعہ میں ایک مبسوط بحث کے بعد اس آیت کے مضمون کی توضیح میں فرمایا ہے کیا نہیں دیکھا جاتا کہ خداوند تعالیٰ بآئینہ ہر شے کا عالم ہو اگر مشہد ہو یا آئینہ۔ محض اس امر کی تعلیم کے لئے کہ حکم کا مدار حالات پر چاہی فان پاک کو بمنزلہ مستفید اور مخاطب بند و نگو بمنزلہ مفید قرار دیکر فرماتا ہے کہ ولبنوکم حتیٰ تعلم الجاہل۔ میں حکم والصابرین۔ حالانکہ درحقیقت وہ مطلع ہو

۱۵ اور (مسلمانو) تمکو ہم ضرور آزمائیں گے تاکہ تم میں جو جہاد کرنیوالے اور (خلیفو) برداشت کرنیوالے ہیں انکو ہم (اچھی طرح ٹھوس کیا کر) معلوم کر لیں اور تاکہ تمہارے اصلی حالات کو جان لیں۔ ۱۶ اور اللہ ہی نے پیدا کیا ہے نگو اور تمہارے کاموں کو ۱۷۔

۱۸ اللہ ہی پیدا کر نیوالا ہے ہر چیز کا ۱۹

بما يكون منهرو لكن الحال تمنع من اقامة الحجّة له سبحانه علينا وقال فلله الحجّة البالغة  
 فلم يبق بالابتلاء لاحد حجة على الله فحسب ذلك الابتلاء احتمال قولهم لو حكم بعلمه فيهم  
 ان يقولوا لو بلوتنا وجدنا واقفين عند حدودك وهذا ليس علم الخبير وهو الاسم الخبير  
 في قوله تعالى عليهما خيرا هذا واخرج الخطيب في الكفاية بسند معتدل عن ابراهيم الحارثي  
 سمعت علي بن الجعد يقول سمعت ابا يوسف يقول اجيز شهادة اهل الاهواء اهل الصدق  
 منهم الا الخطابية والقدرية الذين يقولون ان الله لا يعلم الشيء حتى يكون وقد كفر الغزالي  
 في المنقذ من الضلال ابا نصر الفارابي وابن سينا بنفى علم الحق تعالى بالجزيئات وللشيخ ابراهيم  
 الكردى التوصيل الى ان علم الله تعالى بالاشياء ان لا على التفصيل والمسالك القوي في مطابقة  
 تتعلق بالخبرة بالحدوث بتعلق العلم القديم (الصفات المتشابهات) قال الله المتعال  
 هو الذي انزل عليك الكتب منه آيات حكمت هن أم الكتاب وأخر متشابهت فاما الذين  
 في قلوبهم غرغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تأويله وما يعلم تأويله  
 الا الله والراستخون في العلم يقولون آمنا به كل من عند ربنا الآية اخرج ابن جرير وابن  
 المنذر وابن الأثير في الوقف بسند جيد من طريق مجاهد عن ابن عباس في قوله تعالى  
 وما يعلم تأويله الا الله والراستخون في العلم قال انا ممن يعلم تأويله وقد استفاض عنه  
 ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دعه الله ففقهه في الدين وعلمه التأويل في لفظ

اون امور سے جو بندوں سے صادر ہوتے ہیں لیکن خداوند تعالیٰ کی محبت بندوں پر قائم ہونے سے صورت حال مانع ہوتی تھی اور فرمایا کہ قل للہ الحجة الباتة یعنی اٹھ ہی کسے لئے ہر محبت تامہ۔ پس آزمائش ظاہری نے بندوں کی محبت کو اٹھ پر باقی نہ رکھا۔ اور اس آزمائش سے وہ احتمال منقطع ہو گیا کہ اگر خداوند تعالیٰ صرف اپنے علم کی بنا پر احکام جاری فرماتا تو بندے کہتے کہ اگر تو ہمیں آزماتا تو ہر کوئی حد و پرہیز خواہے پاتا دیکھتے ہم ہر گز حد سے تجاوز نہ کرتے اور اس کو علم الخیر کہتے ہیں اور یہی منہ ہیں اسم خیر کے جو علی گامبرا میں واقع ہو۔

اور خطیب نے الکفایہ میں پسند و مقدمہ روایت کیا جو فرمایا امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ نے کہ مذاہب باطلہ والو نہیں سے سچ کہنے والوں کی گواہی کو مقبول رکھنا ہوں مگر فرقہ خطابیہ اور قدریہ جنکا یہ زعم ہے کہ خداوند تعالیٰ کسی چیز کو نہیں جانتا۔ جب تک کہ وہ چیز ظہور میں آوے۔

اور امام غزالی رہنے کتاب المنقذ من الضلال میں ابو نصر فارابی اور ابن سینا کو کافر کہا ہے اسوجہ سے کہ ان۔ نے خداوند تعالیٰ عالم جزئیات ہونے سے انکار کیا ہے۔

اور شیخ ابراہیم کریمی نے اس بیان میں کہ خداوند تعالیٰ کو جملہ امور جزئیات کا تفصیلی علم ہو و کتاب میں تصنیف کی ہیں جنکے نام یہ ہیں التوصل الی علم اللہ تعالیٰ بالاشیاء از الاعلیٰ التفصیل ما در المسالك القویم فی مطابقتہ لعلوم الخیر بالحدیث بتعلیٰ العلم الفقیہ

### صفات مشابہات

فرمایا خداوند تعالیٰ نے (ای پیغمبر) وہی (ذات پاک) جو جسے پیر و یہ کتاب و تباری جمیع ہر بعض آئین کی (یعنی صاف و صبر) ہیں کہ وہی اصل کتاب ہیں بعض دوسری ہم (کہ انکے معنوں میں کئی پہلوئیں ہو سکتی ہیں) تو جنکو گوئیں کہ وہ نہیں کہی ہو وہ قرآنی نہیں آئین ہوں بچہ پیر رہتے ہیں تاکہ فساد پیدا کریں و تاکہ انکو اصلی مطلب کی ذہنگاریں حالانکہ نہیں جانتا انکے اصلی مطلب کو مگر اللہ اور وہ لوگ جو علم میں بڑی پایگا کہتے ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ اس پر ہمارا ایمان ہو یہ سب دیکھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہوئے اور روایت کیا جو ابن جریر وابن النذر نے اپنی تفسیر میں اور ابن الانباری نے کتاب الوقف میں پسند و مجاہد سے کہ ابن عباس نے آیت (وَمَا يَلْمِزُكَ اللَّهُ شَيْئًا وَلَا يُلَاقِيكَ فِي شَيْءٍ) کی تفسیر میں کہا کہ میں اون لوگوں میں سے ہوں جو مشابہات کی تاویل جانتے ہیں۔ اور ابن عباس ہی سے شہرت مروی ہو کہ آپکی لئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ اللہ بڑی سجدہ والا کر اسکو دین میں اور سکھاتا دلائل ہے

اللَّهُمَّ علمه الحكمة وتأويل الكتاب ولعبد بن حميد في التفسير وابن الألباري في كتاب  
 الاضداد عن مجاهد وابن جرير عن الربيع في قوله تعالى (والراشخون في العلم) قالوا يعلمون  
 تأويله ويقولون أمثابه وقال نحمد الدين عمر التستفي في تفسيره أكثر أهل العلم على أن الراشخين  
 في العلم يعلمون المتشابهة قالوا ولولم يكن للراشخين في العلم حظ في علم المتشابهة إلا أن يقولوا  
 أمثابه كل من عند ربنا لم يكن لهم فضل على الجاهل لانهم جميعا يقولون ذلك وإن الله تعالى  
 لم يسوي بين خلقه في العلم بالمتشابهة وقال النووي أنه الأصح لأنه بعد أن يخاطب الله تعالى  
 عباده بما لا يسيل لأحد من الخلق إلى معرفته وقال ابن الحاجب أنه الظاهر واختاره القسيري  
 وهو قول الشافعي قال في مختصر البويطي لا يحل تفسير المتشابهة إلا بسنة عن رسول الله صلى  
 الله عليه وآله وسلم أو خبر عن أحد من أصحابه أو إجماع العلماء فلو أن علم تأويل المتشابهة  
 مما إليه سبيل لما قال ذلك هذا وقد قال ابن عباس كما عرى له الخطابي وابن الأثير على القرآن  
 في علم علي كالفراة في المشغفر أي الغدير الصغير في وسط البحر ولا في تعليم في حلية الأولياء  
 عن ابن مسعود قال إن القرآن أنزل على سبعة أحرف ما منها حرف الأول لها ظهر وبطن و  
 إن علي بن أبي طالب عنده منه الظاهر والباطن وقد صح حديث علي مع القرآن والقرآن  
 مع علي وسرّيت أنا مدينة العلم وعلي بابها إذا علمت هذا فاعلم أن الحسن بن علي الحلواني  
 في السنان فحمد بن عثمان بن أبي شيبة في كتاب العرش والقاضي أبي أحمد الغسال الأصبهاني

ایک روایت میں یوں ہے کہ یا اللہ کیا اسکو حکمت اور تاویل قرآنی۔

اور روایت کیا ہو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں اور ابن الانباری نے کتاب اللہ ضد اور میں مجاہد سے اور ابن جریر نے ربیع سے کہ اون دونوں نے (والراہون فی العلم) کہے ہیں انہیں کہا کہ راسخین فی العلم اوسکی تاویل جانتے ہیں اُنشاہ کہتے ہیں۔ اور شیخ نجم الدین عمر نسفی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اکثر علماء اسی بات پر متفق ہیں کہ راسخین فی العلم مشابہ کی تاویل جانتے ہیں اور انکی دلیل یہ ہے کہ اگر انکو بھی مشابہات کے جاننے سے کچھ بہرہ نہ ہو سوسے اسکے کہ آٹھ پہل من عند ربنا کہیں تو انہیں جمال پر کوئی فضیلت نہ ہوگی کیونکہ وہ بھی یہی کہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ خداوند تعالیٰ نے مشابہ کہے جانے میں تمام مخلوق کو یکساں نہیں رکھا ہو۔

امام نوہی نے کہا ہے کہ یہ بہت درست ہے کیونکہ یہ بعید ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں سے ایسا خطاب کرے جسکے سمجھنے کی کسی فرد بشر کو قدرت نہ ہو اور کہا ابن حاسب نے کہ یہی ظاہر ہے اور قتیبی نے اسکو انبیاء پر کیا ہے۔ اور امام شافعی ہی اسکے قائل ہیں چنانچہ مختصر دہلی میں کہا ہے کہ مشابہات کی تفسیر بجز حدیث نبوی یا اثر صحابی یا اجماع علماء کے جائز نہیں ہے۔ اگر انکے نزدیک تاویل مشابہات کی کوئی ہئیل نہوتی تو وہ ایسا نہ کہتے۔ اور یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ ابن عباس نے کہا ہے کہ قرآن مجید کا علم جو مجھے حاصل ہو وہ بقابلہ علی بن عمر رضی اللہ عنہما کے علم کے ایسی نسبت رکھتا ہے جیسے ایک چوٹا حوض بڑے دریا کے مقابلہ میں اسکو خطابی اور ابن اثیر نے ذکر کیا ہے۔

اور ابو نعیم نے علیہ السلام میں روایت کیا ہے کہ کہا ابن مسعود نے ”قرآن مجید سات حرفوں پر نازل ہوا ہے اور ہر ایک حرف کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اور علی بن ابیطالب کے پاس اسکا ظاہر و باطن دونوں ہیں۔ اور یہ حدیث بہ سند صحیح مروی ہے کہ علی مع القرآن والقرآن مع علی۔ یعنی علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ۔ و نیز یہ حدیث کہ انما دینہ العلم و علی بابہا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اسکی اور کا دروازہ۔

جب یہ معلوم ہو گیا تو جانتا چاہئے کہ روایت کیا ہے حسن بن علی علوانی نے کتاب السنن میں اور ادنیٰ جہت سے محمد بن حنن بن ابی شیبہ نے کتاب العرش میں اور قاضی ابوالحسن غسال صفحہ ۱۱۱ نے کتاب المعرفہ میں۔

في المعرفة تأليفه في الصفات وأبي الشيخ وابن مردويه عن عمار بن عبد الملك قال خطبنا على  
 قال حدثني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن ربه عز وجل قال وعزتي وجلالي  
 وارتفاعي فوق عرشي ما من أهل قرية ولا أهل بيت ولا رجل بيادية كانوا على ما كرهت  
 من معصيتي فتحولوا عنها إلى ما أحببت من طاعةي الا تحولت لهم عما يكرهون من عزائي  
 إلى ما يحبون من رحمتي وما من أهل بيت ولا قرية ولا رجل بيادية كانوا على ما أحببت  
 من طاعةي ثم تحولوا عنها إلى ما كرهت من معصيتي الا تحولت لهم عما يحبون من رحمتي  
 إلى ما يكرهون من غضبي وعن محمد بن زنبور أبي صالح المكي أنا الحارث بن عمارنا جعفر بن محمد  
 عن أبيه عن جده عن علي بن أبي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان فاتحة  
 الكتاب وآية الكرسي وأيتين من آل عمران (شهد الله أنه لا إله الا هو وأكمل ثبته) إلى قوله  
 (ان الدين عند الله الاسلام) وقوله (قل اللهم مالك الملك) إلى قوله (بغير حساب) مشتقا  
 معلمات بالعرش ما بينهن وبين الله حجاب الحجاب اخرج به جماعة من المحدثين وبسطنا  
 الكلام عليه في احياء الميت بفقهاء أهل البيت وله شاهد عند الدائلي في مسند الفردوس  
 عن أبي أيوب الانصاري وفيه تعلق بالعرش وقلنا تنزلنا على قوم يعملون بمعاصيك  
 فقال وعزتي وجلالي وارتفاع مكاني الحاشي وللطبراني في الاوسط وأبي الشيخ  
 فالدائلي والبيهقي في شعب الایمان والهرودي في ذم الكلام وعبيد الله بن محمد بن

اور ابوالشیخ وابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں عمر بن عبد الملک کو کہا کہ خطبہ پڑھا ہمارے بیان علیؑ کے کہا کہ فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم میری عزت و جلال اور عرش پر میری جلوہ فرمائی گی کہ نہیں ہیں کسی قریہ کے رہنے والے یا کسی گھروالے یا کسی جنگل کا رہنوا لا شخص کہ ہوں وہ لوگ ایسی حالتیں جو مجھ کو ناپسند ہو یعنی میری نافرمانی پہ پہلٹ جاوین اوس سے ایسی حالت کی طرف جو مجھے پسند ہو یعنی فرمانبرداری مگر میں بھی پہر جاؤنگا اوس کے لئے اوس حالت میں جو انہیں ناپسند ہو یعنی میرے عذاب سے ایسی حالت کی طرف جو انہیں محبوب ہو یعنی میری رحمت۔ اور نہیں ہیں کسی قریہ کے رہنے والے اور کسی گھر کے لوگ اور کسی جنگل کا رہنے والا شخص کہ ہوں وہ لوگ اوس حالت پر جو مجھے پسند ہو یعنی میری طاعت پہلٹ جاوین ایسی حالت کی طرف جو مجھے ناپسند ہو یعنی میری نافرمانی مگر میں بھی پہر جاؤنگا اوس کے لئے اوس حالت سے جو انکو مغرب تھی یعنی میری رحمت۔ ایسی حالت کی کی طرف جو انہیں ناپسند ہو گیا اور نہوگی یعنی میرا غضب۔

اور محمد بن زبیر ابوصالح کی سے روایت ہے کہ کہا کہ بیان کیا ہے حادثہ بن عمر نے کہا کہ خبر دی ہو کہ امام جعفر صادقؑ نے اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سورہ فاتحہ اور آتہ الکہسی اور آل عمران کی یہ دونوں آیتیں شہدائے ثلاثہ لا الہ الاہو والملك ما آخران الدین عند اللہ الاسلام اور قل انکم مالک الملک۔ بغیر حساب تک مقبول الشفاعۃ ہیں عرش سے ملوں ہیں انکے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ الی آخر الحدیث۔

اس حدیث محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہوا اور معنی اپنی کتاب احیاء المیت بقفۃ اہل البیت میں اسکی بڑی بحث لکھی ہے۔

اور وہ طبری نے مسند الفہرست میں اس حدیث کو ابوالیثی انصاری سے روایت کیا ہوا اور اسمین یوں ہو کہ ان آیتوں نے عرض کی کہ کیا تو اتار تا ہے ہکو ایسی قوم پر جو تیری نافرمانیاں کرینگے تو ارشاد ہوا کہ قسم میرے عزت و جلال و بلندگائی کی۔ الحدیث۔

اور روایت کیا بکراتی نے معجم اوسط میں اور ابوالشیخ نے اور انکی جہت سے وہ طبری نے۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ہر وی نے کتاب ذم الکلام میں اور عبد اللہ بن محمد بن حفص عیسیٰ نے اپنی کتاب الحدیث میں۔



حفص العيشي في حديثه وعبد القادر الرهاوي في أربعينه عن الحارث عن علي قال كل  
 دعاء محجوب عن السماء حتى يصل على محمد وعلي آل محمد قال ابن الجوزي في أخر النشر وأسناد  
 جيد وفي تلخيص مسند الفردوس لابن حجر حديث الدعاء محجوب عن الله عز وجل حتى  
 يصل على محمد وأهل بيته أبو الشيخ عن علي بن رافع وسند ضعيف وهو عند الترمذي  
 ولعله الحكيم فلا يرجع قال ميرزا رواه الحسن بن عرفة عن علي مرفوعاً وسند ضعيف  
 الصحيح وقفه لكن قال المحققون من علماء الحديث أن مثل هذا لا يقال من قبل الراي  
 فهو مرفوع حكماً انتهى وعن الحارث عن علي مرفوعاً من دعاء الإيماء بين السماء وجواب حتى يصل  
 على محمد وعلي آل محمد فإذا فعل ذلك انخرق ذلك الحجاب ودخل الدعاء (الحديث)  
 رواه البيهقي وأبو القاسم التيمي والديلمي وابن أبي شريم وأبو الحسن ابن عساكر  
 وابن بشكوال وغيرهم ورواه الطبراني والبيهقي عن الحارث وعاصم بن ضمرة كلاهما  
 عن علي موقوفاً وأشار إليه أبو اليمان وآب ابن أبي شيبه عن حذيفة بن أسيد قال  
 رأيت علي بن أبي طالب إذا زالت الشمس صلى أربعاً طوا ألسانته فقال رأيت رسول  
 الله صلى الله عليه وآله وسلم يصل عليها فسألته فقال أن أبواب السماء تفتح إذا زالت  
 الشمس فلا تزيح حتى يصل الظهر فاحب أن يرفعني إلى الله عمل ولد أرقطني في حديث  
 ابن منزوك والخطيب في الجامع لأدب القاري والسماع وأبي غنم ثم الترمذي في سنن  
 ابن منزوك

اور عبدالقادر رہا وہی نے اپنی اربعین میں۔ حادثہ سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہر دعا روک دیکر بجاتی ہو آسمان پر جا سحر یہاں تک کہ درود بھیجا جا آنحضرتؐ پورا کی آں پر ابن حجر زری (کتاب التشریح کے آخر میں اسکا اسناد کو حید کہا ہو۔  
اور ابن حجر کی تلخیص مسند الفرووس میں مرقوم ہے کہ (الدعا محبوب عن اللہ عز وجل حتی یصل علی محمد و اہل بیتہ) کی حدیث کو ابو الشیخ نے حضرت علیؑ سے روایت کیا ہو۔ یعنی مرفوعاً۔ اسکی سند ضعیف ہو اور اسکو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے شاید یہ حکیم ترمذی ہوں۔ اسکو کچھ لیا جاوے۔

میرک نے کہا ہو کہ اسکو حسن بن عرفہ نے روایت کیا ہو حضرت علیؑ سے مرفوعاً۔ اور سند اسکی ضعیف ہو اور صحیح ہے کہ علیؑ کا یہ قول ہو لیکن مجتہدین علماء حدیث کہتے ہیں کہ ایسی بات اپنی راوی سے کوئی نہیں کہہ سکتا تو لا بد اپنے آنحضرتؐ ہی سے سنا ہو گا۔ انتہی۔  
اور روایت کیا ہو حادثہ نے علیؑ سے مرفوعاً کہ ہر دعا اور آسمان کے درمیان حجاب ہوتا ہو جب تک کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کی آں پر درود نہ پڑ جائے ورنہ حجاب دور ہو جاتا ہو اور دعا آسمان میں داخل ہوتی ہو۔ محدث ہے۔ روایت کیا ہو اسکو یحییٰ و ابوالقاسم تمیمی و دیلمی نے۔ اور ابن ابی شیبہ نے پہر انکی حجت سوا ابوالاعین ابن عساکر نے جو ابن بشکوال وغیرہم نے و نیز روایت کیا ہو اسکو طبرانی و بیہقی نے حادثہ و عاصم بن ضمرہ سے وہ ہر وہ حضرت علیؑ سے مرفوعاً۔ اور ابوالاعین نے بھی اسکی طرف اشارہ کیا اور روایت کیا ہو ابن ابی شیبہ نے حدیث ابن مسعودؓ کا انہوں نے کہ دیکھا میں نے علیؑ کو کہ جب قناب پھٹا چلا کرتے تھے طویل پڑتے۔ سو میں نے اسکی اصل پوچھی کہ کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ نماز پڑھتے دیکھا اور اسکی جد پوچھی تو آج فرمایا کہ آسمان کے دروازے زوال آتے قناب کے ساتھ کھل جاتے پورا رکھتے ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ ظہر پڑ ہی جاوے تو مجھے خوش آتا ہو کہ ایسے وقت میں میرا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف بلند کیا جاوے۔

اور روایت کیا ہو دارقطنی نے اپنے رسالہ حدیث ابن منذوک میں۔ اور خطیب نے کتاب الجامع لأدب القاری والسماع میں اور ابوالغنائم ترمسی نے کتاب انساب اہل بیت میں۔

۱۱ دعا روک دیکر بجاتی ہے خدا کے پاس مقبول ہونے سے یہاں تک کہ درود بھیجا جائے حضرت آدر آجکے اہل بیت پر ۱۲

۱۲ یعنی دراصل آنحضرتؐ کا فرمان ہے ۱۳

۱۳ یعنی علی رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے ۱۴

وابن عساكر عن علي قال يا حملة القرآن اعملوا به الى ان قال وسيكون اقول  
 يحملون العلم لا يجاوز تراقيهم تخالف سريتهم علانية سر الى قوله اولئك لا يصعد  
 اعمالهم في محاسن تلك الى الله ولا ينفعوا ابن ابي عاصم وابن جرير والحاكم في  
 الامالي بسند صحيح عن علي في خب ختم وقد تركت فيكم ما ان اخذتم به لن تضلوا بعد  
 كتاب الله سببه بيده وسببه بايدكم (الحديث) ورواه ابن سعد واحمد والطبراني  
 في معجمه الكبير عن ابي سعيد الخدري وابن ابي شيبة واحمد عن زيد بن ثابت كتاب  
 الله عز وجل جبل فمن ود ما بين السماء والارض وفي لفظ للطبراني في الكبير عن زيد  
 كتاب الله عز وجل سبب طرفه بيد الله وطرفه بايدكم ولا بن اسحق في يعقوب بن ابراهيم  
 الدورقي فالدارمي واحمد وابي يعلى في مسانيدهم وابن جرير في تهذيب الآثار والخطيب  
 في تاريخه عن عبيد الله بن ابي رافع عن ابيه عن علي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 انه قال لولا ان اسئلك على امتي لامرتهم بالسؤال عند كل صلاة ولا خرت العشاء الاخرة  
 الى ثلث الليل فانه اذا مضى ثلث الليل الاول هبط الله تعالى الى السماء الدنيا فلو نزل  
 هناك حتى يطالع الفجر فيقول قائل الاسائل يعطى الاداء يجاب الاسئلة يستشف فيشف  
 الاذن يستغفر فيعفر له وليس عند ابي يعلى جملة الاسائل يعطى تايله ابوهريرة  
 عند ابن اسحق في يعقوب الدورقي فالدارمي وعبد الرزاق واحمد وابن نصر وابي يعلى

اور ابن عساکر نے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسو اہل قرآن قرآن پر عمل کر دیا تھا کہ فرمایا کہ "مغفر یب ظاہر ہو گئے ایسے لوگ جو علم رکھتے ہو گئے لیکن علم ان کے چہرہ گردن سے آگے بڑھا ہوا نہ ہو گا۔ اور بخا باطن برخلاف ظاہر ہو گا۔ آخر میں فرمایا کہ اس کے اعمال جو اونکی مجلسوں میں صادر ہوتے ہوں اللہ کی طرف بلند ہونگے۔"

اور روایت کیا ہوا اسحق و ابن ابی عاصم لہویر نے اپنی کتب میں اور محلی کتاب الامالی میں۔ پسند صحیح علی سے کہ حضرت ختم کی حدیث میں آنحضرت نے فرمایا کہ میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کو تھامے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ کتاب اللہ ہے جس کا ایک سر خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک سر تمہارے ہاتھ میں ہے۔ البتہ اخراحدیث۔

اسی حدیث کو ابن سعد و احمد نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے۔ اور ابن ابی شیبہ و احمد نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے۔ روایت کیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ عزوجل کی کتاب ایک رسی ہے جو آسمان زمین تک پہنچی ہوئی ہے اور طبرانی کی دوسری روایت معجم کبیر میں زید بن ثابت سے یوں ہے کہ اللہ عزوجل کی کتاب ایک رسی ہے جس کا ایک سر خدا کے ہاتھ میں ہے اور ایک سر کنارہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

اور روایت کیا ہے ابن اسحق نے پیرا اونکی جنت سے یعقوب بن ابراہیم دورقی نے پیردارمی نے اور احمد و ابویعلیٰ نے اپنی مسندوں میں۔ اور ابن جریر نے تہذیب الاما ر میں۔ اور خطیب نے اپنی تاریخ میں عبد اللہ بن ابی رافع سے وہ اپنے باپ سے وہ علی سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنا مجھ ناگوار نہوتا تو میں اونہیں ہر نماز کے وقت سو اگڑ ٹٹٹ شب تک نماز غشا کی تاخیر کے لئے حکم کرتا۔ کیونکہ جب رات کا ایک ٹٹٹ گزر جاتا ہے تو باری تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور طلوع فجر تک جلوہ گر رہتا ہے پھر منادی پکارتا ہو کہ کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ (اوسکا مطلب) اوسکو دیا جاوے کیا ہو کوئی دعا کرنے والا کہ (اوسکی دعا) قبول کیا جاوے کیا ہو کوئی بیمار جو شفا چاہتا ہو کہ (اوسکی شفا) دیا جاوے کیا ہو کوئی گنہگار جو بخشش چاہتا ہو کہ اوسکی مغفرت کیا جاوے اور ابویعلیٰ کی روایت میں جملہ الاسا امل بعلیٰ مذکور نہیں ہے۔

اسی حدیث کو ابو ہریرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ ابن اسحق نے اونکی جنت سے یعقوب دورقی و دارمی نے اور عبد الرزاق و احمد و ابن نصر و ابویعلیٰ۔

وابن جريو وسلم عنه ذكر النزول فقط والصابوني في الانتصار عن عبد الله بن ابراهيم  
 عن علي رفاعي نزل ربنا تبارك وتعالى في كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل  
 الآخر فيقول من يدعوني فاستجب له ومن يسألني فاعطيه ومن يستغفرني فاغفر له  
 تابعه ابو هريرة ايضا عند مالك في رواية يحميه فمسلم ورواية القعنبي فابي داود وغيره  
 بقية ائمة الحديث الستة والداري وابي يعلى والصابوني بطرق كثيرة عنه وجابر بن  
 مطعم وعباد بن الصامت وجابر وعبد الله وابو الدرداء والحبر وعائشة وامرؤة  
 اخرجها الصابوني زاد النسائي وابن ماجه عن ابي هريرة حتى يطعم الفجرو في النزول  
 كل ليلة احاديث ذكرها يطول قال القاضي عياض في حديث ابي هريرة الصحيح رواية  
 حين يبقى ثلث الليل الآخر كذا قال شيوخ الحديث وهو الذي تظاهرت عليه الاخبار  
 بلفظه ومعناه قال النووي ويحتمل ان يكون المنصب صلى الله عليه واله وسلم اعلم  
 باحد الامرين في وقت فاخبر به ثم اعلم بالآخر في وقت آخر فاعلم به وسمع ابو هريرة  
 الخبرين فنقلهما جميعا وعبد الرزاق في مصنفه والحسن بن علي الحلال الكوفي وابن  
 ماجه القزويني والبيهقي في شعب اليمان والزمري في تهذيب الكمال عن ابي بكر ابن  
 ابي سيرة عن ابراهيم بن محمد هو ابن علي بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب عن معاوية  
 ابن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب عن ابيه عن عمه علي بن ابي طالب قال قال رسول الله

دا بن جریر نے ذکر کیا ہے۔ اور مسلم نے بھی لیکن صرف ذکر نزول باری عز و علا۔  
اور روایت کیا ہے صابونی نے کتاب الانتصار میں عبد اللہ بن ابی رافع سے وہ علیؑ سے فرموا کہ تمہارا پروردگار تجا کر  
و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ ایک ٹمٹ شب باقی رہا اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے دعا  
کرے کہ میں اسکی دعا کو قبول کروں اور کون ہے جو مجھے (اپنی حاجت) چاہے کہ میں اسکو دوں اور کون ہے  
جو مجھے مغفرت طلب کرے کہ میں اسکو بخش دوں۔

اسی حدیث کو ابو ہریرہؓ نے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ امام مالک نے ذکر کیا ہے یحییٰ کی روایت میں جب کو مسلم نے لکھا ہے اور  
قصینی کی روایت میں جب کو ابو داؤد نے لکھا ہے اور بیہقی نے روایت کی ہے ابو یوسفؓ نے ذکر کیا ہے بطریق کثیر ابو ہریرہؓ  
و نیز روایت کیا ہے اسکو جعفر بن مطعم۔ اور عبادہ بن الصامت اور جابرؓ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو الدرداء اور ابن  
عباسؓ اور عائشہؓ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم نے چنانچہ صابونی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور نسائی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ  
سے (حتیٰ مطلع الغفر) زیادہ کیا ہے یعنی یہاں تک کہ فجر طلوع ہو۔

الغرض ہر شب کے نزول کے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں جبکہ ذکر طویل ہو گا۔  
قاضی عیاضؒ نے ابو ہریرہؓ کی حدیث میں کہا ہے کہ آخرت میں نزول فرمائیگی روایت صحیح ہے شیوخ حدیث اسی کے  
قائل ہیں اور حدیثوں کے لفظ و معنی بھی اسیکے مؤید ہیں۔

امام نوویؒ نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ آنحضرتؐ کو ایک وقت ایک امر کی اطلاع دگئی ہو آپنے اسکی خبر دی ہو دوسرے وقت  
دوسرے امر کی اطلاع دگئی ہو آپنے اسکی بھی خبر دی ہو اور ابو ہریرہؓ نے دونوں خبریں سنیں اور دونوں کو نقل کر دیا  
اور روایت کیا ہے عبد الرزاقؒ نے اپنے مصنف میں۔ اور حسن بن علیؒ خلال علوانیؒ دا بن ماجہؒ نے اپنی کتابوں میں  
بیہقیؒ نے شعب الایمان میں۔ اور قزویؒ نے تہذیب الکمال میں ابو بکرؓ ابن ابی سبرہؒ سے وہ ابراہیم بن محمد بن علی  
بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالبؒ سے وہ معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالبؒ سے وہ اپنے باپ سے  
وہ اپنے چچا علیؒ بن ابی طالبؒ سے کہا کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ۱۲

صلى الله عليه وآله وسلم إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها و صوموا  
 نهارها فإن الله عز وجل ينزل فيها الغروب الشمس لي سماء الدنيا فيقول ألا مستغفر  
 فأغفر له إلا تائب فأتوب عليه إلا مبتلي فاعطيه إلا مستزرق فأرزقه إلا سائل  
 فأعطيه إلا كذا إلا كذا حتى يطلع الفجر وضعف بابي بكر ابن عبد الله ابن محجل بن أبي سبرة  
 أكل في ورعي بالوضع والظاهر أنه مثل هذا الحديث ولا يخفى أن له شواهد كثيرة عن أبي  
 وعائشة ومعاذ و أبي ثعلبة و ابن عمرو و أبي موسى و عثمان بن أبي العاص و راشد بن سعد  
 و أبي هريرة و قد جرح جمع من الثقات بأحاديث الصفات و أبو بكر قاضي مكة و مفتي المدينة  
 ثم قاضي العراق قبل أبي يوسف فقيه كثير الحديث من أبناء الصحابة الأجل و سأل المنصور  
 مالكاً من بقي بالمدينة من الشيعة فقال ابن أبي ذئب و ابن أبي سلمة و ابن أبي سبرة  
 و كان عبد الملك بن جريج يروى عنه و قال مصعب الزبيري كان من علماء قريش قال  
 ابن سعد كان كثير العلم و السماع و الرواية و قال الأعمش عن أبي داود فيه مفتي المدينة  
 و لابي القاسم الأصمعي في كتاب الترغيب و التهيب عن علي رفعه ينزل الله تعالى  
 ليلة النصف من شعبان فيغفر لكل مسلم إلا لمشرك أو مشاحن أو قاطع رحم أو امرأة  
 تبغي بفرجها فلا يرجع سنده و في حديث الإمام جعفر الصادق عن أبيه الإمام محمد الباقر  
 عن الصحابي الجليل جابر عند خلث في حجة الوداع و قد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده

السماء

المشيخة و الشيعة  
 جمع شيخ

في النهاية من زيفه  
 يقول الله لكل عبدا  
 غلاما مشركا أو مشاحنا  
 المشاحن الممازى  
 وقال الأوزاعي أراد  
 بالمشاحن هذا صاحب  
 البغضاء و الممازى  
 المشاحن الممازى و  
 المشاحن الممازى و  
 المشاحن الممازى

کے جب شعبان کی پندرہویں شب آوی تو اس شب میں نمازین پڑھو اور دن میں روزہ رکھو اسلئے کہ اس شب کو غروب آفتاب کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ آسمانِ نیا کی طرف نازل ہوتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کیا ہو کوئی مغفرت طلب کرے یا اللہ اسکو بخشوں کیا ہو کوئی توبہ کرے یا اللہ اسکی توبہ قبول کر دے کیا ہو کوئی بیمار کہ اسکو عافیت دے کیا ہو کوئی رزق چاہنے والا کہ اسکو رزق دے کیا ہو کوئی حاجت خواہ کہ اسکی حاجت بر لائے کیا ہو کوئی ایسا کلمہ کوئی ایسا طلوع خورشید (جیسا کہ ہے) اور یہ روایت ابو بکر ابن عبد اللہ کے باعث ضعیف بھی جاتی ہے اور یہ موضوع حدیثین بنائے کا گمان کیا گیا ہے۔

اور ظاہر یہ ہے کہ یہ گمان ایسی ہی حدیث کی وجہ سے ہو گا۔ اور غرض یہ ہے کہ اس حدیث کے شواہد بہت ہیں۔ چنانچہ ابو بکر بن عاصی معاذ بن ثوبان ابن عمرو ابو موسیٰ عثمان بن ابی العاصی راشد بن سعد ابو ہریرہ بھی اسکی راوی ہیں اور یہ کچھ انہیں پر موقوف نہیں ہے بلکہ ثقات کی ایک جماعت کی جماعت احادیث صفات کو روایت کرنے کی وجہ سے غیر معتبر ٹھہرائے گئے ہیں۔

فی الوقت بن فرض مزید اطمینان انکی تبدیل جان کجائی ہے، ابو بکر اولاً قاضی مکہ اور مفتی مدینہ تھو ہر قاضی عراق جو عمر قبل ابو یوسف رحم کے یہ فقہ اور کثیر الحدیث ہیں صحابہ جلیل القدر کی اولاد سے ہیں۔

نقل ہے کہ منصور نے امام مالک سے پوچھا کہ اب مدینہ کس شایخ میں سے کون کون باقی ہیں تو انہوں نے کہا کہ اب ابی ذؤب اور ابن ابی سلمہ اور ابن ابی سبرہ یعنی ابو بکر۔ ان سے عبد الملک بن جیحج روایت لیتے تھے اور یہ مصنف بہت ہی سنی تھے کہ وہ قریش کے علماء سے تھے۔ اور کہا ابن سعد نے کہ وہ کثیر العلم اور کثیر السماع والروایہ تھے۔ اور کہا اب جری نے کہ کہا بوداد کہ ابو بکر مفتی مدینہ تھے۔

اور روایت کیا ہے ابو القاسم اصغری نے کتاب الترغیب والترہیب میں علی سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے شعبان کی پندرہویں شب میں پس مغفرت فرماتا ہے ہر مسلمان کو سوائے مشرک اور قاطع رحم اور بدکار عورت کے) اسکی سند کچھ لیجاوے۔

اور روایت کیا ہے بہت سے محدثین نے امام جعفر صادق سے وہ اپنے بابا امام محمد باقر سے وہ روایت کرتے ہیں ابی جلیل القدر جابر رضی اللہ عنہ سے قصہ حجۃ الوداع میں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں جیڑا ہوں تم میں ایسی چیز کہ جب تک تم اسکو تمنا سے رہو گے گہی گمراہ نہو گے۔



أن اعتصمتم به كتاب الله وانتم تسألون عنى فما انتم قائلون قالوا نشهد أن قد بلغت  
 وأدّيت ونصحت فقال بأصبعه السبابة يرفعها إلى السماء وينكتها إلى الناس اللهم  
 أشهد ثلاث مرات وهو من أشهر حديث صحيح كُتب الحفاظ لا يفاظ على روايته  
 في كتب الصحيح خلا البخاري لكونه لم يقع له على شرط كتابه الصحيح ولا في شعبة  
 فإن ما جة بسند صحيح على شرط الأئمة الستة عن أبي هريرة رفعه أميت تحضره  
 ملائكة فإذا كان الرجل صالحا قالوا أخرجي أيتها النفس لطيفة كانت في الجسد  
 الطيب أخرجي حميدة وابشري بروح وريحان ورب غير غضبان فلا يزال يقال لها  
 ذلك حتى تخرج ثم تخرج بها إلى السماء فتفتت لها فيقال من هذا فيقولون فلان  
 فيقال مرحبا بالنفس لطيفة كانت في الجسد الطيب أدخل حميدة وابشري بروح  
 وريحان ورب غير غضبان فلا يزال يقال لها ذلك حتى يتم بها إلى السماء  
 التي فيها الله تبارك وتعالى (الحديث) وللدولابي في الكنز بسند كل لرواة فيه ثقا  
 عن الحسن قال أنى لفى حلقة على أذنان الصبيحة من دار عثمان فرأيت رافعا يديه  
 إلى السماء وهو يقول اللهم أنى أبرأ إليك من دار عثمان ولابن أبي شيبة في مصنفه  
 بشرط الأئمة الستة عن ابن عمر في قصة وفاته صلى الله عليه وآله وسلم في غيبة  
 أبي بكر ثم حميدته ومروره بعمر وهو يقول فامات رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

وہ قرآن مجید جو اور تم سے میری نسبت سوال ہو گا تم کیا کہو گے صحابہ نے عرض کیا کہ ہم گواہی دینگے کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام پہنچائے اور حقوق ادا کئے اور خیر خواہی کی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انگشت شہادت بلند فرما کر اور لوگوں کی جانب بتلا کر فرمایا کہ خداوند اقدس گواہ رہے۔ اس طرح تین مرتبہ فرمایا۔

اور یہ بہت مشہور صحیح حدیث ہے کہ جبکہ پڑھ رہے تھے بیدار مغز خاص حدیث کے اسکے روایت کرنے پر سب صحابہ کی کٹاہنیں سو اسے بخاری شریف کے کیونکہ یہ حدیث اس کے شروط صحت کے موافق نہیں ہے۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اور ابن ماجہ نے ہند صحیح بر شرط امام ستہ ابوہریرہ سے مرفوعاً کہ قریب موت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں اگر مرد صلیح ہو تو کہتے ہیں کیا ہر آئی نفس پاک جو پاک جسم میں رہا یا ہر آئی اور تجھے بشارت ہو راحت و خوشبوئی اور خدا سے رحیم کی رضامندی سے اسی طرح کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ انتقال ہو جائے پھر اس نفس کو آسمان پر لئے جاتے ہیں اور اس کے دروازے کھلواتے ہیں وہاں کے فرشتے سوال کرتے ہیں کہ یہ کون ہے پس جواب دیا جاتا ہے کہ فلاں ہے تو وہ کہتے ہیں کہ مر جا اسے نفس پاک جو پاک جسم میں رہا اندر آ اور تجھے بشارت ہو راحت و خوشبوئی اور خدا سے کریم کی رضامندی سے (ہر آسمان میں) اس طرح کہا جاتا ہے یہاں تک کہ اس نفس کو اس آسمان پر پہنچایا جاتا ہے جہاں جناب باری عزوجل جلوہ فرمایا۔

اور روایت کیا ہے ابی شیبہ نے کتاب النکح میں لیسندہ جیسکے کل راوی معتبر ہیں حسن بصری سے کہا آپ نے کہ میں علیؑ کے حلقہ میں تھا کہ ناگاہ عثمانؓ کے مکان سے ایک چیخ بلند ہوئی پس میں نے دیکھا علیؑ کرم اللہ وجہہ کو کہ اُس وقت آسمان کی طرف تہ بلند کر کے فرما رہے تھے کہ خداوند امین بری ہوتا ہوں تیری طرف عثمانؓ کے خون سے۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ابنی مصنف میں موافق شرائط امام ستہ ابن عمرؓ سے قصہ وفات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں خاص کر اس بیان میں کہ اُس وقت ابو بکرؓ حاضر نہ تھے پھر آئے اور عمرؓ پر گزرے ورنہ حال کہ عمرؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں مائی۔

ثم أتى المنبر فصعد فحمد الله وأثنى عليه ثم قال أيها الناس أن كان محمد صلى الله عليه وآله وسلم الهكم الذي تعبدون فإن محمد أقدم مات وإن كان الهكم الله الذي في السماء فإن الهكم لم يمت (الحمد لله) ولعثمان الذي في الرد على بشر البريسي وابن أبي حاتم والبيهقي في الأسماء والصفات عن عمر أنه مر بجون فاستوقفته فوقف يحذوها فقال له رجل يا أمير المؤمنين حبست الناس على هذه الجوزة فقال ويلك أتدري من هذه هذه امرأة سمع الله شكونها من فوق سبع سموات هذه خولة التي أنزل الله فيها قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها وتشتكي إلى الله وللذهب في جزئه في مقتل عمر عن عبد الرحمن بن عوف أنه لما أخذ البيعة لعثمان وبايعه الناس رفع رأسه إلى سقف المسجد وقال اللهم أشهد وأعيد الله بن أحمد وابن المنذر والطبراني واللائلكائي والبيهقي وابن عبد البر وأبي عمر والطيني وأبي أحمد الغسال وغيرهم عن ابن مسعود قال ما بين السماء والقصوى والكرسى خمسمائة عام وما بين الكرسي والماء كنك والعرش فوق الماء والله فوق العرش وأخرجه البخاري في الرد على الجهمية بلفظ قال ابن مسعود في قوله تعالى ثم استوى على العرش قال العرش على الماء والله فوق العرش والآثاران صحيحان وهما مرفوعان حكما والأخبار والآثار في الباب عن أهل بيت النبوة

پہر ابو بکر منبر پر جا بیٹھے اور حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کی یہ کہہ اے لوگو اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے معبود تھے جیسی تم عبادت کرتے تھے تو اپنے وفات پائی اور اگر تمہارا معبود اللہ ہے جو آسمان پر ہے تو تمہارا معبود فوت نہیں ہوا۔ احمدیہ اور روایت کیا ہے عثمان واری نے کتاب الرد علیٰ بشر الحمیری میں اور ابن ابی حاتم نے اور بیہقی نے کتاب اللہ سما و الصفات میں عمر سے کہ آپ ایک بوڑھی عورت کی طرف جانے لگے سو اس نے آپ کو ٹھایا پس آپ اوس سے باتیں کرنے لگے اس وقت ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین اپنے اس بوڑھی عورت کی وجہ سے ان لوگوں کو روکا ہے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہے یہ وہ عورت ہے کہ اللہ نے ساتویں سالوں کے اوپر سے اس کی فریاد سنی ہے یہ خولہ بنت جحش کی شان میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہو قد سمع اللہ قول الیٰتی تجادلک فی زوجہا و تشکی الی اللہ۔

اور روایت کیا ہے ذہبی نے جز و شہادت عمر بن عبد الرحمن بن عوف سے کہ جب عثمان کی بیعت مقرر ہوئی اور لوگوں نے بیعت کی تو آپ نے سقف مسجد کی جانب سر اٹھا کر کہا کہ ”اکی تو گواہ رو“۔

اور روایت کیا ہے عبد اللہ بن احمد و ابن المنذر و طبرانی و لا الکاوی و بیہقی و ابن عبد البر و ابو عمر و طبرانی و ابو حنیفہ و ابن سعد کہ کہ درمیان ساتویں آسمان اور کرسی کے پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے اور درمیان کرسی اور بانی کے بھی اتنا ہی فاصلہ ہے اور عرش بانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے۔

اور اس کو امام بخاری نے کتاب الرد علیٰ الجھمیہ میں بدین لفظ روایت کیا ہے کہ ابن مسعود نے تم اسوی علم العرش کی تفسیر میں کہا کہ عرش بانی پر ہے اور اللہ عرش پر ہے۔

الغرض یہ دونوں روایتیں صحیح اور بمنزلہ حدیث مرفوعہ کے ہیں۔ اور اس باب میں اہل بیت و صحابہ سے

۱۰ (اسے پنمبر، اللہ نے اوس عورت (علیہ کی بیٹی خولہ) کی بات سن لی جو اپنی شوہر (صامت کے بیٹے اوس) کے بارے میں تم سے جھگڑتی اور خدا سے فریاد کرتی تھی ۱۲)

والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتب الالهية السابقة فملوثة من اثبات الحق  
 الفاتكة وكذا كلام الانبياء المتقدمين وادعيتهم واولا بن ابي شيبة فالداري عن  
 عباس بن يحيى قال بلغني ان داود النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول في دعائه  
 سبحانك اللهم انت ربي تعاليت فوق عرشك ولا ين ابي شيبة عن ابي عبد الله  
 الجردلي قال ما رفع داود رأسه الى السماء حتى مات وله عن سلمان بن عامر الشعبي  
 قال ارأيت سليمان وما اوتي في ملكه فانه لم يرفع رأسه الى السماء حتى قبضه الله  
 تخشع الله وله عن ابي الصديق الناجي ان سليمان بن داود خرج بالناس ليستسقى  
 فمر على نملة مستلقية على قفاها رافعة قوائمها الى السماء وهي تقول اللهم املني  
 خلق من خلقك ليس بنا غنى عن رزقك فاما ان تسقينا واما ان تهلكنا فقتال  
 سليمان للناس ارجعوا فقد سقيتم بدعوة غيركم وروى ابن حبان في الثقات  
 في طبقة تبع اتباع التابعين في ترجمة عبد الرحيم بن موسى الايلي عن ابي الصديق  
 الناجي نحوه وروى الدارقطني في سننه عن ابي هريرة سمعت رسول الله صلى  
 الله عليه وآله وسلم يقول خرج نبي من الانبياء بالناس يستسقى فاذا هو بنملة  
 رافعة قوائمها الى السماء فقال ارجعوا فقد استجيب لكم من اجل شان هذه النملة  
 (قلت) وقد رأيت انا الحقير وكان قدامي صاب الناس قحطوا ولم يطرخوا وهلكوا

بے شمار احادیث مروی ہیں۔ اور کتب سالقہ (آئینہ) جہت علو کے اثبات سے پُر ہیں۔ و نیز انبیاء و اہل بیت علیہم السلام کلام اور دعائیں (اسکی مؤید ہیں)۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ و داعی نے عباس جی سے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ داؤد علیہ السلام اپنی دعائیں فرمایا کرتے تھے کہ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ تَعَالٰی تَ فَوْقَ عَرْشِکَ۔ یعنی اے اللہ تو پاک ہو اور تو ہی میرا مالک ہو تو بلند ہے اپنے عرش پر۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ابو عبد اللہ جدلی سے کہا کہ سیدنا داؤد علیہ السلام نے وقت وفات تک کبھی اپنا سر آسمان کی جانب نہیں اٹھایا۔

اور نیز وہ سلمان بن عامر شعبانی سے روایت کرتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام ہر آنکہ ایسی بڑی سلطنت پر تھے مگر خضوع و خشوع کے لحاظ سے تا وقت وفات کبھی اپنے آسمان کی جانب سر اٹھا کر نگاہ نہ کی۔

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ابو صدیق ناجی سے کہا کہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام لوگوں کے ساتھ استسقاء کیلئے روانہ ہوئے راستہ میں ایک چوٹی کو دیکھا کہ چیت لیٹی ہوئی ہے اور اپنے پنجوں کو آسمان کی طرف بلند کی ہوئی تھی ہر کہ اے اللہ میں بھی (تیری مخلوق میں سے) ایک مخلوق ہوں۔ ہکو تیرے رزق سے بے پردائی نہیں (یعنی ہم تیرے رزق کے محتاج ہیں) پس یا تو (بارش نازل کر) ہکو سیراب فرما۔ دیا ہلاک کر دے سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ (اے لوگو) لو تو تمہارا راز نازل ہو تو الاسے کسی اور کی دعا سے۔

اور روایت کیا ہے ابن جہان نے کتاب الثقات میں تبع اربعین کے طبقہ میں عبد الرحیم بن موسیٰ اہلی کے حوالہ میں ابو الصدیق ناجی سے مثل اسکے۔

اور روایت کیا ہے وارطانی نے اپنی سنن میں ابو ہریرہؓ سے کہا کہ سنا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرما کر کے کہ انبیاء سابقین میں سے ایک بنی علیہ السلام استسقاء کیلئے لوگوں کے ساتھ نکلے تھے راستہ میں ایک چوٹی کو دیکھا جو اپنے پنجے آسمان کی جانب بلند کی ہوئی (پڑی) ہو پس فرمایا کہ اب لو تو اس چوٹی کی رعایت سے تمہاری قبولیت ہو گئی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حیرت نے (بچشم خود) دیکھا ہے جبکہ قحط واقع ہوا اور بارش نہیں ہوئی تھی اور چار پائے صفا ہوتے تھے

الدواب اذا جاموشة عوجت رأسها ونظرت الى السماء وصاحت والقت  
 بدموع الى الارض فاذا السماء قد غابت وكثر السحاب وتواتر المطر والحمد لله رب  
 الكبرياء على الاله والنعماء وعن علي بن ربيعة قال رايت عليا اتي بدابة فلما وضع  
 رجله في الركاب قال بسم الله فلما استوى عليها قال الحمد لله سبحان الذي سخر لنا  
 هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون ثم حمد الله ثلثا وكبر ثلثا وقال  
 سبحان الله ثلثا ثم قال سبحانك لا اله الا انت اني ظلمت نفسي فاغفر لي ذنوبي  
 لا يغفر الذنوب الا انت ثم ضحك فقلت مِمَّ ضحكك يا امير المؤمنين قال كنت  
 رد في رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ففعل مثل ما فعلت ثم ضحك فقلت مِمَّ  
 ضحكك يا رسول الله قال يعجب الرب من عبده اذا قال رب اغفر لي ويقول علم عبدك  
 انه لا يغفر الذنوب غيري وفي لفظ ان الله ليضحك الى العبد اذا قال لا اله الا انت  
 سبحانك اني ظلمت نفسي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت قال عبد بن عوف  
 ان له ربا يغفروا قبا بخرجه الطيالسي وعبد الرزاق وسعيد بن منصور وابن  
 ابى شيبة واسحق وابن عتيق وعبد بن حميد وابوداود والترمذي وقال حسن صحيح  
 والنسائي وابو يعلى وابن جرير وابن المنذر وابن خزيمة وابن شاهين في السنة  
 وابن مردويه والحاكم وصححه والبيهقي والضياء في المختارة ورواه ابو بكر الباقون

ناگمان ایک بہنیں نے اپنا سر ٹیڑھا کیا اور آسمان کی طرف دیکھ کر ہلائی اور کچھ آنسو گرا لے کہ کیا ایک ابر  
نمایاں ہوا اور (توڑی ہی دیر میں) بے اندازہ بارش ہوئی شکر ہے خدا سے کریم کا اوسکے احسانات  
اور نعمات پر۔

اور روایت کیا ہے علی بن رسیہ نے کہا کہ دیکھا میں نے علی کرم اللہ وجہہ کو آپ کی سواری حاضر کی گئی  
جبوقت آپ نے رکاب میں قدم رکھا بسم اللہ کہا اور جب اوسپر اچھی طرح سوار ہوئے یہ پڑا الحمد للہ  
سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔ پھر الحمد للہ تین مرتبہ اور اللہ اکبر  
تین مرتبہ اور سُبْحَانَ اللَّهِ تین مرتبہ اور سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ لََا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوبِیْ اِنَّهُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ  
اِلَّا اَنْتَ۔ پھر ہنسے تو مینے وجہ پوچھی۔ فرمایا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سوار تھا  
آپ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر ہنسے تو مینے آپ سے اوسکی وجہ پوچھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ  
تعجب فرماتا ہے (خوش ہوتا ہے) اپنے بندہ سے جبکہ وہ کہتا ہے کہ رب اغفر لی۔ اور فرماتا ہے  
کہ میرے بندہ نے جان لیا کہ میرے سوا اور کوئی گناہ نہیں بخشتا۔

اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ (خوشی سے) ہنستا ہے جبکہ بندہ کہتا ہے کہ لا اِلهَ اِلَّا  
اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوبِیْ اِنَّهُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ۔ اور فرماتا ہے کہ میرے بندہ  
پہچان لیا کہ اوسکا ایک مالک ہے جو بخشتا ہے اور سزا دیتا ہے۔ اسکو روایت کیا ہے طیبی  
وعبد الرزاق۔ وسید بن منصور وابن ابی شیبہ واحمد وابن مہدی وعبد بن حمید والبوداؤ۔ وترندی و  
نسائی والبیہقی وابن جریر وابن منذر وابن خزیمہ نے ابی داؤد ابن شاہین نے کتاب السنہ میں اور ابن مردودہ  
وحاکم بیہقی نے اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں را اور ابوبکر ابن ابی داؤد نے۔

۱۱ پاک ہو رہے جسے سزا کیا جاوے لئے اس (سواری) کو اور ہم اسکو تابعدار نہیں بنائے سکتے تھے اور بیشک ہم اپنے  
رب کی طرف لوٹ جائیں گے ۱۲

۱۳ نہیں ہر کوئی مہر و مگر تو پاک ہو۔ مینے اپنے نفس پر ظلم کیا پس میرے گناہ بخش دے کہ سوا سے تیرے اور کوئی گناہ نہیں بخشتا ۱۴



وعطيتك أفضل العطية وأنها تطعم ربنا فتشكر وتغفر ربنا فتغفر وتحبب  
المضطرد وتكشف الضر وتشفى السقيم وتغفر الذنب وتقبل التوبة ولا يحسن الله  
أحد ولا يبلغ مدحك قول قائل وتحشيش بن اصرم في الاستقامة عن عامر بن <sup>ابن</sup> <sup>الزبير</sup> <sup>نضمة</sup>  
أن عليا كان يدعو ربنا وجهك أكرم الوجوه وجاهدك خير الجاه ولا ي دأود والنسابة  
وابن جرير وابن أبي الدنيا والبيهقي في الاسماء والصفات وابن السني في عمل اليوم  
والليلة عن أبي اسحق عن الحارث وأبي ميسرة عن علي قال كان النبي صلى الله عليه  
وآله وسلم يقول عند مضجعه اللهم أني أعوذ بوجهك الكريم وبكلماتك التامة  
من شر ما أنت آخذ بناصيته (الحديث) والآحاد في الصحيحة في الباب كثيرة شهيرة  
عن أهل بيت النبوة والأصحاب (والحق لصواب) وفصل الخطاب في  
الباب المعلوم بأحاديث المعصوم من الكتاب أن الله تعالى من جهة ذاته الآن  
كما كان لا يشتمل زمان ولا يحتمل مكان فانه هو منشئ الزمان ومبدئ المكان  
وانه تعالى كان ولم يكن شيء غيره كما في حديث البخاري في بدء الخلق فخلق نور حبيب  
محمد صلى الله عليه وآله وسلم ثم خلق الماء ثم خلق عرشه على الماء ثم خلق القلم  
فكتب بأمرة مقادير الخلق ثم بعد خمسين الف سنة خلق السموات والارض  
في ستة أيام ثم استوى على العرش استواء يليق بجلاله (قال) الشيخ ابراهيم

فصل في صفات المعصومين والاستقامات والنزول والعروج  
في حديث الأئمة المستكبرين والاستكبار في الحديث

وَعِطِيَّتُكَ أَفْضَلَ الْعِطِيَّةِ وَأَهْنَاهَا أَنْطَلَعُ رُبَّنَا فَتَشْكُرُ وَتَقْصِي رُبَّنَا فَتَغْفِرُ وَتَحْيِي الْمَضْطَرَّ وَتُكْشِفُ الْفَرَقَ وَتُشْفِي السَّقِيمَ وَتَغْفِرُ الذَّنْبَ تَقْبِلُ التَّوْبَةَ  
وَالْيَا حُجْرَتِي يَا لَأَنكَ أَحَدُ دَلَالِيْلِكَ قَوْلُ قَائِلٍ ۛ

اور روایت کیا ہے خنیش بن اصرم نے کتاب الاستقامۃ میں عاصم بن ضمرہ سے کہا اوتھون نے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
یہ دعا پڑھا کرتے تھے ۛ بُنَا وَجْهَكَ اَكْرَمَ الْوُجُوهِ وَجَاهَكَ خَيْرَ الْوُجُوْهِ ۛ

اور روایت کیا ہے ابو داؤد و نسائی و ابن جریر و ابن ابی الدینانے اور بیہقی نے کتاب الاسما والصفات میں ابن السنی نے  
کتاب عمل الیوم واللیلہ میں ابوالحسن سے وہ عمارت و البیسرہ سے وہ دونوں علی کرم اللہ وجہہ سے کہا آپ نے کہ حضرت رسول  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرمائیے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے ۛ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِیْمِ وَبِکَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ  
اَخْذُ بِنَاصِيَّتِهِ اَحَدُیْثٌ ۛ اور اس باب میں اہل بیت نبوت و صحابہ سے احادیث صحیحہ بکثرت مروی ہیں۔

اور حق صواب قول فیصل جو اس بارہ میں بذریعہ احادیث نبویہ کے قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے  
کہ خدا تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ نہ کوئی زمانہ اس کو گھیر سکتا ہے اور نہ کوئی مکان  
پر تھا۔ کیونکہ یہ مسلم ہے کہ زمانہ مکان کا پیدا کرنا وہی ہے اور نیز یہ کہ باری تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی اور چیز نہ تھی  
جیسا کہ صحیح بخاری کے باب بدراخلق میں مذکور ہے ۛ پھر خداوند تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا کیا  
پھر پانی کو پیدا کیا پھر پانی پر اپنا عرش پیدا کیا پھر قلم کو پیدا کیا پھر قلم نے اس کے حکم سے خلاق کی تقدیر میں لکھیں یہ پھر چاس ہزار برس  
کے بعد زمین اور آسمانوں کو چہ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر بیٹھا ایسا بیٹھا جو اس کے جلال کے لائق ہو۔

۱۵ اور تیرا عظیم سب عطیات سے افضل اور زیادہ خوشگوار ہے۔ اسے ہمارے پروردگار تیری اطاعت کیجاتی ہے پس حق قدر والی کڑا ہے  
اور اسی پروردگار تیری نافرمانی کیجاتی ہے پس حق بخش دیتا ہے اور تو تاجا کی دعا قبول کرتا ہے اور مصیبت دور کرتا ہے اور بیمار کو شفا دیتا ہے اور  
گناہ معاف فرماتا ہے اور توبہ قبول کرتا ہے اور تیری نعمتوں کا شکر کوئی نہیں کر سکتا اور کسی کا کلام تیری تعریف کو ادا نہیں کر سکتا ۛ  
۱۶ اسے ہمارے پروردگار تیرا سب مومنوں سے بزرگ اور تیرا مرتبہ تمام مراتب سے اعلیٰ ہے ۛ

۱۷ اسے ہمارے پروردگار میں پناہ لیتا ہوں تیرے وجہ کریم کا اور تیرے کلمات نامہ کا بدی سے ہر چیز کے  
بسکی جوئی تیرے ہاتھ میں ہو ۛ

الكردى المدنى فى رسالته الامر تلخيصا لكلام الشيخ الاشعرى فى كتبه ان الله تعالى  
 من حيث ذاته لا مكان له ولا جهة لغناة الذاتى ولكن له الاطلاق فى القبل فى  
 أى منظر شاء مع بقاء التنزيه بليس كمثله شئ فصم الاستواء على العرش على ظاهره  
بمقتضى التجمل فى منظر يقتضى ذلك وصح ان يكون له جهة فوق لكون العرش  
 اعلى الاجرام من غير منافاة للتنزيه واذا صم الاستواء على ظاهره مع بقاء التنزيه  
 صم النزول كل ليلة الى السماء الدنيا فى الثلث الاخير حتى يطلم الفجر كما تواتر النقل  
 بذلك وكذا اسائر المتشابهات وبالله التوفيق نور الارض والسموات انتهم وله  
 فى كتبه فى هذا كلام كثير فى غاية من التحقيق فمن رآه ان يطلم عليها فعليه ان ينج  
 اليها فهو عز وجل بعد ان خالق الخلق كما قال بحسب اسمه الظاهر ثم استوى على  
 العرش يد بر الامر لكل يوم فى شأن يخلق ويرزق ويعطى ويمنع ويضمر ويرفع  
 ويعز وينزل ويهدى ويضل ويحل ويشفى ويبتلى ويبتلى ويحيى ويميت ويحيى  
 ويميت ويفعل ما يشاء ويحكم ما يريد ويدبر كل امر ولا بى الشيخ وابن بطه عن  
 يونس بن يزيد عن الزهرى عن ابن المسيب عن كعب الاحبار قال قال الله تعالى  
 انا الله فوق عبادى وعرشى فوق خلقى وانا على عرشى اذ برامر عبادى ولا يخفى على  
 شئ فى السماء ولا فى الارض قال الذهبي اسناد صحيح ومن هذا الشأن النزول و  
 أى كل يوم هو فى شأن ١٠

شیخ ابراہیم کرمی مدنی نے اپنے رسالہ الامم من امام اشعری کی کتابوں سے اس کے کلام کا خلاصہ یوں لکھا ہے کہ اللہ  
کو خاص اس کے ذات کے لحاظ سے نہ کوئی مکان ہے اور نہ کوئی جہت ہے۔ کیونکہ اس کی ذات بے نیاز ہے لیکن وہ مختار ہے کہ جس  
منظر میں چاہے ظہور فرماوے باوجود باقی رہنے تشریف کے جو آیت تشریف لیس <sup>۱</sup> کلمہ شے سے ثابت ہوتی ہے۔  
الغرض استوار علی العرش صحیح ہے مگر ہر معنی کے موافق بلحاظ جلوہ فرمائی کے اس منظر میں جو اس کا مقتضی ہے  
اور یہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جہت فوق تصور ہو بدین لحاظ کہ عرش کو جگہ اجرام سے فوقیت حاصل اور یہ تشریف  
منافی نہیں ہے۔

(مخفی نہ رہے کہ جب استوار علی العرش کے معنی باوجود باقی رہنے تشریف کے درست ہو گئے تو اخیر ثلث شب میں طلوع فجر تک  
آسمان دینا کی طرف نازل رہتا ہے صحیح اور ٹھیک ہو گیا چنانچہ اس کی روایتیں بکثرت آئی ہیں باسیطہ تمام مشاہدات (جو  
قرآن مجید وحدیث شریف میں وارد ہیں وہ سب صحیح اور اس کے معنی درست ہیں) اور راہ راست کی ہدایت اللہ کی ہی ہے  
حاصل ہوتی ہے اور نیز شیخ ابراہیم کرمی کے علم کلام کی کتابوں میں بخوبی اس بحث کی تحقیق کی گئی ہے جو جبکہ مزید تحقیق مطلوب ہو  
وہ کتب ہائے موصوفہ کی طرف رجوع کرے۔

پس بعد پیدا کرنے مخلوق کے خداوند عالم اس شان میں ہے جس کو اپنے اسم نظامہ کے موافق بیان فرماتا ہے کہ تم استوی علی العرش  
یہ برالام پس ہر روز وہ چلگا نہ شان میں پیدا کرتا ہے اور رزق دیتا ہے۔ دیتا ہے اور رکھتا ہے لیست کرتا ہے۔ بلند کرتا ہے۔ عزت  
دیتا ذلت دیتا ہے۔ ہدایت کرتا ہے۔ گمراہ کرتا ہے۔ بجا کرتا ہے شفا دیتا ہے مبتلا کرتا ہے۔ بھات دیتا ہے۔ بھوکا رکھتا ہے۔ قوت  
دیتا ہے۔ زندہ کرتا ہے۔ مارتا ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے۔ اور ہر ایک کام کی تدبیر کرتا ہے۔  
اور روایت کیا ہے ابوالشیخ داہن بط نے یونس بن یزید سے وہ زہری سے وہ ابن مسیب سے وہ عبد الجبار سے کہا کہ خداوند  
نے توبت میں فرمایا ہے کہ میں اللہ ہوں میرے بندوں کے اوپر اور میرا عرش میرے مخلوق کے اوپر اور میں اپنے عرش ہوں۔  
بندوں کے کام کی تدبیر کرتا ہوں۔ کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے آسمان میں نہ زمین میں نہ وہی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

۱۵۱ کے مانند کوئی چیز نہیں ہے ۱۲

الخروج ومنه يرفع الايدي في الدعاء الى السماء وقد ورد في تفسير قوله تعالى (عسى ان  
 يعثرك ربك مقاما محمودا) انه تعالى يجلسه صلى الله عليه وآله وسلم معه على العرش  
 وسبيين بسوطا في الشفاعة ومنه تجلي الله تعالى لجيبه عليه السلام ليلة الاسراء  
 والضحك وبسط اليدين بالعطاء كما يشاء ووضع القدم في النار وتجلي التحول لاهل  
 الموقف في صور تختلف وتنكر وتعرف والرؤية في الحكمة كما في صحاح الاخبار وهو  
 تعالى من شان الاحاطة بما خلق كما قال بحسب اسمه الباطن ونحن اقرب اليه من جبل  
 الوريد وقال في سورة الواقعة فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حينئذ تنظرون ونحن  
 اقرب اليه منكروا لكن لا تبصرون وايضا تولوا فتم وجهه الله وذلك لغناه واطلاقه  
 ووسعه ومنه تجليه تعالى لجيبه المصطفى في قوله عليه السلام ونعست في صلاتي  
 حته استثقلت فاذا انا برية تبارك وتعالى في احسن صورة قال فرأيتنه وضع كفه  
 بين كتفي فوجدت بردا ناملا بين ثديي فجعل لي كل شئ وعرفته (الحديث) اخرجته الشيخ  
 وصححه ومحمد بن نصر في كتاب الصلوة والطبراني والحاكم وابن مردويه عن معاذ وعبد  
 الرزاق واسحق وابن حميد والترمذي وحسنه وابن نصر عن ابن عباس والطبراني  
 في السنة وابن مردويه عن جابر بن سمرة وابي رافع وابي هريرة والطبراني في السنة  
 والشيرازي في الالقاب وابن مردويه عن انس وابن نصر والطبراني وابن مردويه

اور نزول و عروج باری تعالیٰ کا اسی شان کے لحاظ سے ہے اور دعا کے وقت ہاتھوں کو آسمان کی طرف اسی طرح بلند کیا جاتا ہے اور آیت شریفہ **عَلَّمَ** کے بعد ایک مقام محمود کی تفسیر کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ باری تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر پہنکا دینگا۔ اس حدیث کو بالتفصیل باب شفاعت میں بیان کیا جاوے گا۔

اور نیز شب موعج میں بھی فرمایا باری تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی شان کے لحاظ سے ہے اور خذہ فرمایا اور دست عطا میں۔ اور (قیامت میں) اپنا قدم و نزع میں رکھنا اور میدان قیامت کے ٹرے ہوئے لوگوں پر مختلف (آشنا و نا آشنا) صورتوں میں تجلی فرماندہ اور خشت میں دو رہنا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔

اور باری تعالیٰ مخلوقات پر محیط رہنے کے لحاظ سے باری شان ہے جسکو وہ بحسب اسم الباطن بیان فرماتا ہے کہ **مَنْ** فرمایا میں جل اور اور **قُلُوبًا** اذا بلغت المحلوم وانتم حیدہ تنظرون و من اقرب الیکم و لکن لا تبصرون اور **فَاِنَّمَا تُولَوتُمُ وَجْهًا لِلَّهِ**۔

**الغرض** یہ سب رشادات اوسکی بے نیاز می اور بی قیدی اور وسعت کے ماحول میں اور اسی شان سے جو تجلی باری تعالیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو چکا ہے بیان فرمایا ہو اور اذ گم گیا میں مانزہن حتیٰ کہ جو جیل ہو گیا میں بس یکا یک میں خدای تعالیٰ کے سامنے ہونے کی حالت پاکیزہ ترین میں ہیں کیا میں نے باری تعالیٰ نے اپنی بہتیلی کو میری شانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ مجھے انجیلوں کی ٹہڈا کہ سینہ میں محسوس ہوئی (جسکے اثر سے) مجھ پر انکشاف ہو گیا اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ ائمہ حدیث اسکو روایت کیا جو ترمذی نے (اور صحیح کہا ہے) اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور طبرانی و حاکم و ابن مردویہ نے معاذ سے۔ اور عبد الرزاق و احمد و ابن حمید نے اور ترمذی نے (اور حسن کہا ہے) اور ابن نصر نے ابن عباس سے اور طبرانی نے کتاب السنہ میں اور ابن مردویہ نے جابر بن سمود البورانفع و ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے کتاب السنہ میں اور سفیر از می نے کتاب الاقاب میں اور ابن مردویہ نے انس سے۔ اور ابن نصر و طبرانی و ابن مردویہ نے

۱۱ شاید کہ تمہارا پروردگار (قیامت کے دن) ہنگام مقام محمود میں پہنچا دے ۱۲۔

۱۲ اور ہم اوسکی شہ رگ سے بھی زیادہ اوس سے قریب ہیں ۱۲

۱۳ ہر کیوں نہیں جہنم جان پہنچے خلق کو اور ہم اسوقت دیکھتے ہو اور ہم اوسکے پاس ہیں تم سے (یہی) زیادہ برتر ہم نہیں دیکھتے ۱۲

۱۴ سو جو طرف تم منہ کرو وہاں متوجہ ہے اللہ ۱۲

عن أبي أمامة الباهلي وأبن نصر والطبراني عن عبد الرحمن بن عابس الحضرمي وثوبان  
 ومنه تجليه عزو علا لبعض أئمة أهل بيته وكبر أئمة في قلوبهم أوفى مناهم  
 وقد ورد بسند صحيح رجاله كلهم ثقات أثبات عند أحمد وعبد بن حميد والترمذي  
 وابن المنذر وأبو الشيخ في العظمة وابن مردويه والبيهقي عن الحسن بن أبي هريرة  
 رفعه والذي نفس محمد بيده لو أنكروا دليلاً أحداً كما جعل إلى الأرض لسفلة لم يطل على  
 الله ثمرراً (هو الأول والأخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم) وقد صح سماع  
 الحسن بن أبي هريرة بالمدنية ولا سمع بن راهويه والبخاري في مسندهما وأبو الشيخ  
 في العظمة وابن مردويه والبيهقي عن أبي ذر رفعاً ما بين السماء والأرض سيقراً خمساً  
 عام إلى قوله ولو حفرتم لأصابعكم ثم دليتموه لوجد الله ثمرة ولا بن مردويه عن العجل  
 بن عبد المطلب رفعاً نحوه وإلى الشائين بحسب الأسماء الإشارة بقراءة الآية فتنياً  
 وتفقه وقد ارشاد الله تعالى إلى معرفة الشائين معاً بقوله في سورة الحديد (ثم  
 استوى على العرش يعلم ما يلج في الأرض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج  
 فيها وهو معكم أينما كنتم والله بما تعملون بصير) وقوله في سورة الانعام (وهو الله  
 في السموات وفي الأرض يعلم سركم وجهركم ويعلم ما تكسبون) قال الشيخ الأكبر في  
 الباب السابع والستين وثلاثمائة من الفتوحات أمكته قال الله تعالى ليس كمثله شيء

ابو امامہ باہلی سے۔ اور ابن نصر طبرانی نے عبد الرحمن بن عابس حضرمی و ثوبان سے۔

اور نیز اسی شان سے جو بخلی باری تعالیٰ کی بعض اہل بیت و کلمای امت کے دلوں پر (حالت بیداری میں) ویاخواب میں اور روایت کیا ہو بسند صحیح احمد و حمید بن حمید و ترمذی عابس المذہبی نے اور ابو الشیخ نے کتاب العقلمہ میں اور ابن مہدی و بیہقی نے سنن بصری سے وہ ابو ہریرہ سے مرفوعاً دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ (قسم ہواوسنات کی جسکے ہاتھ میں محمد کی جان ہو اگر تم اپنے میں سے کسی شخص کو رس سے باغہ کر ساتوین زمین تک لٹکا دو تو وہ خدا پر کرے گا پھر اپنے بڑا "ہو الاول و الآخر و الظاہر و الباطن و ہو کل شیء علیکم اسکے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اور یہ ثابت ہے کہ جس بصری نے مدینہ منورہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی ہو۔

اور روایت کیا ہو اسحق بن راہویہ و ہزار نے اپنی مسندوں میں اور ابو الشیخ نے کتاب العقلمہ میں اور ابن مردودہ و بیہقی نے ابو ذر سے مرفوعاً کہ آسمان و زمین کے درمیان پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہو تا آنکہ فرمایا کہ اگر تم زمین کو دو کر کسی شخص کو لٹکا دو تو وہ اسی جگہ خدا کو پا دے گا۔ اور روایت کیا ہے ابن مردودہ نے عباس بن عبد المطلب سے مثل اسکے۔ اور آنحضرت نے آیت شریفہ جو پڑھی ہے اوس سے ان دونوں شانوں کی طرف اشارہ ہے جو دونوں اسمائے معنی الظاہر و الباطن سے منطبق ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے (قرآن مجید میں ایک ساتھ) ان ہر دو شانوں کی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ سورہ حدید میں فرمایا ہے "ثم استوی علی العرش لعلیم ما یلی فی الارض و ما یخرج منها و ما یزول من السماء و ما یخرج فیما و ہو حکم الہی کنتم و انکم تاعلمون بصیر" اور سورہ النام میں فرمایا ہے "وہو اللہ فی السموات و فی الارض لعلیم لکم و لعلیم ما تکسبون" شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۲ میں بیان کیا ہے "فرمایا خداوند تعالیٰ نے یس کتلمہ شے اس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے"

۱۵ وہ ہی پہلا اور پہلا اور باہر اور اندر اور وہ سب چیز خاتما ہے ۱۲

۱۶ ہر عرش (زمین) پر بیجا جو چیز زمین میں داخل ہوتی جیسے پانی اور برف اور دوسے وغیرہ اور جو چیز زمین سے باہر آتی جیسے دھواں اور جو چیز آسمان (جیسے غبار وغیرہ) اور جو چیز آسمان کی طرف جڑتی جیسے بخارات اور بجلیاں عمل وغیرہ وہ سب کچھ جانتا ہو اور لوگ کہیں بھی ہو وہ جانتا ہو سارا ۱۷ اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو اللہ اسکو دیکھ رہا ہو ۱۸ اور کیا (آسمان زمین اور کیا) زمین میں وہی ہو اللہ عبادت کے لائق جو کچھ چاہا کرتے ہو (وہ) اور جو کچھ بگاڑ کر کتے ہو (وہ) اسکو سب معلوم ہو اور جو کچھ تم کرتے وہ بھی سب اسکو معلوم ہے ۱۹



فوصف نفسه بأمر لا ينبغي أن يكون ذلك الوصف إلا لله تعالى وهو قوله وهو معكم  
 أينما كنتم فهو تعالى معنا أينما كنا في حال نزوله إلى السماء الدنيا في الثلث الباقي من  
 الليل في حال كونه استوى على العرش في حال كونه في العضا في حال كونه في الأرض  
 في السماء في حال كونه أقرب إلى الإنسان من جبل الوريد منه وهذه نعوت لا يمكن  
 أن يوصف بها إلا هو فما نقل الله عبدا من مكان إلى مكان ليراه بل يراه من آياته التي غابت  
 عنه قال الله تعالى سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام إلى المسجد  
 الأقصى الذي باركنا حوله لنريه من أيننا إلى آخر ما ذكره ابن عساکر عن علي قال قال  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا تجزوا عن الدعا فإن الله تعالى أنزل على أذن  
 استجب لكم فقال رجل يا رسول الله ربنا يسمع الدعاء أم كيف ذلك فانزل الله <sup>سألك</sup> رواذا  
 عبادي عني فاني قريب الآية أي فضلا عن أن يقال يسمع الدعاء أم كيف مع كونه استوا  
 على العرش ولابن مردويه عن أنس قال سأل أعرابي رسول الله صلى الله عليه وآله  
 وآله وسلم أين ربنا قال في السماء على عرشه ثم تلا (الرحمن على العرش استوى) وأنزل الله  
 (وإذا سألك عبادي عني فاني قريب) الآية أي له الشانان جميعا ولابن جرير والبتلي  
 في معجمه وابن أبي حاتم وابن أبي الشيث وابن مردويه عن الصلت بن حكيم بن معاوية  
 ابن حيدة القشيري عن أبيه عن جده قال جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وآله <sup>فل</sup>

پس جناب باری نے اپنی ذات پاک کی ایسی چھ تہ توصیف کی ہے جو اوستے کے سوائے اور کسی کو حاصل نہیں  
چنانچہ فرمایا ہے کہ۔ وہو معکم ایہنا کنتم۔ یعنی اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں بھی رہو۔ پس  
جناب باری ہمارے ساتھ ہے ہم کہیں بھی ہوں یعنی اس حالت میں بھی جبکہ وہ شب کے اختیلا میں  
آسمان دنیا کے طرف نازل ہوتا ہے اور اس حالت میں بھی کہ وہ عرش پر جلوہ فرما ہے اور اس حالت میں بھی  
کہ وہ عمامین ہے اور اس حالت میں بھی کہ وہ زمین و آسمان میں ہے اور اس حالت میں بھی کہ وہ شہرگ  
سے بھی زیادہ انسان کے قریب ہے۔ اور یہ ایسے صفات ہیں کہ جن سے ذات باری تعالیٰ کے سوائے  
اور کوئی متصف نہیں ہو سکتا۔ اس لئے خداوند تعالیٰ نے کسی بندہ کو ایک جا سے دوسری جا پر  
اپنے دیکھنے کے لئے منتقل نہیں کیا بلکہ اس کو اپنی آیات دکھانا مقصود ہے جو اس سے غائب ہیں  
چنانچہ ارشاد فرمایا ہے کہ سبحان الذی اسرے بعبدہ لیلا من السجد الحرام لیسجد الاقصی الذی  
بارکنا حولہ لئلا یزید من آیاتنا۔ الخ۔

اور روایت کیا ہے ابن عساکر نے علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ (اے لوگو) دعا کرنے سے عاجز مت ہو کیونکہ خدا کے تعالے نے مجھے نازل فرمایا ہے۔ ادعونی استجب لکم پس حاضرین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارا پروردگار دعا کو نسا ہے یا کیا (اوسیوقت) یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ واذا سالک عباد سے معنی فانی قریب الآیہ۔ جس سے یہ مراد ہے کہ جناب باری کے تحت یہ سوال بجا ہے خود نہیں ہے باوجود اسکے کہ وہ عرش پر جلوہ فرما ہے اور روایت کیا ہے ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمارا پروردگار کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آسمانیں اپنے عرش پر (جلوہ فرما) ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بیت پڑھی الرحمن علی العرش استوی اور (اوسیوقت) خداوند تعالیٰ نے یہ بیت نازل فرمائی۔ واذا سالک عباد معنی فانی قریب الآیہ۔ جسکی مجموعی حالت سے یہ ثابت ہوتا کہ اسکے کو ہر دو شان میں اور روایت کیا ہے ابن جریر اور بخاری نے اپنی مجموعین اور ابی ابن حاتم و ابوالشیخ و ابن مردویہ نے صلت بن حکم سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے باپ معاویہ بن جبہ کشمیری سے کہا اوہوں نے کہ ایک شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا

[illegible]

فقال يا رسول الله اقرب ربنا فتناجيه امر بعيد فتناديه فسكت النبي صلى الله عليه  
وآله وسلم فانزل الله (واذا سألك عبادي عني فاني قريب) الآية (والحديث) وفي  
ابن عينة في تفسيره وعبد الله بن احمد في زوائد الزهد عن سفيان عن أبي قال قال  
يا رسول الله اقرب ربنا فتناجيه امر بعيد فتناديه فانزل الله تعالى (واذا سألك عبادي  
عني فاني قريب) الآية وكان ابن المنذر عن ابن جريج قال قال المسلمون اقرب ربنا فتناجيه  
امر بعيد فتناديه فانزلت فليستجيبوا لي طيعوني ولا تستجابه هي الطاعة وليؤمنوا بي  
ليعلموا اني قريب اجيب دعوة الداعي اذا دعاني ولعبد الرزاق وابن جرير عن الحسن  
قال اصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان ربنا فانزل الله (واذا سألك عبادي  
عني فاني قريب) الآية ولعبد بن حميد وابن المنذر عن عبد الله بن عبيد التابعي الجليل  
قال لما نزلت هذه الآية ادعوني استجب لكم قالوا كيف لنا بان نلقاه حتى ندعوه فانزل  
الله (واذا سألك عبادي عني فاني قريب) الآية فقالوا لصدق ربنا وهو بكل مكان ولا يبر  
ابن شيبه واحمد والبخاري ومسلم وابو داود والترمذي والنسائي وابن ماجه وابن مرد  
والبيهقي في الاسماء والصفات عن ابي موسى الاشعري قال كنا مع رسول الله صلى الله  
عليه وآله وسلم في غزاة فحملنا الانصاع لشرفا ولا نخط واديا الارفعنا اصواتنا  
بالتكبير قد نامنا فقال يا ايها الناس ارجعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم ولا غاف

اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یا ہمارا پروردگار! ہم سے (قریب سے) کہ ہم اوس سے آہستہ مناجات کریں دیا دوسرے کہ یہ آواز نہ کریں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنوز جواب نہ دیا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی  
وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ - آلائیہ والحدیث۔

افرو وایکیتا ہے سفیان بن عیینہ نے اپنی تفسیر میں اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد النبیین سفیان سے وہ ابی سہ سے کہا اوہنوں نے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا خدا ہم سے قریب ہے کہ ہم اوس سے آہستہ دعا کریں دیا دوسرے کہ چلا کر کہیں (اوس وقت) خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی واذاتاک  
عبادی عنی فانی قریب - الآئیہ۔

اور روایت کیا ہے ابن منذر نے ابن جریر سے کہ صحابہ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا کہ یا ہمارا پروردگار! ہم سے قریب ہے کہ ہم اوس سے آہستہ دعا کریں دیا دوسرے کہ جاؤ ازدا دین۔ پس (اوس وقت) یہ آیت نازل ہوئی کہ وظلیتجیالی و لیونوالی۔ پس چاہئے کہ میرا حکم میں کیونکہ استجاب کے معنی اطاعت کے ہیں۔ اور چاہئے کہ جمہیر یقین لا دین۔ یعنی جان لین کہ میں قریب ہوں۔ جب کوئی دعا کرے تو الایجبے مانگے تو اوسکے دعا کو قبول کرے یا ہوں۔

اور روایت کیا ہے عبد الزراق و ابن جریر نے حسن سے کہا کہ صحابہ نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا کہ ہمارا پروردگار کہاں ہے۔ پس خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ واذاتاک  
عبادی عنی فانی قریب - الآئیہ۔ اور وایکیتا ہے عبد بن حمید و ابن منذر نے تابعی جلیل عبد اللہ بن جابر سے کہا اوہنوں نے جبکہ آیت ادعونی استجب لکم نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہکو یہ امر کس طرح میرے ہکا کہ ہم خدا سے طین جو دعا کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت واذاتاک عبادی عنی فانی قریب - الآئیہ نازل فرمائی۔ سواون (سوال کر نیوالے) لوگوں نے کہا کہ اسے پروردگار نے سچ فرمایا اور وہ ہر جگہ (جلوہ فرما) ہے

اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ و احمد و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابن ہبشہ و برقی نے کتاب الاسماء و الصفات میں ابو موسیٰ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہان میں سو ہم کبھی بلدیں چرتے باپتی میں آتے تھے تو آواز بلند کیے کرتے تھے۔ سو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے قریب تھے اور فرمایا کہ لو جی جان پھر تیری قسمی یا دعا کر کہ میں

انما تدعون سميعا بصيرا ان الذي تدعون اقرب الى احدكم من عنق راحلته ولان  
ابن شيبه عن عبد الله بن شعيب قال صليت الى جنب سعيد بن المسيب فرفعت صوتي  
بالدعاء فانتهرني وقال ظننت ان الله ليس بقريب منك وللخاري ومسلم والنسائي  
والترمذي وابن ماجه عن ابى هريرة رفعه يقول الله تعالى انا عند ظن عبدي بي  
وانا معه اذا ذكرني (الحديث) ورواه احمد عن انس وفيه اذا دعاني ولسفيان  
فوكيع وعبد الرزاق وابن ابى شيبه في مصنفه واحمد في الزهد وابى نعيم والبيهقي  
في الشعب بسند صحيح عن كعب قال قال موسى اي رب اقرب انت فانا جيك ام بعيد  
فانا ذك قال يا موسى انا جليس من ذكرني ونحوه لابن الشيم في الثواب عن عبد الله بن عمر  
والدينوري في المماليك عن عبيدة والدليل عن ثوبان رفعه بزيادة ومن ثم تسبيح ملك  
الا عظم احد حملة العرش المعظم سبحانه اين كنت واين تكون حتى لا يظن ولا يتوهم  
لذات الله تعالى التقيد بمكان معين فقد قال ابو يعلى في مسنده ناعمر والتاقرنا لسنن  
بن منصورنا اسرائيل عن معاوية بن اسحق عن سعيد المقبري عن ابى هريرة قال قال  
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذن لي ان احدث عن ملك قد مرقت رجلا الارض  
السابعة والعرش على منكبه وهو يقول سبحانه اين كنت واين تكون وسنده صحيح على  
شرط الائمة الستة خلا معاوية فاخرج له البخاري مقرونا بغيره او بوداؤ في القدر

رواه الطبراني في المعجم  
عن ابن جعفر والنسائي  
في التوحيد وصح  
ابن ماجه والبخاري  
ابن ماجه في الترمذي  
المعظم عليه وآله  
السلام وفي ذلك  
كل استدراك على شيخ  
الفتنة الا في مشربة  
حيث جعله كله كتابا

بلکہ جسکو تم بچا رہے ہو وہ دیکھنے والا اور سننے والا ہے وہ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اسکی اونٹ لگی گھونچ رہا ہے اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ عبد اللہ بن شعیب کے کہاکہ میں نے سعید بن مسیب کے بازو میں نماز پڑھی اور باؤا زبند دعا کی۔ پس انہوں نے مجھکو جھڑکا اور کہا کہ شاید مجھکو یہ گمان ہے کہ اللہ جل شانہ میرے نزدیک نہیں ہے۔ اور روایت کیا ہے بخاری و مسلم و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ لگا کر کہتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جبکہ وہ مجھے یاد کرے۔ التحدیث۔ روایت کیا ہے احمد نے انسؓ سے مثل اس کے حسین اذا ذکرنی کے جاپرا ذاعانی ہو۔ اور روایت کیا ہے سفیان نے۔ اور اوکی جہت سے وکیع نے۔ اور عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ دونوں نے اپنے اپنے مصنف میں۔ اور احمد نے کتاب الزہد میں۔ اور ابو نعیم نے۔ اور سیہقی نے شعب الایمان میں بلند صبح کہتے ہیں۔ کہا او محضوں نے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الہی آیا تو قریب ہے کہ میں تجھ سے آہستہ مناجاست کروں۔ و یا بعید ہے کہ باؤا زبند اگر وہاں تو ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ میں اپنے یاد کرنے والے کا ہمتیں ہوں۔

اور روایت کیا ہے ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں عبد اللہ بن عمرؓ سے۔ اور دینوری نے کتاب الجہاد میں عبیدہ سے مثل اس کے اور ویلی نے ثوبانؓ سے مرفوعاً کہ یقیناً ذاتی کے ساتھ۔ اور حاملین عرش ہیں فرشتہ اعظم کی تسبیح (سجائک ابن کنت و ابن تکون) بھی اسی لحاظ سے ہے۔ جس سے مکان مسین میں ہونیکا گمان یا وہم ذات الہی کے متعلق نہیں ہو سکتا۔ کہا ابو یعلیٰ نے اپنی سند میں کہ روایت کیا ہے ہمکو اسرائیلؓ نے معاویہ بن اسحقؓ سے وہ سعید مقبری سے وہ ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تمہارے عبادت دیگئی ہے کہ تم سے) ایک فرشتہ کا حال بیان کروں جس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین سے نیچے کھلے ہوئے ہیں اور عرش اس کے کندھے پر ہے اور وہ کہنا ہے سجائک ابن کنت و ابن تکون۔ اسکی سند شرط ائمہ صحاح ستہ کے موافق صحیح ہے سولے معاویہ کے روایت کیا ہے ابن بخاری (جسکو دوسرا روایت بھی روایت کیا ہوا) اور ابو داؤد نے کتاب التذہیب

والنسائي وابن ماجة وحدث عنه شعبة ولا يحدث الا عن ثقة عند جماعة و  
قال ابو حاتم لا بأس به وثقه احمد والنسائي وابن حبان فقيلاً ابى زرعة وحدثه شيخ  
واه ولعله لمثل هذا الحديث عليل غير حجة فحدثه وحدثه حجة وقد عزاه السيوطي  
في الدار المنثور لابى يعلى وابن مردويه بسند صحيح مع ان له شواهد هو بها متصلاً  
فلطبراني في الكبير وابى نعيم في الحلية عن ابن عباس رفعاً ان الله عز وجل لما خلق  
السموات السبع والارضين بلقمة واحدة لفعل تسبيحه سبحانك حيث كنت  
وللطبراني في الاوسط عن اشرف اذن لي ان احدث عن ملك من حملة العرش رجلاه  
في الارض السابعة السفلى على قرنه العرش ومن شجرة اذنه وعاتقه خفقان  
سبعائة عام يقول ذلك الملك سبحانك حيث كنت وللخطيب في المتفق والمفروق  
عن ابن عمر نحوه وفيه ابو معشر المديني ولكنه متعاضد بالشواهد وفيه ما بين عاتقه  
الى شجرة اذنه سبعائة سنة وسبحانك حيث ما كنت فليتنظروا ليعين وليتدبر في  
معاني سبحانك اين كنت واين تكون وسبحانك حيثما كنت وسبحانك حيث كنت  
مطابقة بالآيات المتلوات ونحوها وللبخاري ومسلم والنسائي والبيهقي في الاسماء  
والصفات عن اشرف رفعاً ان احداكم اذا قام في صلاته فانه ينادي ربنا ربنا ربنا  
بين القبلة فلا يزدق احداكم قبل قبلته ولكن عن يساره او تحت قدمه ولموسى بن

اور نسائی وابن ماجہ نے اور شعبہ نے اونٹنی روایت کی ہے اور شعبہ اوسى سے روایت کرتے ہیں جو اونکے نزدیک ثقہ ہو اور سوائے شعبہ کے اونٹنی اور ایک جماعت نے ہی روایت کیا ہے اور ابو حاتم نے اونکی نسبت کہا ہے کہ اونہیں کوئی خطر نہیں ہے اور احمد و نسائی وابن حبان نے اونکو ثقہ کہا ہے پس صرف ابو زر عہ کا اونکو شیخ و اہی کہنا علیل ہے دلیل نہیں ہو سکتا۔ پس صرف معاویہ کی حدیث مقبول ہے۔ اور شاید کہ ایسے مضمون کی حدیثوں کی روایت کی وجہ سے ہی اونہوں نے یہ کہا ہے اور اس حدیث کو سیوطی نے دشور میں پسند صحیح ابو یعلیٰ وابن مردودہ کی طرف نسبت کیا ہے۔ اسکے علاوہ اسکے شواہد بھی ہیں جن سے اوسکو قوت ہوتی ہے۔ چنانچہ روایت کیا ہے طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابونعیم نے حلیہ میں ابن عباس سے مرفوعاً۔ کہ خداے تعالیٰ کا ایک ایسا فرشتہ یہی ہے کہ اگر اوسکو حکم ہو تو ساتون آسمان وزمین کو ایک لقمہ کر جائے۔ اوسکی بیچ سجا تک حیث کنت ہے۔ اور روایت کیا ہے طبرانی نے معجم اوسط میں انس رضی سے کہ جبکو حکم دیا گیا ہے کہ حاملین عرش میں سے ایک فرشتہ کا حال (تم سے) بیان کروں کہ اوسکے پاؤں ساتوین زمین میں ہیں۔ اور عرش معلیٰ اوسکی سینگ پر ہے اوسکے کان کی ٹو سے کامد ہے تک سات سو برس کی راہ کا فاصلہ ہے۔ اوسکا وظیفہ سجا تک حیث کنت ہے۔

اور روایت کیا ہے خطیب نے کتاب المتفق والمفروق میں ابن عمر سے یہ تبدل بعض الفاظ۔ جسکے راویونہیں ابومعشر و فی ہی ہیں (جو ضعیف ہیں) لیکن دوسری جمیع روایتوں کا اوسکو قوت حاصل ہوتی ہے پس غور کرنا چاہئے کہ سجا تک این کنت و این کمون و سجا تک حیث کنت و سجا تک کمون کو آیات مذکورہ وغیرہ سے کس قدر مطابقت اور مناسبت ہے۔

اور روایت کیا ہے بخاری و مسلم و نسائی نے اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں انس سے مرفوعاً (یعنے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ تو وہ (اوسوقت) اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے اور بار بار تعالیٰ اوسکے اور قبلہ درمیان رہتا ہے (تسبیح کہ نمازی) (اوسوقت) قبلہ کی جانب نہ ہو کے بلکہ (اگر ضرورت ہو تو) بائیں جانب دیا قدم کے نیچے ہو



عقبة قاتل جريم فالخاري ومسلم والحاكم فالبهي عن ابن عمر رفعاً إذا كان أحداً لم  
يصله فلا يصوب قبل وجهه فإن الله قبل وجهه إذا صلى ولا ابن ماجة عن أبي وائل  
شقيق بن سلمة عن حذيفة أنه رأى شيب بن ربي بزق بين يديه فقال يا شيب  
لا تبرق بين يديك فإن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان ينهى عن ذلك و  
قال إن الرجل إذا قام يصلي أقبل الله عليه بوجهه حتى ينقلب أو يحدث حدث سوء  
ولا بن خزيمة في التوحيد عن شقيق قال كنا عند حذيفة فقام شيب بن ربي فصله  
فبصق بين يديه فقال له حذيفة يا شيب لا تبصق بين يديك ولا عن يمينك عن  
يمينك كاتب الحسنات ولكن عن يسارك أو من ورائك فإن العبد إذا توضأ فاحسن  
الوضوء ثم قام إلى الصلوة أقبل الله عليه بوجهه فينجيه فلا ينصرف عنه حتى ينصرف أو يحدث حدث  
سوء ومعنى الأحاديث أن الله تعالى قبل وجه العبد بينه وبين القبلة إذا صلى بأقل  
سجاتي لا يغنيه بل يبقية وينجيه ويرعيه ويحويه لكونه ينجيه فهو يقبل عليه بوجهه  
فينجيه فلا يبرق قبل وجهه الخصوص منه تعالى بأعظم شرف في هذا الوقت  
الخاص وإن كان تعالى باطناً كما يليق بالحضرة في كل جهة ومكان سبحانه ما أعظم  
شانه ولجسانه كنور الشمس على تزيه بلا تشبيه والله المثل الأعلى وقد قال الله  
(الله نور السموات والأرض) الآية وورد نوراً في آراء من أساء الحسنات النور وقد ورد

له  
وذلك المتعلق بالعارف  
الخاص في هذه السجدة  
حيث قال في بعض النسخ  
عن حذيفة بن اليمان  
سألت النبي صلى الله عليه وآله  
عن نور السموات والأرض  
فأجابني فقال هو الله

اور روایت کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے پیر (او کی جیت سے) ابن جریج نے پیر (او کی جیت سے) بخاری اور  
 مسلم نے اور حاکم نے پیر (او کی جیت سے) بیہقی نے۔ ابن عمر سے مرفوعاً۔ کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز  
 پڑھتا ہو تو اپنے روبرو نہ ہو کے کیونکہ نماز کے وقت اللہ جل شانہ روبرو ہوتا ہے۔  
 اور روایت کیا ہے ابن ماجہ نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے کہ حدیث نے شبث بن ربعی کو (نماز کی وقت  
 روبرو ہو کئے ہوئے دیکھا پس کہا اے شبث اپنے روبرو مت ہو کا کرو کیونکہ حضرت رسول اللہ صلی  
 علیہ وآلہ وسلم اس سے منع فرماتے تھے اور فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو خدا  
 تعالیٰ اپنے وجہ کریم سے اس کے مقابل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شخص فارغ ہو جاوے یا کوئی بُرا کام کرے  
 اور روایت کیا ہے ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں شقیق سے کہا اوہوں نے کہ ہم (چند لوگ) حدیث  
 حدیفہ کے پاس تھے پس شبث بن ربعی نے نماز پر ہنی شروع کی اور نماز میں اپنی روبرو ہو کا۔ تو حدیفہ  
 نے فرمایا کہ اے شبث نہ اپنے سامنے ہو کا کرو نہ سیدھی جانب کیونکہ سیدھی جانب نیکو نما لکھنے  
 والا فرشتہ ہوتا ہے بلکہ اپنی بائیں جانب دیا پیچھے ہو کنا چاہئے۔ اس لئے کہ بندہ جبکہ اچھی طرح منو  
 کر کر نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو اللہ جل شانہ اس کے طرف اپنے وجہ کریم سے مقابل ہوتا ہے اور اس  
 مناجات کرتا ہے پس رُخ ہنیں پیرتا ہے یہاں تک کہ بندہ فارغ ہو جاوے یا کوئی بُرا کام کرے۔  
 الغرض ان احادیث کے معنی یہ ہیں کہ بندہ جبکہ نماز پڑھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے اور قبلہ کے  
 درمیان متوجہ برہمت ہوتا ہے (نہ بظلمت چونکہ) او کو فنا ہنیں کرتا ہے بلکہ باقی رکھتا ہے اور  
 نجات دیتا ہے رعایت و حمایت کرتا ہے کیونکہ بندہ (اوس وقت) مناجات کرتا ہے تو خدا تعالیٰ ہی اپنی  
 وجہ کریم سے اس کے طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس لئے اوس وقت خاص میں وہ  
 ہرگز نہیں ہو کنا چاہئے اگرچہ جناب باری تعالیٰ باطناً ہر طرف اور ہر مکان میں ہے جیسا کہ اسکی شان کے  
 لائق ہے۔ مثل نور آفتاب کے بہ تنزیہ بلا تشبیہ سبحانہ ما اعظم شانہ و احسانہ۔ اور فرمایا خدا تعالیٰ نے  
 اللہ نور السموات والارض الایہ۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ نور ہی میں او کو کھڑے  
 دیکھوں اور اس حسنہ میں النور ہی ہے۔

أيضاً اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد فأكثروا له عارواه احمد ومسلم و  
ابوداود والنسائي وابويعلی عن ابی هريرة وورد اقرب ما يكون الرب من العبد في جوف  
الليل الاخر فان استطعت ان تكون من يدكر الله في تلك الساعة فكن اخبره التوبة  
والنسائي والحاكم عن عمرو بن عبسة وآلان مردويه والبيهقي في الشعب عن عباد بن  
الصامت رفعاً ان من افضل ايمان المرء ان يعلم ان الله معه حيث كان والطبراني في الكبير  
والاوسط عنه رفعه ان افضل الايمان ان تعلم ان الله معك حيث ما كنت وهذا الذي  
ذكرنا حجة وسط لم يسه حجة غلط فانه اعمال لللائل الطرفين واشغال بمسائل الشرف  
والخير كله في الاعمال والاشغال دون الاهمال والاغفال والتأويل لاحد النصين في  
الطرفين من غير دليل عليل ليس عليه تعويل فانه تعليل وتعطيل للظاهر كما هو ظاهر  
لا تعميل وليس احدهما في هذا ابا ولي من الاخر قد بر وتبصر (فائق) الى الجمع بين النصين  
على الخلوص عائدة قال ابن القيم تامل خطاب القران تجد ملكا له املك كله وله العبد  
كله ازمة الامور كلها بيده ومصداقها امنه وموردها اليه مستويا على العرش لا يخفى  
عليه خافية من اقطار ملكة عالمها في نفوس عبده مطلعاً على اسرارهم وعلايتهم  
منفرد ابتداء الملكة لسمع ويرى ويعطي ويمنع ويشيب ويعاقب ويكرم ويهين و  
يخلق ويرزق ويميت ويحيي ويقدر ويقضي ويبدل الامور نازلة من عند دقيقها

اور نیز وارد ہوا ہے کہ بندہ اپنے رب سے حالت سجد میں قریب و نزدیک تر ہوگا (اس حالت میں)  
 زیادہ دعا کروا سکوا اور سلم اور ابو داؤد اور نسائی اور ابویعلیٰ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا  
 اور وارد ہوا ہے کہ رب اپنے بندے سے خیرات میں قریب و نزدیک تر ہوتا ہے اگر تجھ میں اللہ کے ذاکرین  
 میں سے ہونگی اس وقت میں طاقت ہے تو ہو اسکو ترندی اور نسائی اور حاکم نے عمرو بن عبسہ سے روایت  
 کیا اور ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں عبادۃ بن الصامت سے مرفوعاً روایت کیا کہ آدمی کا  
 یہ جانا کہ اللہ ہر جگہ میرے ہمراہ ہے افضل ایمان میں سے ہے طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں عبادۃ بن  
 الصامت سے مرفوعاً روایت کیا کہ تیرا یہ جانا کہ جہان میں ہوں اللہ میرے ہمراہ ہی افضل ایمان ہے یہ جو  
 ہنسنے ذکر کیا طریق متوسط خالی از غلط ہے اسلئے کہ اس میں طرفین کے دلائل پر عمل درآمد اور ہر دو خواہ  
 کے مسائل میں مشغولی حاصل ہوتی ہے اور کامل پہلا فی مشغول ہونے اور غسل کرنے میں ہی نہ غافل  
 رہنے اور ترک کرنے میں۔ اور دو آیت یا حدیث جو دو طرف میں ہیں ادنیٰ سے ایک کی تاویل کرنے  
 بغیر دلیل کے ضعیف ہے اور سہرا اعتماد نہیں ہے اسلئے کہ یہ ضعیف کر دینا اور ظاہر کو اسکی اصلیت  
 پھیر دینا اور بیکار بنانا ہے نہ اس پر عمل کرنا اور دونوں میں سے ایک کو دوسرے پر اس بارہ میں کوئی  
 مزیت نہیں ہے خوب سمجھو اور دیکھو **فائدہ** خلوص کے ساتھ تمام نصوص کو جمع کرنے کے طرف  
 توجہ دلانے والا ابن قیم نے لکھا کہ قرآن کے خطاب میں تامل کرو ابیسا شاہ عالم پناہ تجھکو معلوم ہوگا  
 کہ تمام ملک اوسیکا ہے اور تمامی مدائح اوسیکے لئے ہیں تمام کاموں کی باگین اوسیکے دست قدرت  
 میں ہیں اور اوسکا شروع اوسکی اور اوسکی ہی رجوع طرف ہے۔ اوسکا مقام عرش ہے اوسپر کوئی  
 چیز اوسکے سلطنت کے حصوں کی پوشیدہ نہیں بندوں کے دلوں کا حال جانتا ہے اوسکی ظاہر و باطن  
 سے خبردار ہے تدبیر سلطنت میں اکیلا بلا شرکت ہی سنتا اور دیکھتا ہے دیتا اور روکتا ہے تو  
 دیتا اور صواب کرتا ہے اکرام کرتا اور ذلیل کرتا ہے پیدا کرتا اور رزق دیتا ہے مارتا اور زندہ  
 کرتا ہی اپنے مخلوق پر ہر طرح کے حال کا اندازہ پھیرتا ہے اور حکم جاری کرتا ہے سب چھوٹے  
 بڑے کام اوسیکے طرف سے اوڑتے ہیں۔

مرفوعاً  
 ابو ہریرہ  
 علیہ السلام  
 روایت کیا

مرفوعاً

وجليلها صالحة اليه لا تتحرك ذرة الا باذنه ولا تسقط من ورقة الا بعلمه  
 فتأمل كيف تجلّ يثني على نفسه ويحمد نفسه ويحمد نفسه ويتصم عبادته ويذلهم  
 على ما فيه سعادتهم وفلاحهم ويرغبهم فيه ويحذرهم ما فيه هلاكهم ويتعرف اليهم  
 باسمائه وصفاته ويحبب اليهم نعمه والائنة يذكّرهم بنعمه عليهم ويأمرهم بما يستوجبون  
 به تمامها ويحذرهم من نقمه ويدكرهم باعدلهم من الكرامة ان اطاعوه وباعدلهم من العقوبة  
 ان عصوه ويخبرهم بنعمه في اوليائه واعلائه وكيف كانت عاقبة هؤلاء وهؤلاء ويثني على  
 اوليائه بصالح اعمالهم واحسن اوصافهم ويدلهم على ما يسيء اعمالهم فيقيم صفاتهم ويضرب  
 الامثال وينوع الادلة والبراهين ويحبب عن شبه اعدائه احسن الاجوبة ويصدّق الصادق  
 ويكذب الكاذب ويقول الحق ويهدي السبيل ويدعو الى دار السلام ويدكر اوصافها وحسنها  
 ونعيمها ويحذر من دار البوار ويدكر عذابها وقبحها والامها ويدكر عبادته فقرهم اليه وشغل  
 حاجتهم اليه من كل وجه وانهم لا غنى لهم عنه طرفة عين ويدكر غناه عنهم وعن جميع المخلوقين  
 وانه الغنى بنفسه عن كل ما سواه وكل ما سواه فقير اليه بنفسه وانه لا ينال احد ذرة من الخيرات  
 فما فوقها الا بفضلها ورحمته ولا ذرة من الشرف ما فوقها الا بعزله وحكمته وتشهد من خطاب  
 عتابه لاجابة اللطف عتاب وانه مع ذلك مقيل عثراتهم وغافل لاتهم ومقيل اعداءهم  
 ومصلح فسادهم والرافع عنهم والحامي عنهم والناصر لهم والكفيل بمصالحهم والمنجي لهم

۲  
ریخت

اور اوس کی طرف چڑھنے ہیں۔ آیات ذرہ بغیر اوس کے اذن کے نہیں ہوتا ہے اور ایک پتا بغیر اوس کی علم کے نہیں گرتا ہے تو تامل کر تو اوس کو یاد دیکھا کہ کس طرح اپنے ذات پاک کی ثنا اور تجید اور مدح کرتا اور اپنے بندوں کے خیر خواہی کرتا ہے کہ حسین اوس کی سعادت اور فلاح ہے وہ اوس کو بتاتا ہے اور اوس کی طرف اوس کو رغبت دلاتا ہے اور جس میں اوس کی ہلاکی اور خرابی ہے اوس سے اوس کو ڈراتا ہے اور اپنے اسما و صفات کو بتلا کر اپنی ذات سے اوس کو شناسا کرتا ہے اپنے لغتوں کے اظہار سے اور اپنے انعامات یا دوا لاکھ اوس کو ایسے کاموں کا حکم کرتا ہے جنکے وجہ سے کامل انعام پانے کے مستحق ہو جائیں۔ اور اپنے عذابوں اور اوس کو ڈراتا ہے اور جو درجات عالیہ اپنی اطاعت پر اوس کے لئے مقرر کئے ہیں اوس کو بیان کرتا ہے اور جو عذاب و تکالیف اپنی معصیت اور نافرمانی پر اوس کے لئے بھرا رکھے ہیں اوس کی خبر دیتا ہے اور اپنی اولیا اور اعدا کے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے اور جو کچھ اوس کا مال کار ہوا ہے اوس سے آگاہ اور خیردار کرتا ہے اور بسبب اعمال صالحہ اور اوصاف حمیدہ کے اپنے اولیاء کی ثنا و مدح کرتا ہے اور اعمال قبیحہ اور صفات ذمیرہ کی وجہ سے اعدا کی مذمت و برائی کرتا ہے ہر طرح کی مثالیں اور انواع و اقسام کے دلائل اور براہین بیان کرتا ہے اور اپنی اعدا کے شبہات کا خوب ترین جواب دیتا ہے صادق اور راست باز کی تصدیق اور کاذب اور دروغ گو کی تکذیب کرتا ہے حق کہتا اور راہ راست کی ہدایت کرتا ہے جنت دار السلام کی طرف بلاتا اور اوس کے اوصبا و خویشین اور لغتین بیان کرتا ہے اور دوزخ سے ڈراتا ہے اور اوس کی عذابات و جزا اور تکالیف بیان کرتا ہے اور اپنی طرف اپنی بندوں کا ہر طرح شدت محتاج ہونا ظاہر کرتا ہے اور یہ کہ بندوں کو اوس کی طرف العین بھیجے نہیں اور وہ اپنی مخلوقات سے اپنی بے پروائی کو واضح کرتا ہے اور نیز بیان کرتا ہے کہ بذات خود اپنی سوا سے بے پروا ہے اور اوس کو ماسوا اوس کے فقیر و محتاجند میں کوئی بدو نہ اوس کی فضل و رحمت کے ایک ذرہ برابر اوس سے زیادہ پہلائی تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی دواسو بڑائی کو بغیر اوس کے عدل و حکمت کے پہنچ سکتا ہے نیز اوس کے خطاب سے اوس کا عتاب و عتاب امیر احباب کی تو مشاہدہ کرتا ہے اور بائیں ہمدان کے لغزشوں سے درگزر کرنا اور خطاؤں کو معاف کرتا ہے اور اوس کی عذرات کو قائم کرتا ہے اور اوس کی خرابی و فساد کی اصلاح کرتا ہے اور اوس کا طرفدار اور حامی ہوتا ہے اور اوس کی فلاح و بہبود کا کفیل اور ضامن ہوتا ہے اور اوس کو ہر تکلیف سے نجات دینے والا ہے۔

من كل كرب والموتى لهم بوعده وأنه وليهم الذي لاولى لهم سواه فهو مولاهم الحق  
وينصرهم على عدوهم فنعم المولى ونعم النصير وإذا شهدت القلوب من القرآن ملكا  
عظيما جوادا رحيما جيلاهذا شأنه فكيف لا تحبه وتنافس في القرب منه وتنفق انفسها  
في التودد اليه ويكون احب اليها من كل ما سواه ورضاه أثر عندا من رضى كل من سواه وكيف  
لا تلهم بذكره ويصير حبه والشوق اليه والانشاء به هو غناءها وقوتها ودواءها بحيث  
ان فقدت تلك فسدت وهلكت ولن تنفع بحياتها انتهى نقله السيوطي في الانقش ان  
بعنوان فائدة (قُلْتُ) جملة ما ابدى مقالة عالية صافية وقد بقى لها باقية  
متلافية هي انه سبحانه مع ما بينه وبينه كما انطق **رأيه** ونحن  
اقرب اليه من جبل لوريدا ونحن اقرب اليه منكروا لكن لا تبصرون وأينا تولوا فثم وجه الله  
وهو محكم أينما كنتم وإذا اسالك عبادي عني فاني قريب مع ما مضى من سبب نزوله وقوله  
تعالى جوابا لكلمته موسى عليه السلام أنا جليل من ذكرني وكما انطق به رسوله وبرهانه و  
الذي نفس محمد بيده لو نكرونيتموا احدكم بجبل الى الارض اسفل فلبط على الله وكقول رخص  
من الله باخص صلواته وطوله عن نسبيهم احد جملة العرش سبحانه ان كنت و اين تكون و  
قوله ان الذي تدعون اقرب الى حكم من عنق راحته وقوله وان ربه بين القبلة و  
ان العبد اذا قام الى الصلوة اقبل الله عليه بوجهه فيناجيه وغير ذلك الماضي بما يوافق

تلا فانه ملكه وحقه

اور جوان سے وعدہ کیا ہے اسکو پورا کرنے والا ہے وہ اونکا ایسا دوست ہے کہ اس کے سوا کوئی اور نہ دوست  
 اور وہ اونکا مولا برحق ہے۔ اور انکو دشمنوں پر اونکی مدد کرتا ہے وہ بہت ہی خوب مولا اور عمدہ مددگار ہے اور جبکہ قرآن  
 سے ایسے بادشاہ عظیم الشان سخی مہربان پاکیزہ صفات کا قلوب کو مشاہدہ ہوتا ہے تو کیوں نہ اسکو دوست کر سکیں  
 اور اسکی نزدیکی میں کیوں نہ رغبت کر سکیں اور اپنے دم کو اسکی محبت میں کیوں نہ خرچ کر سکیں اور اس کے پاس  
 ہر شے سے زیادہ تھرا اسکو کیوں نہ محبوب رکھیں گے اور اسکی رضامندی کو تمام مخلوق کی رضامندی  
 پر کیوں نہ مقدم سمجھیں گے اور کیوں نہ زبان سے اسکا ذکر کرتے رہیں گے اور اسکی محبت و شوق و اشتیاق  
 کیوں نہ اسکی جانوں کی غذا اور دوا ہو جائیگی کہ اگر وہ اسکو نہ پاوین تو خراب و ہلاک ہو جائیں  
 اور اپنی زندگی سے کچھ نفع نہ اوٹھاوین تمام جو کلام ابن قیم کا اس تقریر کو سیوطی نے اتفاق میں  
 فائدہ کے عنوان سے نقل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمام بیان نہایت خوب اور صاف ہے  
 لیکن اس میں کچھ باقی ہے جسکی تلافی مطلوب ہے وہ یہ کہ اللہ سبحانہ ان صفات کے ساتھ  
 جیسا کہ ابن قیم نے بیان کیا ہے ویسا ہی ہے جیسا کہ اپنے قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہم  
 انسان سے اسکی شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہیں۔ اور ہم انسان کے طرف تم سے زیادہ  
 نزدیک ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے ہو اور بس طرف تم منہ کر دو اس جگہ اللہ موجود ہے اور جہاں تم  
 ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جب تم سے اسی محمد میرے بندے میرے شان پوچھیں تو میں تیرے  
 ہوں و نیز فرمایا اپنے کلیم موسیٰ کے جواب میں جو چکچکیا کرتا ہے میں اسکا ہمنشین ہوں اور جیسا کہ  
 اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہوایا ہے کہ تم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان  
 کی اسکی ہاتھ میں ہے اگر تم سب بیچ کی زمین تک کسی کو ایک رسی میں لٹکاؤ تو وہ اللہ پر اوترے گا اور مثل قول  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ تعالیٰ اونکو اپنی خاص صلوات اور اکرامات سے مخصوص فرماوے گا کہ حاملین عرش میں سے  
 ایک کی تسبیح کی ذکر میں کہ پاکی ہے جبکہ تو جہاں ہے اور جس جگہ تو ہووے اور نیز یہ کہ جسکو تم پکارو تو میرا  
 سوا ہی کی گردن زیادہ تمہارے پر نزدیک ہو اور یہ کہ بندہ کارب اسکو اور قبلہ کے درمیان میں ہو اور بندہ جب بارادہ نماز کھڑا  
 اللہ اپنی ذات اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے پھر اوس کو مناجات کرتا ہے اور اسکو وہ دلائل بالیقہ جو واقعی اور کافی ہیں



فاذا وجدت النفوس من القرآن والحديث كما الكايل كما كبريا كبريا جليلا  
 شأنه وحسنه هكذا افلا بد توده وتشتاق وتبقر اليه وتحب لربه وتعقل وتوكل  
 في جميع اموره عليه بالوجه الحث وتير في كل امر من الدنيا والدين والعقبة بين كل طيب  
 وخبيث هذا ولما فشت في المتأخرين من المتكلمين والفقهاء التأويل والتعطيل في الاعتقاد  
 والاستواء استحسن ان يحكى ما روى اوراق المتقدمين من المتكلمين والفقهاء الذين شاع  
 بهم الاقتداء وذاع منهم الاهتداء موافقا لما عليه اهل بيت النبوة الكبراء وان طال  
 المقال دفعا للبراء والتوفيق من حضرة العظمة والكبرياء قال عظم الفقهاء الاربعة واقفا  
 متكلين صغارا للتبعية المتبعة ابو حنيفة النعمان في باب الايمان  
 من كتاب مسند الآثار رواية محمد بن الحسن عنه وهو اشهر مسانيد باظهر لسانه روى عنه  
 محمد بن ابي سليمان الجوزجاني وابو حفص الكبير البخاري واسماعيل الرازي قال شاعرا عظم الربيع  
 عن عبد الله بن دراج انه سمع شاة من غنمه لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واوصى بها  
 جارية له كانت في الغنم فكان يتعاهدها وينظر اليها كلما اتي الغنم حتى سمعت وصليحت  
 فجاء يوما فقدها من الغنم فسالها عنها فقالت ضالحت فاطم وجهها قبل اسرى ذلك عن  
 ابي النبي صلى الله عليه وآله وسلم فلخبر بالقصة فقال لم املك نفسي ان لطمتها قال فاعظم  
 ذلك لني صلى الله عليه وآله وسلم وقال لعلماء مؤمنة قال يا رسول الله انها سوداء

هو قول العلامة قال  
 ملا في الدنيا وهو جميع  
 سجنون بن سعيد بن عيسى  
 بن القاسم عن مالك وقول  
 الشافعية قال الشافعية  
 في غنم الغنم او غنم  
 البويهي ١٢ سنة

اقوال الفقهاء الاربعة وزعيم المتبعة

اور جب لوگوں کے دل قرآن اور حدیث میں ایسا بادشاہ مالک بڑا اختیار والا کرم کرنے والا شان جلال اور جمال والا احسان والا پائونگے تو ضرور اس سے محبت رکھیں گے اور اس کے شائق ہونگے اور اس کی عزت کی ہر ہونگے اور اس کی محبت چاہیں گے اور اس پر سب کامن ہیں جلد ہر سادہ و عوام کو کہیں گے اور پوچھنا اور پوچھنے کے کام میں ہر ایک دنیا پاک میں فرق چھینکے اور چونکہ تباخین فقہاء و مسکین میں دربارہ مسئلہ اعتقاد و استواء و تامل و تعطیل شایع ہو گئی ہے جسے مستحسن سمجھا کہ ردائین اور رائیں مقدمین فقہاء و مسکین کی جنکا اقتداء شایع اور کبریا اہل نبوت کے موافق اون سے ہدایت یابی ہوئی ہے نقل کرین تانزاع مرتفع ہو جائے اگرچہ کلام دراز ہو جائے اور توفیق بارگاہ عظمت و کبریا سے ہے۔ اعظم فقہاء و ارجعہ و اقدم مسکین ضعا ربیعہ متبعہ ابو حنیفہ نعمان نے باب الایمان میں کتاب الآثار کے جو روایت محمد بن الحسن کی آپ سے ہے اور یہ کتاب ابو حنیفہ کے مشہور ترین مساند سے بظاہر ترین اسانید ہے کہ اسکو ابو سلیمان جوزجانی اور ابو حفص کیونجاری اور اسمعیل رازی میں نے محمد بن الحسن سے روایت کیا ہے (فرمایا کہ ہم سے بیان کیا عطاء بن ابی رباح نے عبد اللہ بن رواحہ کو کہ انہوں نے اپنی گھر میں سے ایک بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مخصوص کر رکھی تھی اور اپنی باندی کو جو گھر میں رہتی تھی اسکی حفاظت کی تاکہ کہ دسی تھی اور جب گلہ میں آئے تھے اسکا خیال رکھتے تھے اور دیکھتے رہتے تھے کہ وہ ذریعہ اور خوشنما ہو گئی ایک روز اگر انہوں نے اسکو نہ پایا تو باندی سے دریافت کیا اس نے کہا کہ گم ہو گئی غصہ ہو کر اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا جب غصہ فرو ہوا تو بنی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سرایا برکت میں حاضر ہو کر تمام قصہ عرض کیا اور کہا میں نے بے اختیار ہو کر طمانچہ مار دیا۔ خاطر کیا پر یہ امر گران گوارا اور فرمایا کہ شاید وہ مومنہ ہے عبد اللہ نے عرض کیا کہ وہ حبشیہ ہے۔

۱۷ یعنی عرش معلیٰ کے اوپر ہونا اور بیٹنا۔

۱۸ تاویل کلام کو طہر منے سے پسہ دینا اور تعطیل اسکو معطل رکھنا ۱۲

قال فقال انت بها فلما جاء بها قال لها النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان الله قالت في السماء  
 قال من انا قالت انت رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هي مؤمنة قال فقال  
 عبد الله بن رواحة فهي حرة يا رسول الله وابن ابي رباح عن ابن رواحة منقطع وليكنه  
 متصل من وجوه اخرى صحيحة فاخرجه الحافظ ابن خثروني مسند ابي حنيفة عنه عن  
 عطاء بن ابي رباح ان رجلا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حدثه ان  
 عبد الله بن رواحة كانت له راعية تتعاهد غنمه فلما كره نحوه باسط منه ونحو هذه القصة  
 قصص اخرى تؤدي معناها عن معاوية بن الحكم السلمي اخرجها مالك في الموطأ وابو الشيخ  
 ومسلم وابو داود والنسائي وعن محمد بن الشريد اخرجها اصحاب السنن وعن ابي هريرة اخرجها  
 احمد والبعثي والقاضي ابو احمد الغسال في كتاب المعرفة له وحسنها الذهبي وعن ابن عسار  
 اخرجها الغسال بسند صحيح وعنه يحيى بن عبد الرحمن بن حاطب قصة جد نحوها اخرجها  
 الغسال باسناد صحيح عنه فقوله صلى الله عليه وآله وسلم بعد سواها وجوابها انها مؤمنة  
 حكم منه بانه من لو قيل مثله ليس بمؤمن ومن هنا ما روى شيخ الاسلام عبد الله الانصاري  
 في كتابه الفاروق باسناده عن ابي بكر بن نصير بن يحيى عن الحكم بن عبد الله ابي مطيع البلخي صاحب  
 الفقه الكوفي قال سألت ابا حنيفة عن يقول لا اعرف ربي في السماء او في الارض فقال قد كفر  
 لان الله تعالى يقول الرحمن على العرش استوى وعرشه فوق سبع سموات فقلت انه يقول قول

له  
 قال الحاكم في معرفة الزمان  
 علو الحديث سمعت  
 بن مسعود بن ابي يعقوب  
 ابا بكر بن ابي يعقوب  
 من اقران الله تعالى على  
 عرشه قال استوى فوق سبع  
 سموات فكم يكون به يستاب  
 خلقه فكم يكون به يستاب  
 فان ثابت الاضرب غفلة  
 والقول بعين هذا لا يثبت  
 لا يثبت في المسلمين ولا في  
 بنين ربه في حجة كان  
 ماله فيما لا يربط احاديث  
 المسلمين ان المسلم لا يثبت  
 الكافر كما قال الله عليه  
 واله وسلم ١٢

فرمایا کہ اوس کو لیکر آؤ۔ حسب الشاواو کو حاضر کیا تو اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے اوس نے عرض کیا کہ آسمان میں ہے۔ پھر فرمایا کہ میں کون ہوں اوس نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اس پر ارشاد ہوا کہ یہ مومنہ ہے۔ بعد اللہ نے عرض کیا کہ اب یہ آزاد ہے۔ ابن ابی رباح کی روایت گواہ بن رواحہ سے منقطع ہے لیکن یہ حدیث دوسرے صحیح طرق سے متصل ہے چنانچہ حافظ ابن خردنبہ نے مسند ابی حنیفہ میں عطاء بن ابی رباح سے روایت کی ہے کہ چند اصحاب رسول اللہ ﷺ والہ وسلم نے اوس سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن رواحہ کی ایک بکریان چرنے والی تھی۔ اور زیادہ بڑے اوس کے مانند ذکر کیا۔ اور ایسی ہی اکثر قصص ہیں جن سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ معاویہ بن الحکم سلمیٰ سے مالک نے موطا میں اور ابن ابی شیبہ وسلم و ابو داؤد و نسائی نے اور محمد بن شریف سے اصحاب سین نے اور ابو ہریرہ سے احمد اور یحییٰ نے اور قاضی ابو احمد غسال نے اپنی کتاب العرفۃ میں اسکو روایت کیا ہے اور ذہبی نے اسکی تحمیل کی ہے۔ اور غسال نے بسند صحیح ابن عباس سے ابو یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب سے اور کج داد کا قصہ اسی کے مانند باسناد صحیح روایت کیا ہے۔ پس فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعد سوال وجواب کہ وہ مومنہ ہے۔ اس بارہ میں حکم صحیح ہے کہ جو کوئی ایسا نہ کہے وہ مومن نہیں ہے۔ بہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری نے اپنی کتاب الفاروق میں باسناد خود ابو بکر بن نصیر بن یحییٰ سے ادنیٰ بن حکم بن عبد اللہ ابو مطیع البلخی صاحب فقہ اکبر سے نقل کی ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے پوچھا جو شخص کہے کہ میں نہیں جانتا میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں وہ کون ہے ابو حنیفہ نے کہا کہ وہ بلا شک کافر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (الرحمن علی العرش استوی) اور اللہ کا عرش ساتون آسمان کے اوپر ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں۔

۱۱ یغزین دو نوین سے ایک ناسطہ کٹ گیا ہے ۱۱

۱۲ رحمن عرش کے اوپر بیٹھا ہے ۱۲

على العرش ستوى ولكن لا ادرى العرش في السماء او في الارض فقال ذا انكرانه في السماء فقد  
كفرو في رواية لغيره من قال لا اعرف ربي في السماء او في الارض فقد كفر لان الله تعالى  
على العرش ستوى وعرشه فوق سبع سموات قلت فان قال انه على العرش ولكنه يقول  
لا ادرى العرش في السماء ام في الارض قال هو كافر لانه انكر ان يكون في السماء ومن انكر ان يكون  
في السماء فقد كفر لان الله تعالى في اعلى عليين وهو يدعى من اعلى لا من اسفل وقال ابو حنيفة  
في الوصية والشهادة عند الخفية ثم قربان الله تعالى على العرش ستوى من غير ان يكون له حاجة  
اليه واستقرار عليه وهو الحافظ للعرش وغير العرش فلو كان محتاجا لما قدر على ايجاد العالم  
وتدبيره كالمخلوق ولو صار محتاجا الى الجلوس والقرار فقبل خلق العرش ان كان الله تعالى فهو  
منزه عن ذلك علوا كبيرا نقله الشيخ على القارى في شرح الفقه الاكبر وقال البيهقي في  
كتاب الاسماء والصفات انا ابو زكريا ابن الحارث الفقيه قال انا ابو همام بن حيان اى ابو الشيخ  
الحافظ انا احمد بن محمد بن نصر ثنائي بن يعلى قال سمعت نعيم بن حماد يقول سمعت نوح بن  
ابن مريم ابا عصمة اى المشهور بالجامع لجمعة العلوم يقول كنا عند ابي حنيفة اول ما ظهر  
اذ جاءته امرأة من ترمذ كانت تجالس جهما فدخلت الكوفة فاطننا قل ما رايت عليها  
عشرة الاف من الناس تدعو الى رايها فقل لها ان ههنا رجلا قد نظر في المعقول يقال  
له ابو حنيفة فانت فقلت انت الذى تعلم الناس المسائل وقد تركت دينك واين

وَعَلَى

(الارض علی العرش استوی) لیکن یہ کہ عرش آسمان میں ہے یا زمین میں یہ معلوم نہیں۔ ابو حنیفہ نے کہا جب وہ اللہ تعالیٰ کے آسمان پر ہو بیٹھا منکر ہے تو بلاشبہ کافر ہے۔ اور ابو مطیع نے علاوہ اور شخص کے روایت میں کہا کہ جو شخص کہو میں نہیں جانتا میل رب آسمان میں ہو یا زمین میں ہے۔ بیشک وہ کافر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے اور اس کا عرش ساتون آسمانوں کے اوپر ہے۔ سائل نے کہا کہ اگر وہ کہے کہ اللہ عرش پر تو ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ عرش آسمان پر ہے یا زمین میں ابو حنیفہ نے کہا کہ وہ کافر ہے اس لئے کہ اللہ کے آسمان میں ہو بیٹھا منکر ہو اور جو اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں ہو۔ اور بلندی کے جانب آد کو پکارا جاتا ہے نہایت کی طرف اور ابو حنیفہ نے وصیت میں (جو حنیفون کے بیان مشہور ہے) کہا ہے ہم مقبرین کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے بغیر اسکے اللہ کو عرش کی کچھ ضرورت ہو اور اس کو اس پر استقرار ہو اور وہی گنجبان جو عرش اور غیر عرش کا اگر عرش کا محتاج ہوتا تو مخلوق کی طرح عالم کو بنانے اور اس کی تدبیر کی قدرت نہ کہتا اور اگر اس کو عرش پر جلوس و استقرار کی احتیاج ہوتی تو عرش پیدا کرنے کے قبل کس جگہ تھا۔ لہذا وہ اس سے منزہ اور بلند و برتر ہے۔ اس کو نقل کیا ہے شیخ علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں۔ اور بیہقی نے کہا ہے کتاب الاسماء والصفات میں کہ خبر دی ہو کہ ابو زکریا بن حارث فقیہ نے کہا کہ ہکو خبر دی ابو محمد بن حیان یمنی حافظ ابو الشیخ نے کہا کہ ہکو خبر دی احمد بن جعفر بن نصیر نے کہ ہم سے حدیث کی ہے یحییٰ بن یعلیٰ نے کہا ثنا یمن نے نعیم بن حاد سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ہے ابو ابراہیم بن ابی مریم سے جو جامع العلوم ہونے کی وجہ سے لقب بجامع ہو کہ ہم ابو حنیفہ کے پاس تھے اونکی ابتدا شہرت کے ایام میں ایک عورت قرظی امی جو ہم کے پاس بیٹھا کرتی تھی وہ کو قہ میں داخل ہوئی اور اقل درجہ دس ہزار آدمی اس کے گرد میں نے دیکھی وہ وہ لوگوں کو اپنی مذہب کی طرف بلاتی تھی کسی نے اس سے کہا کہ یہاں ایک معقولی آدمی ہے جس کو لوگ ابو حنیفہ کہتے ہیں وہ عورت ابو حنیفہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم ہی لوگوں کو مسائل سکھاتے ہو حالانکہ تم نے اپنا دین ترک کر دیا ہے۔

الهك الذي تعبداً فسكت عنها ثم مكث عنها سبعة أيام لا يجيبها ثم خرج اليها وقل وضع كتاباً  
 ان الله تبارك وتعالى في السماء دون الارض فقال له رجل ارايت قول الله عز وجل (وهو  
 معكم اينما كنتم) قال هو كما تكتب الى الرجل في معك وانت غائب عنه والمعنى بالسماء في  
 حديث الجارية السوداء وقول ابى حنيفة لجهة السامية العالية فيشمل العرش والسماء  
 الدنيا اذ ينزل اليها وهو مستوعب العرش بشا وقال السحق بن ابراهيم قال  
 ابو حنيفة اتانا من المشرق رايا ن خبيثان جهم معطل ومقاتل مشبه وقال  
 محمد بن سماعه عن ابى يوسف عن ابى حنيفة افرط جهم في النفى حتى قال نه  
 ليس بشي واقرط مقاتل في الاثبات حتى جعل الله تعالى مثل خلقه وقال  
 الحسين بن اشكاب عن ابى يوسف بخراسان صنفان ما على الارض ابغض لي منهم المقاتلية  
 والجهمية اثبتها الحفاظ المزى والذهبي والعسقلاني في التهذيب والتدوين هيب وتهذيب  
 التهذيب وقال الذهبي وغيره قصة ابى يوسف صاحب ابى حنيفة مشهورة في استنائة  
 بشر المزيى اما انكر ان يكون الله تعالى فوق العرش وانكر الصفات وظهر قول جهم رواها  
 ابن ابى حاتم وغيره واسند الالكافى في كتاب السنة وغيره عن محمد بن الحسن قال تفق الفقهاء  
 كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقران والاحاديث التي جاء بها الثقات عن  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في صفة الرب عز وجل من غير تشبيه ولا وصف

۱۵ اشک کی صفات  
۱۶ اشک کی صفات  
۱۷ اشک کی صفات  
۱۸ اشک کی صفات  
۱۹ اشک کی صفات  
۲۰ اشک کی صفات  
۲۱ اشک کی صفات  
۲۲ اشک کی صفات  
۲۳ اشک کی صفات  
۲۴ اشک کی صفات  
۲۵ اشک کی صفات  
۲۶ اشک کی صفات  
۲۷ اشک کی صفات  
۲۸ اشک کی صفات  
۲۹ اشک کی صفات  
۳۰ اشک کی صفات  
۳۱ اشک کی صفات  
۳۲ اشک کی صفات  
۳۳ اشک کی صفات  
۳۴ اشک کی صفات  
۳۵ اشک کی صفات  
۳۶ اشک کی صفات  
۳۷ اشک کی صفات  
۳۸ اشک کی صفات  
۳۹ اشک کی صفات  
۴۰ اشک کی صفات  
۴۱ اشک کی صفات  
۴۲ اشک کی صفات  
۴۳ اشک کی صفات  
۴۴ اشک کی صفات  
۴۵ اشک کی صفات  
۴۶ اشک کی صفات  
۴۷ اشک کی صفات  
۴۸ اشک کی صفات  
۴۹ اشک کی صفات  
۵۰ اشک کی صفات  
۵۱ اشک کی صفات  
۵۲ اشک کی صفات  
۵۳ اشک کی صفات  
۵۴ اشک کی صفات  
۵۵ اشک کی صفات  
۵۶ اشک کی صفات  
۵۷ اشک کی صفات  
۵۸ اشک کی صفات  
۵۹ اشک کی صفات  
۶۰ اشک کی صفات  
۶۱ اشک کی صفات  
۶۲ اشک کی صفات  
۶۳ اشک کی صفات  
۶۴ اشک کی صفات  
۶۵ اشک کی صفات  
۶۶ اشک کی صفات  
۶۷ اشک کی صفات  
۶۸ اشک کی صفات  
۶۹ اشک کی صفات  
۷۰ اشک کی صفات  
۷۱ اشک کی صفات  
۷۲ اشک کی صفات  
۷۳ اشک کی صفات  
۷۴ اشک کی صفات  
۷۵ اشک کی صفات  
۷۶ اشک کی صفات  
۷۷ اشک کی صفات  
۷۸ اشک کی صفات  
۷۹ اشک کی صفات  
۸۰ اشک کی صفات  
۸۱ اشک کی صفات  
۸۲ اشک کی صفات  
۸۳ اشک کی صفات  
۸۴ اشک کی صفات  
۸۵ اشک کی صفات  
۸۶ اشک کی صفات  
۸۷ اشک کی صفات  
۸۸ اشک کی صفات  
۸۹ اشک کی صفات  
۹۰ اشک کی صفات  
۹۱ اشک کی صفات  
۹۲ اشک کی صفات  
۹۳ اشک کی صفات  
۹۴ اشک کی صفات  
۹۵ اشک کی صفات  
۹۶ اشک کی صفات  
۹۷ اشک کی صفات  
۹۸ اشک کی صفات  
۹۹ اشک کی صفات  
۱۰۰ اشک کی صفات

اور تم جس خدا کی عبادت کرتے ہو وہ کہاں ہے۔ ابو حنیفہ ساکت رہے اور سات روز تک اس کو جواب نہ دیا پھر ایک کتاب لکھ کر ہمارے پاس لائے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان میں ہو زمین میں نہیں ہے ایک آدمی نے کہا انکو معلوم ہے کہ اللہ سب جائزہ دیتا ہے (وہ ہو مکمل انیا کنتم) ابو حنیفہ نے کہا کہ اسکی ایسی مثال ہو کہ تم کسی کو خط میں لکھو تیرے ساتھ ہوں اور تم اس سے دور ہو۔ اور مراد آسمان سے جاریہ سودا کی حدیث میں اور ابو حنیفہ کے مقلد میں بلندی بلای جیت ہو چٹا مل ہو عرش اردنیہ کے آسمان کو ملو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان پر نزل فرماتا ہو اور عرش پر اپنی شان رہتا ہو۔ اور اسحق بن ابراہیم نے کہا کہ ابو حنیفہ کہتے تھے ہمارے پاس مشرق سے دو اعتقاد جیت آئی ہیں ایک جہم مسئل کا اور دوسرا مقابل شبہ کا۔ اور محمد بن ساعدہ نے بواسطہ ابی یوسف ابی حنیفہ سے روایت کی ہے کہ جہم نے صفات کے انکار میں بیان تک افزا کی کہ اللہ تعالیٰ کو کہا کہ وہ شئی نہیں ہے یعنی شئی کا لفظ اس کو حق میں مست بولو اور مقابل نے مقابلہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو شئی مخلوق کے ٹھہرا دیا۔ اور حمین بن اشکاب نے ابی یوسف سے روایت کی ہے کہ آسمان میں دو گروہ ہیں جنکو میں سب اہل دنیا سے بڑا سمجھتا ہوں۔ مقابلہ اور جہم سے۔ اس روایت کو حافظ مری اور ذہبی اور عقیلی نے تہذیب اور تہذیب اور تہذیب التہذیب میں لکھا کیا ہے اور ذہبی وغیرہ نے کہا کہ ابو حنیفہ کے شاگرد ابو یوسف کا قصہ مشہور ہو بشری سے توبہ لینے کا جب اللہ کے عرش پر ہونے کا اور صفات کا شکر اور جہم کے قول کا قائل ہوا تھا ابن ابی حاتم وغیرہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور لا لکائی نے کتاب السنۃ وغیرہ میں محمد بن الحسن سے روایت کی ہے کہ مشرق اور مغرب کے تمام علما متفق ہیں قرآن اور احادیث پر ایمان لانے میں کہ جنکو معتبر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ عزوجل کی صفات میں روایت کیا ہے بدون تشبیہ و توصیف و تفسیر کے۔

۱۵ وہ تہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو۔

۱۶ اشک کی صفات کا انکار۔

۱۷ اشک کی صفات کو مخلوق کے صفات سے مشابہت کرنا۔

۱۸ اشک کی صفات کا بڑھانا۔ ۱۹ مقابل کے پیرو۔ ۲۰ جہم کے پیرو۔



ولا نفسير فمن فسر اليوم شيئاً منها وقال بقول جهنم فقد خرج عما كان عليه النبي صلى  
 الله عليه وآله وسلم وأصحابه وفارق الجماعة فانهم لم يصرفوا ولم يفسروا لكن اقلوا ابداً  
 في الكتاب والسنة ثم سكتوا فمن قال بقول جهنم فقد فارق الجماعة لانه وصف الرب  
 بصفة الاشئ قال الحافظ ابو عثمان اسمعيل بن عبد الرحمن الصابوني القيسابوري من اعيان  
 اهل لا تخرج اسان واحداً شيخنا البيهقي في جزمه في اصول الدين وقرات لابي عبد الله بن  
 ابي حفص البخاري وكان شيخ بخاري في عصره بلاملا ففة وابو حفص كان من كبار اصحابنا  
 ابن الحسن الشيباني قال ابو عبد الله لعنه ابن ابي حفص هذا سمعت عبد الله بن عثمان وهو  
 عبدان شيخ مرو يقول سمعت محمد بن الحسن الشيباني يقول قال حماد بن ابي حنيفة قلنا  
 هؤلاء ارايت قول الله عز وجل (وجاء ربك والملك صفافاً) قالوا اما الملكة فيجئون  
 صفافاً واما الرب تعالى فانا لا ندرى ما عني بذلك ولا ندرى كيف جئته فقلنا لم  
 انالكم تكلفكم ان تعلموا كيف جئته ولكننا نكلفكم ان تؤمنوا بحديثه ارايت من انكر ان الملك  
 لا يجي صفافاً قالوا كافر مكذب قلنا فكل ذلك من انكر ان الله لا يجي فهو كافر مكذب  
 وعلى هذا كله فدا عن بعضهم في ابي حنيفة وابن الحسن انها جهميان ففروا غاية البطلان  
 ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ولعبد الله بن احمد في الرد على الجهمية وغيره  
 بطرق صحيحة عن عبد الله بن المبارك انه قيل له كيف تعرف ربنا قال بانه تعالى

پس اب جو کوئی کسی صفت کی تفسیر کر کے جہم کا پیر بنے وہ اوس اعتقاد سے خارج ہو جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
اور صحابہ رضی اللہ عنہم تھے اور اگر وہ سنت و جماعت سے علیحدہ ہو اسلئے کہ انہوں نے صفات کی توصیف و تفسیر نہیں  
کی بلکہ کتاب سنت کے مطابق فتویٰ دیا اور سکوت اختیار کیا۔ اسلئے جہم کے مقولہ کا قائل جماعت سے علیحدہ ہو کر وہ  
اللہ کی وہ صفت بیان کرتا ہے جو صفت اوسی چیز کی ہو جو کچھ چیز نہیں ہو حاکم ابو عثمان اسماعیل بن عبد الرحمن صیالونی  
نیشاپوری نے (جو خراسان کے بڑے محدث اور بیہقی کے استادون میں ہیں) اپنی جزو اصول الدین میں لکھا  
کہ میں نے ابی عبد اللہ بن ابی حفص بخاری کا کلام (جو بالاتفاق اپنی زمانہ میں شہر بخارا کے شیخ تھے اور ان کے پیر ابو حفص محمد  
بن الحسن شیبانی کے شاگردون میں سے تھے) پڑھا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عثمان بن نقیب البیدانی سے مروی کے شیخ سے  
سنا ہے کہ میں نے محمد بن الحسن شیبانی سے سنا ہے کہ حماد بن ابی حنیفہ کہتے تھے ہم نے اون لوگوں سے کہا کہ تمہارا  
نزدیک اللہ عزوجل کے قول (وجاء ربک وال ملک مقاصفا) سے کیا مراد ہے۔ اوہوں نے کہا کہ فرشتے  
صف اصف آئین گے لیکن اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنے آنے سے کیا مراد لی ہے اور اوسکا آنا کیا ہے  
اسکو ہم نہیں جانتے ہیں۔ اون سے کہا کہ رب کے آنے کی کیفیت کے اظہار کی ہم کو تکلیف نہیں  
دیتے بلکہ صرف اوسکے آنے پر ایمان لانے کو کہتے ہیں یہ بتلاؤ کہ جو کوئی فرشتوں کے صف اصف  
آنے کا منکر ہو وہ کون ہے کہا کہ کافر اور قرآن کا جھٹلانے والا ہے۔ ہم نے کہا کہ اسے اللہ کے آنے  
کا منکر ہی کافر اور جھٹلانے والا ہے۔ ابو حنیفہ اور محمد بن الحسن سے یہ عقائد ثابت ہو لینے کے بعد بعض  
لوگوں کا یہ مقولہ کہ وہ دولون جہی تھے نہایت لغو ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور عبد اللہ بن  
احمد وغیرہ نے جہمیہ کے رد میں صحیح طریقوں سے عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی ہے اون  
سے کسی نے کہا کہ ہم اپنے رب کو کس طرح پہچانیں کہا اس طرح کہ وہ۔

فوق سواته على عرشه بائن من خلقه ولا نقول كما تقول للجهمية انه ههنا في الارض  
ان رجلا قال لابن المبارك يا ابا عبد الرحمن قد خفت من كثرة ما ادعوا على الجهمية قال  
لا تخف انهم يزعمون ان الهك الذي في السماء ليس بشئ قال الصابوني قال ابو عبد الله  
ابن ابي حفص البخاري ايضا في كتابه ذكر ابراهيم بن الاشعث قال سمعت الفضيل بن  
عياض يقول اذا قال لك الجهمي انا لا اؤمن برب يزول عن مكانه فقل انت انا اؤمن برب  
يفعل ما يشاء انتهم وقول الفضيل ذكره ابو عبد الله ابن اسمعيل البخاري في الرد على الجهمية  
ايضا وكأنه عن فضيل بن خلاد صاحب اسحق بن راهويه فقال رد ابي ابن ابي صالح الجهمي  
قيله رواه البيهقي في الاسماء والصفات بسند صحيح وروى ابن ابي حاتم ثنا علي بن الحسن  
بن يزيد السلماني هشام بن عبد الله الرازي صاحب محمد بن الحسن جيس رجلا في التجهيم  
فتاب فجاء به الى هشام لم يمتعه فقال له اشهد ان الله عز وجل على عرشه بائن من خلقه  
فقال اشهد ان الله على عرشه ولكن لا ادري ما بائن من خلقه فقال ردوه الى الجهمي فانه لم يتب  
وقال عمدة الخفية الحافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الطحاوي في بيان عقيدة اهل  
السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد بن الحسن ومنا يتيقن  
النفي والتشبيه زل ولم يصبل لتنازله الى ان قال والعرش والكرسي حق كما بين في كتابه وهو  
مستغن عن العرش وما دونه محيط بكل شئ وفوقه (قلت) هذا كما لا يخفى على

آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے اپنے خلق سے جدا ہو اور جہیوں کے طرح ہم نہیں کہتے کہ وہ یہاں زمین میں ہے اور وہی یہی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن المبارک سے کہا اسے ابو عبد الرحمن مجھ کو جہیم پر زیادہ بددعا کرنے سے خوف معلوم ہوتا ہو اور ہونے لگا کہ کچھ خوف نہ کرنا سوائے کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ تمہارا موجود جو آسمان پر ہے وہ شے نہیں ہے بغیر اوسکے حق میں شے کا لفظ مت بولو کہ شے کا لفظ مخلوق کے حق پر بولا جاتا ہے۔ صابونی کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ بن ابی حفص بخاری نے اپنی کتاب میں یہ بھی کہا ہے کہ ابراہیم بن ابی شعیبہ نے ذکر کیا ہے کہ میں نے سنا ہے فضیل بن عیاض سے وہ فرماتے تھے کہ جب جہیم تجھ سے کہو کہ میں ایسے رب پر ایمان نہیں لاتا جو انچو جگہ سے سرک جاتا ہو تو کہہ کہ میں ایمان لاتا ہوں ایسے رب پر کہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ انتہی اور فضیل کا قول ابو عبد اللہ بن اسماعیل بخاری نے بھی جہیم کے رد میں ذکر کیا ہے اور گویا کہ فضیل سے اوکو شاگرد محمد بن راہویہ نے یہ مقولہ لیکر علی بن ابی صالح جہمی کی قول کی تردید میں بیان کیا ہے اسکو بیہقی نے بسند صحیح الاسناد والاضافہ میں روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم روایت کرتے ہیں کہ بیان کیا ہم سے علی بن حسن بن یزید سلمی نے کہ ہشام بن عبد اللہ رازی شاگرد محمد بن حسن شیبانی نے ایک شخص کو جہمی ہونے کی وجہ سے قید کیا وہ تائب ہوا اور امتحان کیلئے ہشام کے پاس لایا گیا ہشام نے اوس سے کہا تو اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا اوس نے کہا میں معتقد ہوں کہ اللہ اپنے عرش پر ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ مخلوق سے جدا ہونا کیا ہے ہشام نے کہا کہ اسکو پیر قید میں لیجاؤ یہ تائب نہیں ہوا ہے۔ اور عمدہ علمائے حنفیہ حافظ ابو جعفر طحاوی نے بیان عقیدہ اہل سنت و جماعت موافق مذہب فقہاء ملت ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن الحسن میں لکھا ہے کہ جو کوئی نفی اور تشبیہ سے نہیں بچا اوسکو نفرت ہوئی اور تنزیہ کو نہیں پہنچا پیر کہا طحاوی نے کہ عرش اور کسی حق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا اور وہ بے پروا ہے عرش اور اوس چیز سے جو عرش کے نیچے سے اور وہ ہر شے کو محیط ہے اور اوسکے اوپر ہے میں کہتا ہوں کہ ہوشیار سجدہ پر جہمی نہیں ہے۔

المتنصر المتدبر ناظر ظاهري فما ذكرنا من المجمع بين الأمرين فافهم ولا تتوهم والله اعلم  
ولأبي الشيخ الأصمهاني والبيهقي عن يحيى بن يحيى قال كنا عند مالك بن انس فجل رجل  
فقال يا أبا عبد الرحمن على العرش استوى كيف استواءه فاطرق مالك رأسه حتى علاه الرضا  
ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والإيمان به واجب والسؤال عنه بدعة و  
أراك المبتدع آثاره ان يخرج ولأبي القاسم اللالكائي عن جعفر بن عبد الله قال جاء  
رجل لي مالك فذكر نحوه هذه القصة والبيهقي بسند صحيح عن عبد الله بن وهب قال كنا  
عند مالك بن انس فدخل رجل فقال يا أبا عبد الله الرحمن على العرش استوى كيف استواءه  
فاطرق مالك وأخذته الرضا ثم رفع رأسه فقال الرحمن على العرش استوى كما  
وصف نفسه ولا يقال الكيف وكيف عنه مرفوع وانت رجل سوء صاحب بدعة تلحق  
قال فأخرج الرجل وما روى يحيى وجعفر عن مالك كأنه أخذه عن شيخه ربيعة بن  
أبي عبد الرحمن المعروف بالرأي فأخرج الخلال واللالكائي بسند كله اثمة من طريق سفيان  
بن عيينة والبيهقي في الاستمارة والضيق من طريق عبد الله بن صالح بن مسلم قال سألت  
ربيعة بن أبي عبد الرحمن عن قوله تعالى استوى على العرش كيف استوى قال لا استواء غير  
مجهول والكيف غير معقول ومن الله الرسالة وعلى الرسول البلاغ وعلينا التصديق  
وكان ربيعة بلغه نحو ذلك عن أم المؤمنين أم سلمة فأخرج ابن مندة وابن مردويه

کہ یہ مقولہ دلیل صحیح ہے ہمارے بیان میں لارین پریم اور شکست کروا اللہ اعلم۔ ابوالشیخ اصبت نے  
 اور بیہقی نے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی ہے کہ ہم مالک بن انس کے پاس تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا  
 اللہ عرش پر بیٹھا ہے کس طرح بیٹھا ہے۔ مالک نے اپنا سر جھکا لیا اور اونگو پیٹہ آگیا پھر کہا کہ استواء معلوم  
 ہے لیکن اس کی کیفیت سمجھ سے باہر ہے اور اس پر ایمان لانا واجب اور اس کا پوچھنا بدعت  
 ہے اور میرے نزدیک بلا شک تو بدعتی ہے پھر اس کے نکال دینے کا حکم دیا اور ابوالقاسم مالک نے  
 نے جعفر بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص مالک کے پاس آیا اور اس کے مانند فکر  
 کیا اور بیہقی نے بسند صحیح عبد اللہ بن وہب سے روایت کی ہے کہ ہم مالک کے پاس تھے ایک شخص نے  
 آکر کہا اے ابو عبد اللہ اللہ عرش پر بیٹھا ہے۔ کس طرح بیٹھا ہے۔ مالک نے سر جھکا لیا اور اونگو  
 پیٹہ آگیا پھر اپنا سر اٹھا کر کہا کہ رحمن عرش پر بیٹھا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لیکن یہ  
 نہیں کہہ سکتے کہ کس طرح بیٹھا ہے اس کی شان اس سے ارفع ہے کہ کوئی کہے کہ کیونکر ہے  
 اور تو بڑا آدمی اور بدعتی ہے پھر اس کو نکلوا دیا اور یحییٰ اور جعفر نے یہ جو مالک سے روایت کیا ہے  
 گویا کہ مالک نے اپنے شیخ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن المعروف بالراس سے اس کو سیکھا ہے چنانچہ خلال  
 اور لاکا نے ایسی سند سے کہ جہین سب آئمہ ہیں سفیان بن عیینہ کے طریق سے اور بیہقی نے  
 الاسماء والصفات میں عبد اللہ بن صالح ابن مسلم کے طریق سے روایت کیا ہے کہ  
 ربیعہ بن ابی عبد الرحمن سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے قول (استوی علی العرش) کا مطلب پوچھا کہ  
 کس طرح بیٹھا ہے ربیعہ نے کہا کہ بیٹھنا معلوم ہے لیکن اس کی کیفیت سمجھ سے باہر ہے اور اللہ تعالیٰ  
 نے پیغام بھیجا اور رسول کا کام تھا پیغام پہنچا دینا اور ہم پر لازم ہے اس کا اعتدال کرنا ہے  
 اور گویا کہ ربیعہ کو اس کے مانند ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پہنچا ہے ابن منذر  
 اور ابن مردویہ -

واللالكاني بإسناد صحيح عن محمد بن أسير الكوفي وأبي كنانة الكوفي ثنا أبو المغيرة  
 النضر بن اسمعيل الحنفي ثنا قرة بن خالد عن الحسن بن أمية عن امرئسلة زوج النبي  
 صلى الله عليه وآله وسلم أنها قالت لا ستوا غير مجهول والكيف غير معقول  
 والاقارب إيمان والمحذور بكمزول عبد الله بن أحمد في الرد على الجهمية عن  
 أبيه عن شريح بن النعمان عن عبد الله بن نافع الصائغ صاحب مالك وخصيصه  
 قال سمعت مالك بن أنس يقول الله في السماء وعلمه في كل مكان قال الذهبي هذا  
 ثابت عن مالك وروى الحافظ عبد الغني المقدسي وشيخ الإسلام أبو الحسن  
 علي الهكاري وغيرهما في جمعهم عقيدة الشافعي قال القول في السنة التي لنا عليها  
 ورأيت أهل الحديث عليها الذين رأيتهم مثل سفيان ومالك وغيرهما الاقرار  
 بشهادة أن لا إله الا الله وأن محمداً رسول الله وذكر أشياء ثم قال وإن الله فوق  
 عرشه على سماء يقرب من خلقه كيف يشاء وينزل الى سماء الدنيا كيف يشاء وذكر  
 سائر الاعتقاد وروى المقدسي والهكاري عن الحسن بن هشام البدوي قال هذه  
 وصية محمد بن إدريس الشافعي أوصى أن يشهد أن لا إله الا الله وحده لا شريك له  
 وذكر الوصية الى أن قال فيها والقرآن كلام الله غير مخلوق وإن الله تعالى يرى في  
 الآخرة عياناً ينظر اليه المؤمنون ويسمعون كلامه وأنه تعالى فوق العرش وذكر

الشافعي  
 من

اور لاکائی نے باسانید صحیحہ محمد بن اشرف کوفی و ابو کثانہ کوفی سے روایت کیا ہے کہ ہم سے ابو مغیرہ  
 فضیل بن اسماعیل حنفی نے بیان کیا کہ ہم سے قرہ بن خالد نے بیان کیا وہ حسن بصری سے اونہوں نے اپنے  
 والدہ سے اونہوں نے اُم سلمہ زوجہ مطہرہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کہ استواء معلوم ہے  
 اور اسکی کیفیت سمجھ سے باہر ہے اور اسکا اقرار ایمان اور انکار کفر و طغیان ہے اور عبد اللہ بن احمد  
 جہمیہ کے رد میں اپنے والد سے اونہوں نے شریح بن النعمان سے اونہوں نے عبد اللہ بن نافع صالح مالک  
 مخصوص شاگرد سے روایت کیا ہے کہ میں نے مالک بن انس سے سنا کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اور  
 اسکا علم ہر مکان میں ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ مالک سے یہ ثابت ہے۔ اور حافظ عبد الغنی مقدسی اور شیخ  
 الاسلام ابو الحسن علی ہکامی وغیرہ نے اپنے مولفہ عقیدہ شافعی میں روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے  
 فرمایا جس طریقہ پر میں ہوں اور وہ اہل حدیث جنکو میں نے دیکھا ہے اونکو اسپر دیکھا ہے مثل سفیان اور  
 مالک وغیرہ کے وہ اقرار کرنا اور شہادت دینا ہے اسپر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے  
 رسول یعنی پیغام پہونچانے والے ہیں۔ پھر اور باتوں کے ذکر کے بعد یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں اپنے عرش کے  
 اوپر ہے جس طرح چاہتا ہے اپنی مخلوق سے قریب ہوتا ہے اور دنیا کے آسمان کے طرف نزول فرماتا ہے  
 جس طرح چاہتا ہے۔ پھر تمام عقاید کو ذکر کیا۔ اور مقدسی و ہکامی نے حسن بن ہشام بدوی سے روایت  
 کیا ہے کہ محمد بن ادریس شافعی کی یہ وصیت تھی کہ گو ابی دیوے کہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ وحدہ لا شریک  
 کے سوا اور وصیت کا ذکر کیا یہاں تک کہ کما حقہ آن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ آخرت  
 میں خوب ظاہر دکھائی دیکھا اہل ایمان اسکو دیکھیں گے اور اسکا کلام پاک سنیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ  
 عرش کے اوپر ہے پھر ذکر کیا۔



سائر الوصية وروى الحافظ عبد الرحمن بن أبي حاتم والقاضي الشهيد أبو الحسين محمد  
 بن القاضي أبي يعلى محمد بن الفراء الحنبلي في طبقات الحنابلة والحافظ أبو موسى المديني  
 في الحافظ عبد الغني المقدسي في اعتقاد الشافعي عن يونس بن عبد الأعلى المصري قال  
 سمعت أبا عبد الله محمد بن إدريس الشافعي يقول وقد سئل عن صفات الله عز وجل وما  
 ينبغي أن يؤمن به فقال الله تبارك وتعالى أسماء وصفات جاء بها كتابه وأخبر بها  
 نبيه صلى الله عليه وآله وسلم أمته لا يبرأ أحد من خلق الله قامت عليه الحجة إلا  
 الإيمان بها إذا قرآن نزل به وصح عنه بقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم فيما روي  
 عنه العدل فإن خالف ذلك بعد ثبوت الحجة عليه فهو بآلة كفر فاما قيل ثبوت  
 الحجة عليه من جهة الخبر فعذر بالجهل لأن علم ذلك لا يدرك بالعقل ولا  
 بالرواية وبالفكر ونحو ذلك أخبار الله سبحانه إيانا أنه سميع بصير وإن له يد ين  
 بقوله سبحانه بل يده مبسوطتان وإن له يميناً بقوله سبحانه والسموات مطويات  
 بيمينه وإن له وجهاً بقوله تعالى كل شيء هالك إلا وجهه وقوله عز وجل ويبقى  
 وجه ربك ذو الجلال والإكرام وإن له قدماً بقوله صلى الله عليه وآله وسلم  
 حتى يضع الجبار فيها قدمه يعني في جهنم وأنه يضحك من عبده المؤمن بقوله صلى الله  
 عليه وآله وسلم للذي قتل في سبيل الله أنه لقي الله وهو يضحك إليه وأنه يهبط

تمام وصیت کو اور حافظ عبدالرحمن بن ابی حاتم پھر قاضی شعیب ابو حسین محمد بن قاضی ابو یعلیٰ محمد بن فراء جنبل نے طبقات خا بلہ میں اور حافظ ابو موسیٰ مدنی پھر حافظ عبدالغنی مقدسی نے اعتقاد شافعی میں یونس بن عبد الاعلیٰ مصری سے نقل کیا ہے کہ میں نے سنا ہے ابو عبداللہ محمد بن ادیس شافعی سے وہ کہتے تھے جب کسی نے اونے اللہ کی صفات اور اس اعتقاد سے کہ جس پر ایمان لانا ضرور ہے پوچھا تھا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے لئے ایسے اسماء و صفات ہیں جنکو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ اور جنکی اوسکی نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو خبر دی ہے اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو مجال اور وسعت نہیں کہ اونپر ایمان نہ لائے۔ جب اوسکے پاس حجۃ پہونچہ چکی ہو قرآن اور حدیث سے اسلئے کہ قرآن اوس اعتقاد کو لایا ہے اور اوس آدمی کے نزدیک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہو چکا ہے بسبب روایت کرنے عادل ضابطہ لوگوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لہذا بعد ثابت ہونے حجۃ کے اگر وہ شخص اس عقیدہ کے خلاف کرے تو اللہ کا منکر ہے۔ بان حجۃ ثابت ہونے سے پہلے جب تک کہ اس عقیدہ کی اوسکو خبر نہ پہونچی ہو معذور ہے معلوم ہونے کے وجہ سے اسلئے کہ اس عقیدہ کا علم نظر و فکر و عقل وغیرہ سے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور اسکی مثال یہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہمو خبر دی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔ اور اس کے لئے دو ہاتھ ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔ اور اللہ کے لئے دہنا ہاتھ بھی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آسمانوں کو اکھٹا کر کے قیامت میں اپنی دہنی ہاتھ میں لیگا۔ اور اللہ کے لئے چہرہ بھی ہے اسلئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر شئی ہلاک ہوگی بجز اوسکی چہرہ کے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اسی محبت تیری رب صاحب عظمت و کرامت کا چہرہ باقی رہیگا۔ اور اللہ کیلئے پانی بھی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے (کہ جب دوزخ کبھی میرا پیٹ نہیں بھرا ہے مجھ میں اور دوزخی ڈالو) اور وقت اللہ سبحانہ تعالیٰ دوزخ میں اپنے پیر کو رکھیگا (دوزخ کبھی بس میرا پیٹ بھر چکا) اور اللہ ہنستا ہے اپنے بندے مومن سے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاتا ہے وہ اللہ سے ملتا ہے اس حال میں کہ اللہ اوسکے طرف ہنستا ہے

۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود بذات خود باقی رہیگا ۱۲

كل ليلة الى السماء الدنيا يخبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بذلك وانه ليس  
 باعور لقول النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذ ذكر الدجال قال انه اعور وان ربكم  
 ليس باعور وان المؤمنين يرون ربهم يوم القيامة بابصارهم كما يرون القمر ليلة  
 البدر وان الله تعالى اصبع بقوله صلى الله عليه وآله وسلم ما من قلب الا  
 وهو بين اصبعين من اصابع الرحمن عز وجل فان هذه المعاني التي وصف الله  
 تعالى بها نفسه ووصف بها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مما لا يدرك  
 حقيقة ذلك بالفكر والروية ولا يكفر بالجهل بها احد الا بانهاء الخبر اليه  
 بها فان كان الوارد بذلك يقوم في الفهم مقام المشاهدة في السماع وجب  
 الدينونة على سامعها بحقيقته والشهادة عليه كما عاين وسمع من  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ونحن نشبت هذه الصفات وننفي  
 التشبيه كما نفى ذلك عن نفسه تعالى ذكره فقال ليس كمثله شيء وهو السميع  
 البصير انتهى وروى السلفي قال ذهبي عن علي بن عبد الله المحلواني قصة  
 حاصلها انه واصحابه كتبوا الى المروزي يسألونه ويستعلمون منه فكتب اليهم  
 الجواب وفيه في حق الله الحق تعالى السميع البصير العليم الخبير المنيع الرفيع  
 عال على العرش بان من خلقه وروى اللالكائي عن المروزي قال قلت لابي

اور انسان دنیا پر اترتا ہے جیسا کہ خبر دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ اور اللہ کا نام نہیں ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت ذکر کیا تھا و جال کلمہ کا نام ہے۔ اور تمہارا رب کا نام نہیں ہے۔ اور سلمان قیامت میں اپنے رب کو اپنے انکھوں سے دیکھینگے جیسا کہ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں (کہ کسی قسم کا شک و شبہ اوسکے دیکھنے میں نہیں ہوتا ہے اس طرح خدا کے دیکھنے میں بھی شک و شبہ نہیں ہوگا) اور اللہ کے لئے اٹھلی بھی ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی دل نہیں مگر وہ اللہ عزوجل کے انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے اندر ہے یہ تمام صفتیں کہ جنکو اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک کیلئے بیان فرمایا ہے اور اوسکے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکے ساتھ اوسکو موصوف کیا ہے از آن قبیل ہیں کہ اونکی حقیقت نظر و فکر سے دریافت نہیں ہو سکتی اور نہ اونکے نہ جانتے سے کوئی کا فر بنتا ہے مگر بعد خبردار ہونے کے اگر یہ خبر قائم مقام مشاہدہ اور معائنہ کی ہو تو سننے والے پر ان صفات کو حق جاننا اور اوسپر گواہی دینا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا یا دیکھا۔ اور ہم ان صفات کو ثابت کرتے ہیں اور اللہ کو کسی مخلوق کے مشابہ نہیں کہتے ہیں جس طرح خود اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کیلئے کھا ہے کہ اوسکی مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ سلفی اور پھر ذہبی نے علی بن عبد اللہ حلوانی سے ایک قصہ روایت کیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ علی بن عبد اللہ اور اونکی ساتھیوں نے مزنی (تلمیذ خاص شافعی) کے پاس پوچھنے اور معلوم کرنے کیلئے لکھا اوسکے جواب میں اللہ جل شانہ کی تعریف میں مزنی نے یہ تحریر کیا کہ وہ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے جاننے والا ہے خبر رکھنے والا ہے بلند ہے اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے۔ اور لاکائی نے مروزی سے روایت کیا ہے کہ میں نے۔

عبد الله احمد بن حنبل ما معنى قوله وهو معكم ما يكون من نجوى ثلثة الا هو  
 رابعهم قال علمه محيط بالكل وربنا على العرش بلاحد وصفه وروى الخلال عن  
 يوسف بن موسى القطان قيل لا يعبده الله احمد بن حنبل الله فوق السماء السابعة  
 على عرشه بائن من خلقه وعلمه وقدرته بكل مكان قال نعم وروى القاضى  
 ابوالحسن محمد بن الفراء الحنبلى في طبقات الحنابلة في ترجمة ابى العباس احمد بن  
 جعفر الفارسى الاصبغى بسنده عنه قال قال ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل  
 هذه مذاهب اهل العلم واصحاب الاثر واهل السنة المتسكين يعرفونها  
 المعروفين بها المقتدى بهم فيها من لدن النبى صلى الله عليه وآله وسلم  
 الى يومنا هذا اكثر ممن ادركت من علماء اهل الحجاز والشام وغيرهم عليها فمن  
 خالف شيئا من هذه المذاهب او طعن فيها او عاب قائليها فهو مخالف  
 مبتدع خارج عن الجماعة زائل عن منهج السنة وسبيل الحق ثم ساقها بطولها  
 وفيها وخلق سبع سموات بعضها فوق بعض وسبع ارضين بعضها فوق  
 بعض وبين الارض العليا والسماء الدنيا خمس مائة عام وبين كل سماء الى  
 سماء مسيرة خمس مائة عام والماء فوق السماء العليا السابعة وعرش الرحمن  
 عز وجل فوق الماء والله عز وجل على العرش والكوسى موضع قدميه وهو يعلم

قها

آتی عبداللہ احمد بن حنبل سے اللہ تعالیٰ کے قول (وہو معکم ما یكون من بخوی ثلثة الا هو  
 (ابوہم) کے معنی دریافت کئے احمد نے لکھا کہ اس کا علم سب کو محیط ہے اور ہمارا رب عرش پر ہے  
 بدون کسی جدا اور صفت کے۔ اور خلل نے یوسف بن موسی القطان سے روایت کیا ہے کہ ابی  
 عبداللہ احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کیا اللہ ساتویں آسمان پر اپنے عرش کے اوپر اپنے مخلوق سے جدا ہے  
 اور اس کا علم و قدرت ہر مکان میں ہے۔ احمد نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ اور قاضی ابوالحسن محمد بن  
 الفراء حنبلی نے حنبلیوں کے طبقات میں ابی العباس احمد بن جعفر فارسی اصطخری کے ترجمہ میں لکھا ہے  
 روایت کیا ہے کہ لکھا ابو عبداللہ احمد بن حنبل نے یہ مذہب ہیں اون علماء و محدثین متبعین سنت کے کہ  
 جنہوں نے سنت کو مضبوط پکڑا ہے اور اس صفت میں مشہور و پیشوا ہیں عبد مبارک بنی اکرم صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم سے اس وقت تک اسلئے کہ میں نے مکہ اور مدینہ اور شام وغیرہ کے علماء کو اسی طریقہ پر پایا ہے  
 لہذا جو کوئی ان مذہبوں میں سے کسی بات کا مخالف ہو یا اون پر طعن کرے یا اون کی متبع کو عیب لگائے وہ مخالف  
 بدعتی جماعت سے خارج و طریق سنت و راہ حق سے دور ہے۔ پھر اس تمام بطول روایت کو بیان کیا۔ اس  
 میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے اس طرح کہ ایک کے اوپر دوسرا ہے اور اس طرح سات  
 زمینوں کو پیدا کیا کہ ایک کے اوپر ایک ہے اور اوپر والے زمین سے دنیا کے آسمان تک پانچ سو سال کی راہ ہے  
 اور ہر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کی راہ ہے اور پانی اوپر والے ساتویں آسمان کے  
 اوپر ہے اور رحمن عزوجل کا عرش پانی کے اچھائی اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور کرسی اس کے دونوں  
 پیروں کے جگہ ہے اور وہ جانتا ہے۔

وہ تمہارے ساتھ ہے ۱۲۔ کوئی سرگوشی میں آدمیوں میں نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ اون کا چوتھا ہوتا ہے ۱۳۔

ما في السموات والأرضين السبع وما بينهما وما تحت الثرى وما في قعر  
 البحار إلى قوله ويعلم كل شيء لا يخفى عليه من ذلك شيء وهو على العرش فوق  
 السماء السابعة ودونه حجب من نار ونور وظلمة وما هو أعلم بها إلى آخر ما هاهنا  
 وأقواله فيه كثيرة جداً وللخال في السنة عن حرب بن اسمعيل قال قلت  
 لاسحق بن راهويه في قول الله تعالى ما يكون من نجوى ثلاثة إلا هو رابعهم كيف  
 تقول فيه قال حيث ما كنت فيه فهو أقرب اليك من جبل الوريد وهو بائن  
 من خلقه ثم ذكر عن ابن المبارك هو على عرشه بائن من خلقه ثم قال وأعلى شيء  
 من ذلك وأثبت قوله تعالى الرحمن على العرش استوى والبيهقي بسند صحيح عن  
 الأوزاعي إمام أهل الشام قال كنا والتابعون متوافرون نقول إن الله فوق عرشه  
 ونؤمن بما وردت به السنة من صفاته وقال شيخ الأشاعرة أبو الحسن علي الأشعري  
 في كتابه الإبانة عن أصول الديانة باب ذكر الاستواء على العرش أن قال قائل  
 ما تقولون في الاستواء قيل له نقول إن الله عز وجل مستوي على عرشه كما قال  
 الرحمن على العرش استوى وقد قال الله عز وجل إليه يصعد الكلم الطيب وقال  
 بل رفعه الله إليه وقد قال عز وجل يدبر الأمر من السماء إلى الأرض ثم يعرج  
 إليه وقال حكاية عن فرعون يا هامان ابن لي صرحاً على أبلغ الأسباب

اسحق

الأوزاعي

الأشعري

جو کچھ ساتون آسمان وزمین اور اونکی درمیان میں ہے اور جو کچھ تخت الشریٰ میں اور دریاؤں کے تہ میں ہے۔ (احمد بن حنبل کے) اس مقولہ تک کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور سپر کچھ چپا نہیں رہتا اور وہ عرش پر ساتون آسمان کے اوپر ہے اور اوس سے وری آگ اور نور اور اندھیری کے پڑھین اور وہ کچھ جس کو وہ خوب جانتا ہی اختتام بیان تک۔ اور احمد بن حنبل کے اقوال اس بارہ میں نہایت کثرت سے ہیں اور خلا ل نے حرب بن اسمعیل سے کتاب السنہ میں روایت کیا ہے کہ میں نے اسحق بن راہویہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے قول (مَا يَكُنْ مِنْ خَلْقٍ ثَلَاثَةٌ اِلَّا هُوَ سَابِقُهُمْ) میں کیا کہتے ہو۔ کہا جس جگہ تو ہو وہ تیری شاہ رگ سے قریب تر ہے اور وہ اپنی مخلوق سے جدا ہے۔ پھر اسحق نے ابن المبارک سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے۔ اپنے مخلوق سے جدا ہے۔ پھر کہا کہ اعلیٰ ترین و بہترین ثبوت اسکا اللہ تعالیٰ کا قول (الَّذِي عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى) ہے۔ اور یہی نے بسند صحیح اور زامی امام اہل شام سے روایت کیا ہے کہ ہم کہتے تھے اس وقت میں کہ تابعین کثرت موجود تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے اور اللہ کے اون صفات پر ہم ایمان رکھتے ہیں کہ جو احادیث نبویہ میں وارد ہیں۔

اور شیخ الاشاعره ابو الحسن علی اشعری نے اپنی کتاب الابانہ عن اصول الدیانہ کے (جو عقاید میں ہے) باب الاستواء علی العرش میں لکھا ہے اگر کوئی پوچھے استواء میں تم کیا کہتے ہو۔ اوس سے لکھا جائیگا کہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ عز وجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے (الَّذِي عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى) اور فرماتا ہے (اَلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلَمُ الطَّيِّبُ) اور عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا (بَلِّغْهُمْ اِلَيْهِ) اور فرمایا کہ وہ تدبیر سے اوتا رہتا ہے کام آسمان سے زمین تک۔ پھر وہ اوسیکے طرف چڑھ جاتا ہے اور فرعون کا یہ مقولہ حکایت کیا۔ اسی مان میرے لئے ایک ایسا محل بنا کہ آسمانوں کے راستوں پر ہو چکر۔

تمام زمینوں کے نیچے ۱۲ کوئی سرگوشی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ اونچا چوتھا ہوتا ہے ۱۲ رحمن عرش پر بیٹھا ۱۲ اللہ کے طرف چڑھتی ہیں پائے ۱۲ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اونکو اپنے طرف ادھرایا ۱۲



السموات فاطلع الى الله موسى واني لا ظنه كاذباً كذب موسى عليه السلام  
 في قوله ان الله عز وجل فوق السموات - وقال عز وجل اءمنتم من في السماء  
 ان يخسف بكم الارض فالسموات فوقها العرش فلما كان العرش فوق السموات  
 قال عز وجل اءمنتم من في السماء لانه مستوي على العرش التي فوق السموات وكل  
 ما علا فهو سماء فالعرش على السموات وليس اذا قال اءمنتم من في السماء  
 يعني جميع السموات وانما اراد العرش الذي هو على السموات الا ترى ان الله  
 عز وجل ذكر السموات فقال وجعل القمر فيهن نورا ولم يرد ان القمر يملأهن  
 جميعا وانه فيهن جميعا ورأينا المسلمين جميعا يرفعون ايديهم اذا دعوا نحو  
 السماء لان الله عز وجل مستوي على العرش الذي هو فوق السموات فلو لا ان الله  
 عز وجل على العرش لم يرفعوا ايديهم نحو العرش كما لا يخطونها اذا دعوا الى الارض  
 الى اخر ما ذكر في تحقيق الامر والرد على من انكروا قال شيخ الاسلام ابو عبد الله  
 محمد بن خفيف الشيرازي المحدث الفقيه الشافعي الصوفي في عقيدة الصوفية و  
 يعتقد انه على عرشه استوى وانه ينزل الى السماء الدنيا عند الاسماء بمعنى الصفة  
 لا بمعنى الامثال وانه خلق آدم لا بيد قدرته بل بيد صفته وهكذا جميع الانبياء  
 الصفيية التي رويت في الصفات يعتقد ايماننا وتسليما المقايسة ولا مقايسة

ظ  
الذي

شيخ الاسلام ابن  
خفيف الصوفي

موسىٰ کے معبود کے طرف جھانکنا اور میں اسکو گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ فرعون موسیٰ علیہ السلام کے اس بیان کو جھٹلاتا تھا کہ اللہ عزوجل آسمانوں کے اوپر ہے۔ اور اللہ عزوجل نے فرمایا کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس ذات پاک سے جو آسمان میں ہے اس سے کہ تلو زمین میں دھنسا دیوے۔ کیونکہ وہ عرش پر بیٹھا ہے اور عرش آسمانوں کے اوپر ہے جب عرش آسمانوں کے اوپر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم بے خوف ہو گئے اس سے جو آسمان میں ہے۔ اور (محاورہ عرب میں) ہر بلند چیز آسمان ہے اس لئے عرش اعلیٰ ترین سموات ہے اور (امنتم من فی السماء) کے کھنے سے تمام آسمان مراد نہیں ہیں بلکہ عرش جو سب آسمانوں سے بلند ہے وہ مراد ہے۔ دیکھو اللہ عزوجل نے آسمانوں کے ذکر میں فرمایا اور چاند کو اور میں نور بنایا۔ اس سے یہ مقصود نہیں کہ چاند نے تمام آسمانوں کو بہر کہا ہے اور وہ اون سب میں ہے۔ اور ہم کل مسلمانوں کو دعا کے وقت آسمان کے طرف ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتے ہیں اسی لئے کہ اللہ عزوجل عرش پر بیٹھا ہے جو آسمانوں کے اوپر ہے اگر وہ عرش پر نہ ہوتا تو عرش کی طرف مسلمان اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے جس طرح کہ زمین کے جانب دعا کے وقت ہاتھ نہیں جھکاتے اس امر کی تحقیق اور اس کے منکرین کی تردید کے آخر بیان تک۔

اور کھا شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن حنفیہ شیرازی محدث فقیہ شافعی صوفی نے صوفیہ کے عقیدہ میں اور یہ اعتقاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر بیٹھا ہے اور وہ دنیا کے آسمان کی طرف سحر کے اوقات میں نزول فرماتا ہے باعتبار صفت کی نہ باعتبار جسم کے اور اس نے آدم کو اپنے صفت کے ہاتھ سے بنایا ہے یہ معنی نہیں کہ قدرت سے بنایا اور اسے طرح تمام روایات صحیحہ پر جو اللہ تعالیٰ کے صفات کے بیان میں وارد ہیں اعتقاد کر کے ایمان لائے اور تسلیم کرے قیاس و عقل کو دخل نہ دے۔

هذا وقد افرج جمع من حفاظ الحديث وابقاظ المحققين توالي فلهذا الحاجة  
 بنا الى الاطالة ههنا (تتليه) في فتح الباري عن ابي طاهر محمد بن عبد الرحمن  
 الخاص الذهبي صاحب كتاب العلم من طريق عبد الله بن شريك العامري عن ابيه  
 قال قيل لعل ان هنا قوما على باب المسجد يدعون انك ربهم فدعاهم فقال لهم  
 ويلكم ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ويلكم انما انا عبد  
 مثلكم اكل الطعام كما تأكلون واشرب كما تشربون ان اطعت الله انا بنى ان شاء  
 وان عصيت خشيت ان يعذبني فاتقوا الله وارجعوا فابوا فلما كان الغد غدوا  
 عليه فجاء قبر فقال قد والله رجعوا يقولون ذلك الكلام فقال ادخلهم فقالوا  
 كذلك فلما كان الثالث قال لئن قلم ذلك لا قلمتكم باخبت قتلة فابوا الا ذلك  
 فقال يا قبر اشتى يفعل معهم مرورهم فخذ لهم اخذوا بين باب المسجد والقصر  
 وقال احفروا فابعدوا في الارض وجاء بالحطب فطرحه بالنار في الاخذود وقال في  
 طاحكم فيها او ترجعوا فابوا ان يرجعوا فخذف بهم فيها حتى اذا احترقوا قال  
 اني اذا رايت امرا منكرا او قدت ناري ودعوت قبرا وهذا سند حسن انتهى وقد  
 حدث في هذا الزمان احداث على اثارهم يهرعون فانا لله وانا اليه راجعون يجب  
 اسد الوجوب على اولي الامر ويتحتم اوكد التحتم على اهل العلم والقدران يعتنوا ويهتموا

یہ یاد رکھو۔ اور اس بارہ میں بہت سے حفاظ محدثین اور باخبر محققین نے مستقل تصانیف کی ہیں۔ اس لئے ہرگز  
بیان کرنے کے یہاں ضرورت نہیں ہے۔ (تذیب) فتح الباری میں ابی طاہر محمد بن عبد الرحمن المخلص نے  
مصنف کتاب العلم سے بطریق عبد اللہ بن شریک عامری اونکی باپ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہاں مسجد کے دروازہ پر چند ایسے لوگ ہیں جو آپ کو اپنا رب کہتے ہیں۔ حضرت نے  
اونکو طلب فرما کر پوچھا تمہاری خرابی ہو تم کیا کہتے ہو اونہوں نے کہا کہ آپ ہمارے رب ہیں اور خالق۔ رزاق ہیں۔  
فرمایا تمہاری خرابی ہو میں بھی تم جیسا بندہ ہوں جس طرح تم کھانا کھاتے پانی پیتے ہو میں بھی کہتا پیتا ہوں۔  
اگر میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں تو وہ چاہے تو مجھکو ثواب عطا کرے اور اگر نافرمانی کروں تو ڈرتا ہوں  
کہ مجھکو عذاب دیوے۔ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اس بد عقیدہ سے باز آؤ اونہوں نے انکار کیا اور دوسرے  
دن پھر آئے قبر (مولا حضرت کے مولیٰ) نے اگر قسمیہ عرض کیا کہ وہ لوگ پھر وہی کلام کہتے ہیں فرمایا کہ اونکو لاؤ  
اونہوں نے اگر ویسا ہی کھا۔ تیسرے روز فرمایا اگر تم ایسا کہو گے تو نکو میں بہت بری طرح قتل کروں گا وہ لوگ  
اپنی بات پر اڑی ہوئی رہے حضرت نے فرمایا اسی قبر مزدور و نکو مسیح اونکی آلات کے لئے آؤ۔ پھر مسجد اور محل کے  
درمیان اونکے لئے ایک خندق بنوائی اور فرمایا کہو دو اور زمین میں دو رنگ کہو دو اور اس کھائی میں لکڑیاں  
آگ کے ساتھ ڈلو امین اور فرمایا کہ میں تمکو اس میں ڈالوں گا تم توبہ کرو۔ اون لوگوں نے تاب ہونے اور اپنے  
عقیدہ سے رجوع کرنے سے انکار کیا اپنے اونکو اس خندق میں گروا دیا جب وہ لوگ جل گئے تو فرمایا جب میں کوئی  
بری بات دیکھوں گا آگ جلو کر قبر کو بلاؤں گا۔ اور یہ سند حسن ہے۔ اب اس زمانہ میں بھی کچھ متبع لوگ  
اونہیں سوختہ کردہ گمان حضرت ولایت مآب کے پیرو پیدا ہوئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔  
حکام و علماء و ذی قدرت لوگوں پر نہایت ضروری اور اشد واجبات سے ہے کہ اس طرف متوجہ رہیں اور  
باہتمام تمام۔

جس سند کے راویوں میں کوئی جھوٹا اور غیر معتبر آدمی نہ ہو اسکو (حسن) کہتے ہیں ۱۲

بازالة هذا الامر وعطا وبياننا ويعزروهم غاية التعزير حبسا وضربا وقتلا اعلانا  
 والتوفيق من الله رب كل شيء فبما ان الذي بيده ملكوت كل شيء وفي خطبة للول  
 على المرتضى يوشك ان لا يبقى من الاسلام الا اسمه ومن القرآن الا رسم وفيها  
 مساجدكم يومئذ عامرة وقلوبكم وابدانكم خربة من الهدى شر من تحت ظل  
 السماء فقهاءكم منهم تبدد والفتنة وفيهم تعود اخرج البهقي في شعب  
 الايمان واشار اليه البخاري في الرد على الجهمية لا يستطيع احد من  
 الانام ان يرى الله تعالى في دار الدنيا الا في المنام او في  
 القلب بحقيقة الايمان بالرب قال ذوالجلال المتعال ولما جاء  
 موسى لبيقاتنا وكل مدبه قال رب ارنى انظر اليك قال لن تراني الآية قال  
 ابن ابى شيبه في مصنفه ثنا وكيع عن حسن بن صالح عن منصور عن شيخ يكنى ابا  
 محمد ان الحسين بن علي كان يقول في قنوت الوتر اللهم انك ترى ولا تروى وانت  
 بالنظر الاعلى الحديث وقال ابو يعلى في مسنده نا ابراهيم بن محمد عن عروة نا محمد بن  
 عباد الهنا نا البراء بن ابى فضالة نا الحضرى عن ابى مويير وضيع الجارود قال  
 كتبنا الكوفة فقام الحسن بن علي خطيبا فقال ايها الناس رأيت البارحة في منامى  
 عجايايت الرب تعالى فوق عرشه فجاء رسول الله صلى الله عليه واله وسلم حتى قام

اس عقیدہ فاسدہ کو پند و نصیحت و قید و قتل اور ضرب و تشہیر کی سخت سزائیں دیکر دفع کریں اور توفیق اللہ ہر شے کے مالک کی طرف سے ہو اور پاک ہو وہ ذات ستودہ صفات کہ جس کے ہاتھ میں ہر شے کی ملکیت ہے۔ اور حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ایک خطبہ میں ہے قریب ہے کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن شریف کے نقطہ حرف باقی رہ جائیں گی۔ تمہاری مسجد میں اس زمانہ میں آبا و اجداد کے دل و جان دیران ہدایت سے خالی ہونگے آسمان کے نیچے سب سے بدتر تمہارے علماء ہونگے اور انہیں سے فساد شروع ہوگا اور انہیں کی جانب مود کر لیا اسکو بیعتی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے اور جہیہ کے رد میں بخاری نے ہی اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس وارد دنیا میں کوئی نہیں دیکھ سکتا مگر خواب میں یا پختگی ایمان کے باعث دل سے رب کے اوپر ایمان لانیکی حقیقت میں فرمایا ذوالجلال متعال نے جبکہ آئے موسیٰ ہمارے وقت موعود پر اور انکے رب نے اسے کلام کیا موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب دکھلا مجھ کو اپنی ذات پاک کہ دیکھوں میں تجھ کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ تو تجھ کو بہتین دیکھ سکیگا۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں کہا کہ ہم سے وکیع نے حدیث کی حسن بن صالح سے حسن بن صالح نے منصور سے منصور نے ایک شیخ سے کہ جسکی کنیت ابو محمد ہے ابو محمد نے کہا کہ حسین ابن علی ثقیف و ترمین پڑھا کرتے تھے کہ ابے بار خدا تو دیکھتا ہے اور تجھے کوئی نہیں دیکھتا اور تو دیکھنے کے اس مقام پر ہے جو بہت اونچا ہے تمام حدیث دیکھو۔ اور ابو یعلیٰ نے اپنی سند میں کہا کہ ہسوی بیان کیا ابراہیم بن محمد بن عرعہ نے کہ ابراہیم نے کہا کہ ہم سے محمد بن عباد ہنائی نے بیان کیا اور محمد نے کہا کہ ہم سے براہ بن ابی فضالہ نے بیان کیا براہ نے کہا کہ ہم سے حضرمی نے بیان کیا ابی مریم سے روایت کہ کے جو چارود کا دودہ پلایا ہوا ہے ابو مریم نے کہا کہ میں کو نے میں تھا حسن بن علی نے خطبہ پڑھا فرمایا کہ اے لوگو آج کی رات میں نے اپنی خواب میں ایک تعجب کی چیز دیکھی میں نے رب کو اس کے عرش کے اوپر دیکھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے یہاں تک کہ۔

قال رأيت رب العزة في المنام فقلت يا رب ما افضل ما يتقرب به المتقربون اليك  
 فقال بكلامي يا احمد قلت يا رب بفهم او بغير فهم قال بفهم وبغير فهم اخرجهم جماعة  
 من الحفاظ اخرهم ابن الجوزي في النشر في القراءات العشر قال صاحب الخلاصة من  
 الحنفية وفي الفتاوى رؤية الله تعالى وتقدس في المنام تكلموا فيها قال بعض  
 المشايخ يجوز منهم الامام الزاهد دكن الاسلام الصغار الانصارى قال المصنف  
 وافقه جدي شيخ الاسلام عبد الرشيد بن الحسين واكثر مشايخ سمرقند لا يجوزون  
 ذلك حتى قال الشيخ الامام ابو منصور الماتريدي من قال هكذا فهو شر من عابد الوثن  
 وعليه المحققون من مشايخ بخارى منهم جدي ابواتي الامام ظهير الدين الكبير وابنه  
 خالي انتهي وفيما مضى عن الامام علي المرتضى تحقيقا لما رأى اهلهم الحسن المجتبه وما عن ابي  
 حنيفة واحمد رد على كل من خالفه وقال المولى علي المرتضى لم تروه العيون بمشاهدة  
 العيان ولكن رآته القلوب بحقائق الايقان وفي رواية لم تروه العيون بمشاهدة الابصار  
 ولكن رآته القلوب بحقائق الايمان رواه فئة من اهل السنة والشيعة وله شواهد  
 في كتاب الاحسان هو بها متعاظدا لا يستطيع احد ثناء على الله  
 انما الله تعالى كما اتنى على نفسه دوى ابن ابي شيبة واحمد وابن منيع  
 والاربعة وابو يعلى ويوسف القاضى في سننه والطبراني في الاوسط والمحاكم

(یعنی احمد بن حنبل نے) کہا کہ میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ اے رب کون سا افضل کام ہے جس سے مقرب لوگ تجھ سے نزدیک ہوتے ہیں فرمایا کہ اے احمد میرے کلام سے۔ میں نے عرض کیا کہ سمجھ کر یا بدون سمجھے۔ فرمایا سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اوسکو حفاظ کی ایک جماعت نے روایت کیا اور ان کے آخر ابن جرزی نے نشر فی قراءات العشر میں لکھا ہے حنفیوں میں سے صاحب خلاصہ نے کہا قاضی میں ہی کہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنے کے مسئلہ میں علماء نے گفتگو کی ہے بعض مشائخ اس کے جواز کے قائل ہیں کہ اللہ کو خواب میں آدمی دیکھ سکتا ہے۔ انہیں سے امام زادہ رکن الاسلام صفار انصاری بنین صاحب خلاصہ نے کہا کہ میرے دادا شیخ الاسلام عبدالرشید بن حسین نے صفار سے اتفاق کیا ہے اور اکثر مشائخ سمرقند کے اسکو جائز نہیں رکھتے یہاں تک کہ ابو منصور ماتریدی نے لکھا جو اللہ کی رویت کا خواب میں قائل ہو وہ بت پرست سے بدتر ہے اور اسی پر محققین مشائخ بخارا ہیں اور میں نے طہیر الدین کبیر اور سیر مامون او نہیں میں ہیں انتہی۔ اور حضرت علی کا حضرت امام حسن مجتبیٰ کے خواب کو تصدیق فرماتا اور ابو حنیفہ اور احمد کا اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا جو سابق میں منقول ہوا ہے ہر ایک مخالف کی تردید کرتا ہے۔ اور مولیٰ علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ اللہ کو انکھوں نے نہیں دیکھا لیکن دلون نے چختہ یقینوں سے دیکھا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ انکھوں نے اوسکو نظر دئے نہیں دیکھا لیکن دلون نے ایمان کی حقیقت سے دیکھا ہے۔ اسکو حضرت علی سے ایک جماعت اہل سنت و شیعہ نے نقل کیا ہے اور اسکی بہت سی شہادتیں کتاب الاحسان میں ہیں جس سے یہ حدیث قوت پاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کی کسیکو قدرت نہیں ہے اوسکی ذات پاک ویسی ہی ہے کہ جس طرح اوس نے خود اپنی ذات پاک کی تعریف فرمائی ہے ابن ابی شیبہ اور احمد و ابن منیع اور اصحاب سنن اربعہ اور ابو نعیم اور یوسف قاضی نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے۔



في المستدرك والبيهقي في السنن والضياء في المختارة عن عبد الرحمن بن الحارث بن  
 هشام عن علي بن النضر عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم كان يقول في آخر وتره اللهم اني اعوذ  
 برضائك من سخطك واعوذ بمعافائك من عقوبتك واعوذ بك منك لا احصى ثناء  
 عليك انت كما اثبتت على نفسك ورواه الطيالسي بلفظ لا احصى نعمتك ولا ثناء  
 عليك ورواه النسائي في الكبرى وابن السني في عمل اليوم والليلة عن ابراهيم بن عبد الله  
 بن عبد القاري عن علي بن ابي طالب قال ثبت عند رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
 ذات ليلة فكنت اسمع اذا فرغ من صلواته وتبوء أمضجه يقول اللهم اني اعوذ بك من  
 عقوبتك واعوذ برضائك من سخطك واعوذ بك منك لا استطيع ثناء عليك ولو حوت  
 ولكن انت كما اثبتت على نفسك الايمان بملائكة الرحمن تعالى كما ذكر في  
 القرآن والاحبار والآثار عن اهل بيت النبوة والعرفان قال الله المتعال كل امن بالله  
 وملائكته الاية وقال الله المتعال الحمد لله فاطر السموات والارض جاعل الملائكة  
 رسلا اولى اجنحة مثنى وثلاث ورباع يزيد في الخلق ما يشاء الاية وقال الله المتعال  
 ينزل الملائكة بالروح من امره على من يشاء من عباده ان انذروا انه لا اله الا انا  
 فانقون وقال تنزل الملائكة والروح فيها باذن ربهم وذكر الله تعالى الملائكة في  
 القرآن لا يحصى واخرج ابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم وابن الانباري في كتاب

مستدرک میں اور یہی سنی سنن میں اور ضیاء نے فخرہ میں عبد الرحمن ابن حارث بن ہشام سے ادھون نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وتر کی آخر میں پڑھتے تھے اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے رضا کی ساتھ تیری غصہ سے اور تیرے دی ہوئی راحت کے ساتھ تیری عذاب سے اور تیری ذات کے ساتھ تجھ سے مجھ کو تیری تعریف کی طاقت نہیں تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے خود اپنی ذات کی تعریف فرمائی ہے۔ اور طیالسی کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ میں تیری نعمت اور ثنا کو گہیر نہیں سکنا اور نسائی نے کبریٰ میں اور ابن سنی نے عمل الیوم واللیلہ میں ابراہیم بن عبد اللہ ابن عبد قاری سے ابراہیم نے علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے کہ میں ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہا میں نے سنا کہ آپ نماز سے فارغ ہو کر بستر پر لیٹ کر فرماتے تھے کہ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری عذاب سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری رضا کی ساتھ تیرے غصہ سے اور تیری ذات کے ساتھ تجھ سے مجھ میں طاقت نہیں تیری ثنا کی اگرچہ میں حرص کروں۔ لیکن تو ویسا ہے جس طرح تو نے اپنی ثنا کی ہے۔ ایمان لانا الرحمن کے فرشتوں پر جس طرح کہ قرآن و احادیث و اقوال اہل بیت النبوة و العرفان میں مذکور ہیں فسہ یا اللہ تعالیٰ نے کہ سب یعنی نبی اور مؤمن ایمان لائے اللہ پر اللہ کی فرشتہ پر فسہ یا اللہ تعالیٰ نے کہ سب تعریفیں اوس اللہ کیلئے ہیں جو آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا اور فرشتوں کو رسول بنانے والا ہے جن کے دود و اور تین تین اور چار چار پر ہیں۔ زیادہ کرتا ہے اپنی خلقت میں جو چاہتا ہے۔ اور فسہ یا اللہ تعالیٰ نے کہ اوتا رہے فرشتوں کو روح کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے کہ لوگوں کو ڈر سناؤ کہ نہیں کوئی معبود سوائے میرے سو مجھ سے ڈرو۔ اور فسہ یا فرشتے اور روح اپنے رب کے اذن سے شب قدر میں اترتے ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ذکر بہت جگہ کیا ہے۔ ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اور ابن انباری نے کتاب الاضداد میں۔

وأبو الشيخ في العظمة والبيهقي في الاسماء والصفات عن علي بن أبي طالب في قوله  
 تعالى ويسألونك عن الروح قال هو ملك من الملائكة له سبعون ألف وجه لكل وجه  
 منها سبعون ألف لسان لكل لسان منها سبعون ألف لغة يسبح الله تعالى بتلك  
 اللغات كلها بحلق الله من كل تسبيحة ملكا يطير مع الملائكة الى يوم القيمة وقال تعالى  
 والطور وكتاب مسطور في رقي منشور والبیت المعمور الآية وروى اسحق بن اهوويه  
 والحارث بن ابي أسامة في مسندهما وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم في تفاسيرهم  
 والصابوني في المأثورين والبيهقي في شعب الایمان عن خالد بن عرفة قال قال علي سلوني  
 عما شئتم ولا تسألوني الا عما ينفع او يضر فقال رجل يا امير المؤمنين ما الذاريات  
 ذروا قال ويحك الم اقل لك لا تسأل الا عما ينفع او يضر تلك الرياح قال فما المقسمات  
 امر اقال تلك الملائكة قال فما البيت المعمور قال بيت في السماء يقال له الضراح وهو  
 بحيال الكعبة من فوقها حرمة في السماء كحرمة البيت في الارض يصلى فيه كل يوم  
 سبعون الف من الملائكة فلا يعودون اليه ابدا الى قوله في بناء البيت هبط جبريل  
 على ابراهيم بالحجر الاسود الحديث وروى عنه بعضه الاذرق في تاريخ مكة ولعبد  
 الرزاق وابن جرير وابن المنذر وابن الانباري في المصاحف عن ابي الطفيل ان ابن الكواء  
 سأل عليا عن البيت المعمور ما هو قال ذلك الضراح بيت فوق سبع سموات تحت العرش

اور ابوالشیخ نے غلطہ بن اور بیہقی نے اسرار والصفات میں علی بن ابیطالب رضی سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے اور پوچھتے ہیں تجھسی حال روح کا فرمایا کہ وہ ایک فرشتہ ہے فرشتوں میں سے اس کے ستر ہزار سنہ میں ہر سنہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں ہر زبان میں ستر ہزار بولیاں ہیں وہ ان سب بولیوں میں اللہ کی پاکی بولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک پاکی کے کلمہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ فرشتوں کے ساتھ اوڑتا ہے قیامت کے دن تک۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قسم ہے طور کی اور اس کتاب کی کہ لکھے گئی ہے کشادہ ورق میں اور قسم ہے بیت معمر کی اسحاق بن راہویہ اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنی سند میں اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفاسیر میں۔ اور صابونی نے مائتین میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں خالد بن عرقہ سے روایت کیا کہ فرمایا حضرت علی نے مجھ سے سوال کرو جو چاہو مگر وہ باتیں پوچھو کہ مفید یا مضر ہوں۔ ایک آدمی نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین (الذاریات ذمروا) سے کیا مراد ہے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میں کہ چکا ہوں کہ مت سوال کرو مجھ سے مگر مفید یا مضر باتوں کا۔ ذاریات ہوائیں ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ (المقسمات امرأ) سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کہ فرشتے ہیں۔ عرض کیا کہ بیت المعمور کیا ہے۔ فرمایا ایک مکان ہے آسمان میں اس کو ضراح کہتے ہیں اور وہ کعبہ کے اوپر اس کے مقابل میں ہے اس کی حرمت آسمان میں ایسی ہے جیسی کعبہ کی حرمت۔ میں میں ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں پھر وہ کبھی اس کے طرف نہیں آتے۔ اس کے بعد ذکر تعمیر کعبہ میں منسربا با اور جبریل حجر اسود کو لیکر حضرت ابراہیم کے پاس آئے آخر حدیث تک دیکھو اور ازرقی نے اس حدیث کا بعض حصہ حضرت علی سے تالیخ کیا کہ میں نقل کیا اور عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن اثبار میں نے مصنف میں ابی الطفیل سے روایت کیا کہ ابن گواء نے حضرت علی سے پوچھا کہ بیت المعمور کیا چیز ہے فرمایا کہ وہ ایک مکان موسوم بضراح ہے ساتویں آسمان کی اوپر عرش کے نیچے۔

يدخله كل يوم سبعون ألف ملك ثم لا يعودون اليه الى يوم القيمة وتحشيش بن  
اصرم في الاستقامة عن علي قال اول ما خلق الله تعالى القلم ثم خلق النون وهي  
الدواة ثم خلق اللوح فكتب الدنيا وما يكون فيها حتى تفتنى من خلق مخلوقا وعمل معمول  
برا وفجورا وما كان من رزق حلال وحرام اورطب ويا بر ثم وكل بذلك الكتاب  
ملئكة ووكل بالخلق ملائكة وقال المتعال له معقبات من بين يديه ومن خلفه  
يحفظونه من امر الله وقال وان عليكم محافظين كراما كاتبين يعلمون ما تفعلون  
ولا بن المنذر وابي الشيخ عن علي في قوله تعالى للمعقبات من بين يديه ومن خلفه  
يحفظونه من امر الله قال ليس من عبد الا معه ملائكة يحفظونه من ان يقع عليه  
حائط او يتردى في بئر او يأكله سبع او غرق <sup>توفي</sup> فاذا جاء القدر دخلوا بينه وبين  
القدر و لا ابي داود في القدر و ابن ابي الدنيا في مكان الشيطان و ابن عساكر في  
تاريخ دمشق عن علي قال لكل عبد حفة يحفظونه لا يخرج عليه حائط او يتردى  
في بئر او تصيبه دابة حتى اذا جاء القدر الذي قدر له خلت عنه الحفظة فاصابه  
ما شاء الله ان يصيبه وفي لفظ ابي داود انه ليس من الناس احدا الا وقد وكل به  
ملك فلا تريد دابة ولا شيء الا قال انقه انقه فاذا جاء القدر خلا عنه ولا بن  
سعد و ابن جرير و ابن عساكر عن ابي بجر قال جاء رجل من مراد الى علي وهو بصلي في المسجد

اوسمیں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر قیامت تک اوسکے طرف پلٹ کر نہیں آتے۔ اور خشیش بن اصرم نے استقامت میں حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ اول اللہ نے قلم کو پیدا کیا پھر نون کو اور وہ دوات ہے۔ پھر لوح محفوظ کو اور اوسمیں دنیا اور دنیا کی سب اشیا کا حال فنا ہونے تک لکھا مخلوق کی پیدائش اور اعمال بدو نیک اور رزق حلال اور حرام یا تراور خشک جو کچھ ہوا۔ پھر اوس کتاب پر فرشتہ نکو مقرر کیا اور خلقت پر فرشتہ نکو مقرر کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بندہ کے لئے ایک کے بعد ایک آئیوالے ہیں اوسکے آگے سے اور اوسکے پیچھے سے کہ حفاظت کرتے ہیں اوسکی اللہ کے حکم سے۔ اور فرمایا تمہارے اوپر نگہبان ہیں عزت والے لکھنے والے جانتے ہیں جو تم کرتے ہیں اور ابن منذر اور ابوالشیخ نے اللہ تعالیٰ کے قول (لَا مَعْصِيَاتَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ) کی تفسیر میں حضرت علی سے روایت کیا کہ ہر بندہ کے ساتھ فرشتے ہیں جو اوسکو بچاتے ہیں دیوار کے نیچے دب جانے یا کنوین میں گرنا یا درندہ کے بہاڑ کھانے یا ڈوب جانے یا جل جانے سے پھر جب وقت مقدر آتا ہے وہ فرشتے اوس سے اور مقدر چیز سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اور ابوداؤد نے کتاب القدر میں اور ابن ابی الدنیاء نے مکائد الشیطان میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ ہر بندہ کے لئے نگہبان ہیں جو اوسکی نگہبانی کرتے ہیں کہ اوس پر کوئی دیوار نہ کر پڑے یا کنوین میں نہ گرے یا جانور یا زائد نہ دیوی بہانگ کہ جب وقت مقدر آتا ہے جو اوسکے لئے ٹھہرایا ہوا ہے۔ حفاظت کرنے والے فرشتے علیہہ ہو جاتے ہیں اور جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ پہونچانا چاہتا ہے پہونچتا ہے۔ اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں ہر آدمی پر ایک فرشتہ مقرر ہے جب کوئی جانور یا کوئی چیز اوسکو اذیت رسانی کا قصد کرتا ہے تو فرشتہ کھتا ہے علیہہ رہ علیہہ رہ جب تقدیری امر پیش آتا ہے تو اوسکو چھوڑ دیتا ہے اور ابن سعد اور ابن جریر اور ابن عساکر نے ابی مجلز سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ مراد کا ایک آدمی حشر علی کے خدمت میں آیا اور آپ مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔

اوسکے لئے یعنی بندے کیلئے ایک کے بعد ایک آئیوالے ہیں اوسکے آگے سے اور اوسکے پیچھے سے کہ اوسکی نگہبانی کرتے ہیں اللہ کے حکم سے

فقال احتسب فان اناسا من مراد يريدون قتلك فقال ان مع كل رجل ملكين  
يحفظانه مما لم يقدر فاذا جاء القدر خليا بيده وبينه ولا بى داود وخشيش بن عساكر  
عن يعلى بن مروة نحوه بزيادة ولا بى داود وابن عساكر عن قتادة مرسل نحوه ولا بى شيبه  
عن الحسن بن عبد الله قال هربت الى الحجاز فرأى ابو صادق فقال معك ازار فان عليا كان  
يقول من كشف عورته اعرض عنه الملك وفي الحفظه الكرام الكاتبين عن الخبر عند ابن  
جرير وقفوا عند البرار وابن مردويه دفعا قال الحافظ ابن حجر في فتح الباري وقد اشتمل  
كتاب العظة لابن الشيخ من ذكر الملكة على احاديث واثار كثيرة وفيه عن علي انه ذكر  
الملكة فقال منهم الامناء على وحيه والحفظة لعباده والسدنة لجنانة والثابتة  
في الارض السفلى اقدامهم المارقة من السماء العليا اعناقهم الخارجة من الاقطار اكنافهم  
الماسية بقوائم العرش اكنافهم وعن الحسن بن علي قال علمني رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
ثواب الوضوء فقال يا علي اذا قدمت وضوءك فقل بسم الله العظيم الحمد لله الذي هدانا للاسلام  
الى ان قال والملك قائم على رأسك يكتب ما تقول ثم يحتمه بخاتم ثم يعرج به الى السماء فيضعه  
تحت عرش الرحمن اخرجه ابو القاسم ابن مند في كتاب الوضوء والمستغفر في الدعوات  
والديلى في مسند الفردوس بطرق عن خارجة بن مصعب صاحب ابى خيفة وله طرق  
اخرى واخرج الطبرانى وابن مردويه وابن النجار عن الحسن بن علي قال قالوا يا رسول الله رأيت

اوسنے عرض کیا کہ آپ اپنے حفاظت کے لئے پھر مقرر فرمائے قبیلہ مراد کے کچھ اشخاص آپ کے قتل کے درپے ہیں۔ فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے حفاظت کرنے والے ہیں جب تک کہ حکم مقرر نہ ہو پوچھے اور جب حکم مقرر ہو پوچھتا ہے تو وہ دونوں علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور ابو داؤد اور خشیش اور ابن عساکر نے یعلیٰ بن مرہ سے اوسیکے مانند کچھ بڑا کر روایت کیا۔ اور ابو داؤد اور ابن عساکر نے قتادہ سے مثل اوسکے مرسل روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے حسن بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ مجھ کو ابو صادق نے عام کے طرف جاتے ہوئے دیکھا فرمایا کیا تیرے ساتھ لنگی ہے (یعنی جام بن نہاے کیلئے) حضرت علی کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنی شرمکاہ کو برہنہ کرتا ہے فرشتہ اوس سے منہ پھیر لیتا ہے اور محافظین کرام کاتبین کے بیان میں جبر (عبد اللہ بن عباس) کے ابن جبریر نے موقوفاً اور ہزار اور ابن مردویہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا کہ ابو الشیخ کی کتاب العظیمہ میں فرشتوں کے ذکر کی حدیثیں اور آثار بہت ہیں اور اوس میں حضرت علی سے منقول ہے کہ بعض فرشتے اللہ کے وحی کے امانت دار ہیں اور بعض اوسکے بندوں کے نگہبان ہیں۔ اور بعض جنتوں کے خدام ہیں اور بعضوں کے قدم سب سے نیچے کی زمین پر جمی ہوئے ہیں اور گردنیں ساتویں آسمان سے نکلے ہوئی ہیں۔ اور پہلو اطراف و جوانب سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور مونڈ بھی عرش کے پایوں سے لگے ہوئے ہیں۔ اور حسن نے یعنی حضرت حسن بصری نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کا ثواب سکھایا فرمایا اسی علی جب تم وضو کرو تو کھو شروع کرتا ہوں میں اللہ بزرگ کے نام سے سب تعریف ہی اوس اللہ کو کہ ہو اسلیم کی ہدایت فرمائی۔ یہاں تک کہ نہ دایا فرشتہ تمہاری سر کے قریب کھڑا ہوا لکھتا ہے جو تم کہتے ہو پھر اوس پر مہر لگا کر اوس کو لیکر آسمان کے طرف چڑھتا ہے اور رحمن کے عرش کے نیچے رکھ دیتا ہے روایت کیا ہے اسکو ابو القاسم بن مندہ نے کتاب الوضو میں اور ستغفری نے دعوات میں اور دیلمی نے سند الفردوس میں چند طریقوں سے خارجہ بن مصعب ابو حنیفہ کے شاگرد سے اور علاوہ انکے اس کے اور طرق بھی ہیں اور طبرانی اور ابن مردویہ اور ابن نجار نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خبر دیجئے ہکو۔

حسن روایت کو تابعی بدون ذکر صحابی کے بیان کرے اسکو مرسل کہتے ہیں ۱۲ صحابہ اور تابعین کے اقوال کو آثار کہتے ہیں ۱۳



قول الله ان الله وملائكته يصلون على النبي قال ان هذا من المكتوم ولولا انكم سألتوني  
 عنه ما اخبركم عنه ان الله عز وجل وكل بي ملكين لا اذكر عند عبد مسلم فيصلي علي الا  
 قال ذاك الملكان غفر الله لك وقال الله وملائكته مجوابا لدينك الملكين امين ولا  
 اذكر عند عبد مسلم فلا يصلي علي الا قال ذاك الملكان لا غفر الله لك وقال الله و  
 ملائكته لدينك الملكين امين وعن ابي عبد الرحمن السلمي عن علي انه امر بالسواك وقال  
 قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان العبد اذا تسوك ثم قام يصلي قام الملك خلفه  
 فيسمع لقراءته فيدون امانته او كلمة نحوها حتى يضع فاه على فيه فما يخرج من فيه شيء  
 من القرآن الا صار في جوف الملك فظهر واافواهكم للقرآن رواه البرازي في مسنده وقال  
 لا نعلمه عن علي باحسن من هذا الاسناد وقد رواه بعضهم عن ابي عبد الرحمن عن علي  
 موقوفا (قلت) اخرجه ابن المبارك في الزهد والآجري في اخلاق حملة القرآن  
 والبيهقي في السنن وقال السيوطي في الاتقان في سند البرازي جيد ولبعضه شاهد عن  
 عمر عند ابن زنجويه في فضائل الاعمال وعن علي قال اذا توضا المسافر فان اقام قام  
 عن يمينه ملك وعن شماله ملك فان اذن واقام صلى خلفه صفوف من الملائكة  
 اخرجه عبيد الله بن محمد بن حفص العيشي في جروته وعن عطاء الخراساني عن مولى  
 امراته امر عثمان عن علي قال اذا كان يوم الجمعة خرج الشياطين يريثون الناس الى اسواقهم

اللہ تعالیٰ کے قول (ان الله وملائكته يصلون على النبي) کی مطلب سے فرمایا کہ یہ منجھرا سرا کے  
 ہے اگر تم مجھے نہ پوچھتے تو تم کو میں نہ بتلاتا اللہ عزوجل نے میرے لئے دو فرشتے معین فرمائے ہیں جب کوئی بندہ  
 مسلمان میرے ذکر کے وقت مجھ پر درود بھیجتا ہے یہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تیری مغفرت کرے اور  
 اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ اون دونوں فرشتوں کی جواب میں آمین کہتے ہیں اور جب کسی بندہ مسلمان کے قریب ہزار گھر  
 ہوتا ہے اور وہ مجھ پر درود نہیں بھیجتا تو یہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تیری مغفرت نہ کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے  
 فرشتے اون دونوں فرشتوں کے جواب میں آمین کہتے ہیں۔ اور ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے ہے وہ حضرت علی سے روایت  
 کرتے ہیں کہ آپ نے مسواک کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب مسواک  
 کر کے نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوتا ہے فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو کر اس کی قرات سنتا اور اس کے قریب ہوتا ہے (یا  
 کوئی اور کلمہ اس کا ہم معنی فرمایا) یہاں تک کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے اہ جب قدر قرآن اس کے منہ سے نکلتا  
 ہے فرشتہ کے پیٹ میں داخل ہوتا ہے اس لئے تم اپنے مومنوں کو قرآن پڑھنے کیلئے پاک رکھو۔ ہزار نے اس کو اپنے  
 سند میں روایت کیا اور کہا کہ ہم کو اس حدیث کی سند حضرت علی سے اس سند سے بہتر معلوم نہیں ہوئے۔ اور  
 بعضوں نے اس روایت کو ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے حضرت علی سے موقوف روایت کی ہے۔ (میں کہتا ہوں)  
 اس کو روایت کیا ہے ابن المبارک نے زہد میں اور آجری نے اخلاق حملہ القرآن میں اور سیہقی نے سنن میں  
 اور سیوطی نے اتقان میں کہا ہے ہزار کی سند حید ہے اور ابن ربیعہ کے فضائل الاعمال میں عمر رضی اللہ عنہ سے  
 اس کے بعض حصہ کی شہادت منقول ہے۔ اور حضرت علی سے روایت بھی فرمایا کہ جب مسافر وضو کرتا ہے پھر اگر  
 اقامت پڑھتا ہے تو اس کے دہنے طرف ایک فرشتہ اور اس کے بائیں طرف ایک فرشتہ کھڑا ہوتا ہے پھر اگر اذان کے  
 بعد اقامت پڑھتا ہے تو فرشتوں کی صفیں اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں عبید اللہ بن محمد بن حفص عیشی نے اس کو اپنے جزو  
 میں روایت کیا ہے اور عطیہ خراسانی نے اپنی زوجہ ام عثمان کے مولیٰ سے اونہوں نے حضرت علی سے روایت  
 کیا ہے کہ جمعہ کے روز شیاطین اپنے جھنڈے لیکر نکلتے ہیں لوگوں کو بازاروں میں روک لینی کیلئے۔

صلى الله عليه وسلم  
دعا والذين ينادون  
السابقين

ومعهم الرايات وتقع الملائكة على ابواب المساجد يكتبون الناس على قدر منازلهم  
السابق والمصلى والذي يليه الى ان قال هكذا سمعت من نبيكم صلى الله عليه وآله  
وسلم اخرج ابن ابي شيبة واحمد وعنه علي قال لما كان اول ليلة من رمضان قام  
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واتى على الله وقال ايها الناس قد كفاكم الله  
عدوكم من الجن ووعدكم الاجابة وقال ادعوني استجب لكم الا وقد وكل الله عز وجل  
بكل شيطان مر يد سبعه من الملائكة فليس يحول حتى ينقضى شهر رمضان الحديث  
اخرجه الاصبهاني في الترغيب والترهيب والبيهقي في السنن والشعب بسند متعاضدا بالشواهد  
عن علي قال انا والله حرضت عمر على القيام في شهر رمضان قيل وكيف يا امير المؤمنين  
قال اخبرته ان في السماء السابعة حظيرة يقال لها حظيرة القدس فيها ملائكة يقال  
لهم الروح وفي لفظ الروحانيون فاذا كان ليلة القدر استاذنوا بهم في النزول الى الدنيا  
فياذن لهم فلا يمرون بمسجد يصلي فيه ولا يستقبلون احدا في طريق الادعواله فاصابه  
منهم بركة فقال له عمر يا ابا الحسن فخرض الناس على الصلوة حتى تصيبهم البركة  
فامر الناس بالقيام ولا ينمروا به عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم  
هل تدرون ما تفسير هذه الآية كلا اذا دكت الارض دكا وجاء ربك والملك  
صفافا وجئ يومئذ بجهنم قال اذا كان يوم القيامة تقادحهم سبعين ألفا م

اور فرشتے مسجد و نیکے دروازوں پر بیٹھتے ہیں لوگوں کے مراتب لکھنے کے لئے اول وقت آنے والے کے اور اوس کے بعد  
 آنے والے کے اور اوس کے بعد آنے والے کے یہاں تک کہ فرمایا ایسا ہی سلسلہ ہے میں نے تمہاری نبی صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم سے ابن ابی شیبہ اور احمد نے اسکو روایت کیا ہے اور حضرت علی سے روایت بھی فرمائی کہ رمضان  
 کی پہلی شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے تعریف کی اور فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ  
 تمہارے دشمن شیطان سے تمکو بے خوف کر دیا اور تمہاری دعا قبول کرنے کا وعدہ فرمایا اور کھا کہ مجھ سے دعا کرو  
 میں قبول کروں گا۔ خبردار رہو اللہ تعالیٰ نے ہر سرکش شیطان پر سات فرشتے معین فرمائے ہیں ماہ رمضان گزرتے  
 لینے تک اسکو قید رکھتے ہیں اسکو اصبہانی نے ترغیب میں روایت کیا ہے اور یہ بھی نے سنن اور شعب میں ایسی  
 سند سے کہ دوسرے شہادتوں سے قوت پاتی ہے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ قسم اللہ کی میں نے ہی عمر کو ماہ  
 رمضان کے قیام (جماعت تراویح) پر براہ گنجہ کیا ہے کسی نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین یہ کس طرح ہوا فرمایا کہ میں نے  
 اونکو خبر دی کہ ساتویں آسمان میں ایک مکان ہے جسکو حظیرۃ القدس کہتے ہیں اوس میں بہت سے فرشتے ہیں جسکو  
 روح کہا جاتا ہے (اور ایک روایت میں روحانیین ہیں) وہ شب قدر میں اپنے رب سے دنیا کی طرف اترنے کی  
 اجازت چاہتے ہیں اونکو اللہ اجازت دیتا ہے وہ جب کسی سجدہ پر گزرتے ہیں کہ جس میں ناز ہو رہی ہے یا  
 کسی کے سامنے آتے ہیں کسی راہ میں تو اس کے لئے دعا خیر کرتے ہیں اور اونکی خیر و برکت اسکو پہنچتی  
 ہے اس پر عسر رض نے کھا کہ اے ابابحسن پھر لوگوں کو نماز پر یعنی رات کو نفلین پڑھنے پر براہ گنجہ کریں  
 کہ اونکو یہ برکت پہنچے پھر لوگوں کو قیام (نماز تراویح) کا حکم دیا اور ابن مردویہ نے حضرت علی رض سے  
 روایت کیا ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم اس آیت (کل اذا دکت الاضراس)  
 دکاد کا وجاء ربک والملك صفا صفا و جیئ یومئذ بمجہتم کی تفسیر جانتے ہوئے فرمایا  
 کہ قیامت کے روز دوزخ کیسی بکری لایا جائیگا ستر ہزار رسوں سے۔

بيد سبعين ألف ملك فتشرشرة لولا أن الله حبسها لأحرقت السموات  
 والارض ولا ابن مردويه عن أبي سعيد قال لما نزلت هذه الآية تغير رسول الله  
 صلى الله عليه وآله وسلم وعرف في وجهه حتى اشتد على أصحابه ما رأوا من حاله  
 فسأل علي فقال جبريل فقرأني هذه الآية فقيل وكيف يجاء بها قال فذكر نحوه  
 ولا ابن وهب في كتاب الأهل والعيال عن زيد بن أسلم نحوه واللائقان يجهنم كذلك رواه  
 مسلم والترمذي وابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم وابن مردويه عن عبد الله  
 رفعا وابن أبي شيبه وعبد بن حميد والترمذي وعبد الله بن أحمد في زوائد الزهراء  
 وابن جرير عنه وقفايعد رفعا وعن علي في قوله تعالى وما أنزل على الملكين ببابل  
 هاروت وماروت قال هما ملكان ملائكة السماء أخرجه ابن أبي حاتم قال السيوطي  
 في اللانقان وقد أفردت في قصتهما جزء وعن عمار بن سعيد قال سمعت عليا يخبر  
 القوم أن هذه الزهرة تسميها العرب الزهرة وتسميها الجحش أنا هيذ وكان الملكان  
 يحكان بين الناس فانتها فادها كل واحد منهما عن غير علم صاحبه فقال أحدهما  
 لصاحبه يا أخى إن في نفسي بعض الأمر أريد أن أذكره لك قال أذكر يا أخى لعل الذي في نفسي  
 مثل الذي في نفسك فاتفقا على أمر في ذلك فقال لها المرأة ألا تخبراني بما تصعدان  
 به إلى السماء وبما تهبطان به إلى الارض فقالا باسم الله الأعظم فهبط وبه نصعد

جو ستر ہزار فرشتوں کی ہاتھ میں ہو گئے اور وہ اس طرح کا ہانگنا بھاگیا کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو نہ روکے تو آسمان وزمین کو جلا ڈالے۔ اور ابن مردویہ نے ابی سعید سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ بدل گیا اور آپ کے چہرہ مبارک پر یہ بات پہچانے لگی اور صحابہ نے جو یہ حالت آپ کی دیکھی اونکو شدت کا غم ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو فرمایا کہ جبریل نے اگر یہ آیت مجھ کو پڑائی کسی نے عرض کیا کہ دوزخ کس طرح لائے جائیگی تو جیسا پہلی روایت میں گذر رہا ہے اسی کے مانند فرمایا اور ابن وہب نے کتاب الاہوال میں زید بن اسلم سے اسی طرح کا مضمون روایت کیا ہے اور اسی طرح دوزخ کے لائے کو مسلم اور ترمذی اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عبد اللہ سے مرفوعاً اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ترمذی اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزید میں اور ابن جریر نے اون سے موقوف روایت کیا کہ وہ مرفوع کی شمار میں ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول **وَمَا أَنزَلَ عَلَى الْمَلَكِينَ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ** کی تفسیر میں مروی ہے کہ وہ دونوں آسمان کے فرشتوں میں سے ہیں ابن ابی حاتم نے اس کو روایت کیا ہے۔ سیوطی نے اتفاقیں لکھا ہے کہ ہاروت اور ماروت کا قصہ میں نے ایک مستقل جزو میں لکھا ہے اور عمیر بن سعید سے منقول ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ زہرہ اس کو عوب زہرہ اور عجم انا ہیذ کہتے ہیں اور دونو فرشتے لوگوں کے درمیان میں فیصلہ کیا کرتے تھے وہ اون کے پاس آئے اون دونوں میں ہر ایک نے بدو ن علم اپنے ساتھی کے اس کی رغبت کی ہر ایک نے دوسرے سے کھا اسی بھائی حیر دلمین ایک بات ہے اس کو میں تجھ سے ذکر کرنا چاہتا ہوں اون نے کہا بیان کرا ہی بھائی شاید جو تیرے دلمین ہے ویسا ہی میرے دلمین ہو پھر دونو اس معاملہ میں ایک بات پر متفق ہوئے اور زہرہ نے اون سے کھا کہ مجھ کو وہ عمل بتلاؤ جس کے ذریعہ سے تم آسمان پر چڑھتے ہو اور جس کے ذریعہ سے زمین میں اترتے ہو۔ اونہوں نے کہا کہ اللہ کے اسم اعظم کی برکت سے اترتے اور چڑھتے ہیں۔

اور ہاروت و ماروت دو فرشتوں ہر ابل میں جو کچھ کہ نازل کیا گیا۔ ۱۳

فقالت ما انا بمواتيتكما الذي تريدان حتى تعلمانيه فقال احدهما لصاحبه علمها  
 اياه قال فكيف لنا بشدة عذاب الله فقال الاخر انا نرجو اسعذرحمة الله فعلمها  
 اياه فتكلمت به فطارت الى السماء ففرع ملك في السماء لصعودها فطأ طأ رأسه فلم  
 يجلس بعد ومسحها الله فكانت كوكبا اخرج به اسحق وعبد بن حميد وابن ابى الدنيا  
 في العقوبات وابن جرير وابو الشيخ في العظمة والحاكم وصححه ولاسحق وابن مردويه  
 عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعن الله الزهرة فانها هي التي  
 فتنت الملكين هاروت وماروت ولا بن ابى حاتم وابن عساكر عن ابى جعفر الباقر قال  
 السجل ملك وكان هاروت وماروت من اعوانه وكان له كل يوم ثلث لمحات ينظرهن  
 في امر الكتاب فنظر نظرة لم تكن له فابصر فيها خلق آدم وما فيه من الامور فاسر ذلك  
 الى هاروت وماروت فلما قال تعالى اني جاعل في الارض خليفة قالوا اتجعل فيها من  
 يفسد فيها قال اذ لك استطالة على الملكة ولعبد بن حميد عن علي في قوله تعالى  
 كطي السجل قال السجل ملك ولا بن ابى الدنيا في كتاب المطر وابن جرير وابن المنذر و  
 الخرائطي في مكارم الاخلاق والبيهقي في سننه عن علي قال الرعد ملك والبرق ضربه  
 السحاب بمخراق من حديد ولعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر والخرائط في مكارم  
 الاخلاق وابن ابى حاتم وابو الشيخ وابو نعيم والبيهقي في سننه من طرق عن علي قال

اوس نے کھا کہ میں تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتی جب تک کہ اسم اعظم مجھ کو نہ بتلا دو۔ ایک فرشتہ نے دوسرے سے کہا کہ اسم اعظم اوسکو سکھایا اوس نے کھا کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی سختی سے ہمارا کیا حال ہو گا دوسرے نے کھا کہ بھلا اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت کی امید ہے اوس نے زہرہ کو اسم اعظم سکھادیا وہ اوسکو پڑا آسمان کے طرف وڑ گئی اور ایک فرشتہ جو آسمان میں تھا وہ اوسکے چڑھنے سے گہرا گیا اور پھر نہ بیٹھا اور اللہ نے زہرہ کو مسح کر دیا وہ ایک ستارہ بن گئی۔ اسحق اور عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے عقوبات میں اور ابن جریر اور ابوالشیخ نے غطت میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح کھا ہے اور اسحق اور ابن مردویہ نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے زہرہ کو یہ وہی ہے جس نے ہاروت و ماروت دو فرشتوں کو فتنہ میں ڈالا اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے ابی جعفر باقر سے روایت کیا ہے کہ سجد ایک فرشتہ ہے اور ہاروت و ماروت اوسکے مدد کار تھے۔ ہر روز تین دفعہ نظر کرنا تھا کہ وہ تین بار اصل کتاب میں دیکھا تھا اوس نے ایک بار اور دیکھا جسکی وکلا جازت نہ تھی تو حضرت آدم کی پیشانی اوسکے متعلق باتیں اوسکو معلوم ہوئیں اوسنے یہ قصہ بطور راز کے ہاروت و ماروت سے بیان کر دیا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا ایسے شخص کو خلیفہ بنانا ہے جو زمین پر فساد کریگا یہ بات فرشتوں کے اوپر اپنی بڑائی کی راہ سے ہاروت و ماروت نے کہی تھی۔ اور عبد بن حمید نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول (کطح النجل) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ سجد ایک فرشتہ ہے اور ابن ابی الدنیا نے کتاب المطرین اور ابن جریر اور ابن منذر اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ رعد ایک فرشتہ ہے اور برق بادل کو مارنے کا لوہے کا کرز ہے اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابو نعیم اور بیہقی نے اپنی سنن میں متعدد طریقوں سے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔



يا جبريل قال اذهب فانظر فذهبت ففتحت البيت فلم اجد فيه شيئا غير جرو وكان  
يلعب به الحسن فقلت ما وجدت الا جروا قال انها ثلث لم يلج ملك ما دام فيها ابدا واحدا منها  
كلب او جنابة او صورة روح واخرجه مسددا في المسند مختصرا ان جبريل اتي النبي صلى الله عليه  
واله وسلم فلم يخرج فقال سلمت ثم رجعت فقال اني لا ادخل بيوتا في صورة ولا كلب  
ولا بول ذلك ان جروا الحسن والحسين كان في البيت والابن جوير في التفسير والابن الشيخ في العظمة  
عن علي بن الحسين قال اسم جبريل عبد الله واسم <sup>ميكائيل</sup> جبريل الله واسم اسرافيل عبد الرحمن وكل شيء يرجع  
الي ايل فهو عبد الله عز وجل ونحوه لابن جوير عن ابن عباس بدون الجملة الثالثة ولا ابن ابي حاتم  
عنه الاولى والاخرة وللدلي عن ابى امامة رفاع بدون الجملة الاخرة ولا ابن ابي داود في المصالح  
وابن عساکر عن ابى جعفر قال كان ابوبكر يجمع مناجاة جبريل للنبي صلى الله عليه واله وسلم ولا يراه  
ولما اكرم في المستدرك عن علي قال ان النبي صلى الله عليه واله وسلم قال لجبريل من يهاجمي قال  
ابوبكر الصديق وعن ابى صالح الخنفي عن علي قال قال لي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ولا يكر  
يوم يدوم مع احد كما جبريل ومع الاخوميكائيل واسرافيل ملك عظيم يشهد القتال او يقف في  
الصف اخرجه ابن ابى شيبه واحمد وابن منيع وابن ابى عاصم والدورقي وابو يعلى وابن ابى داود  
وابن جوير وصححه ابن عصفرة والحاكم وابو نعيم في المحلية والعشادي في فضائل الصديق وخيتمه في  
فضائل الصحابة واللالكا في السنة والبيهقي في الدلائل وابو عمر في الاستيعاب والضياء في المختار

عرض کیا کہ آپ تشریف فرما کر ملاحظہ فرمادیں میں نے جا کر دروازہ مکان کا کھولا اوس میں بجز پہنچ کر کچھ نہ پایا کہ اوس سے حسنؓ کہہلتے تھے میں نے کہا کہ بجز پہنچنے کے کچھ نہیں دیکھتا ہوں عرض کیا کہ تین چیزیں ہیں اونہیں سے گہر میں ایک بھی جب تک رہتی ہے فرشتہ داخل نہیں ہوتا گتا یا جنابت یا جاندار کی تصویر اور مردوں نے اسکو مسند میں مختصر روایت کیا کہ جبریلؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر واپس ہوئے فرمایا سلام عرض کر کر کیوں واپس ہو گئے تھے عرض کیا کہ میں اوس گہر میں نہیں داخل ہوتا ہوں جس میں تصویر لگتا یا پیشاب ہوتا ہو اسکا سبب یہ ہے کہ ایک پتہ حسنؓ یا حسینؓ کے کہنے کا گہر میں ہے اور ابن جریر نے تفسیر میں اور ابوالشیخ نے غلطہ میں علی بن حسین سے روایت کیا فرمایا کہ جبریلؑ کا نام عبد اللہ اور میکائیلؑ کا جمید اللہ اور اسرافیلؑ کا نام عبد الرحمن ہے اور جو کچھ ایل کی طرف منسوب ہے اسکے منہ میں اللہ کا بندہ اور اسی کے مثل ابن جریر نے ابن عباسؓ سے بدون جملہ ثانیہ گے اور ابن ابی حاتم نے اوسنے پہلا اور دو سرا جملہ اور دیلمی نے ابوالہریرہ سے مرفوعاً بدون جملہ اخیرہ کے روایت کیا اور ابن ابی داؤد نے مصاحف میں اور ابن عساکر نے ابو جعفر سے روایت کیا فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جبریلؑ کا باتین کرنا ابو بکر رضا سنتے تھے مگر جبریلؑ کو دیکھتے نہ تھے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت علیؑ سے روایت کیا فرمایا جبریلؑ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے ہمراہ کون ہجرت کرے گا عرض کیا کہ ابو بکر صدیقؓ اور ابوصالح خضی نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اور ابو بکر سے ہر کون فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک کو ساتھ جبریلؑ اور دو سیر کے ساتھ اسرافیلؑ اور اسرافیلؑ بڑا فرشتہ ہر لڑائی میں حاضر ہوتا ہے یا صف قتال میں قیام کرتا ہے اسکو ابن ابی شیبہ اور احمد اور ابن مینہ اور ابن ماصم و دورقی و ابویعلیٰ و ابن ابی داؤد و ابن جریر نے روایت کیا اور ابن جریر نے صحیح کہا ہے و تیرا بن عقدہ و حاکم و ابونعیم نے علیہ میں اور عثمانی (فضائل صدیقین میں اور غنیہ نے فضائل صحابہ میں اور لا لکائی نے ستہ میں اور بیہقی نے دلائل میں اور ابو عمر نے استیعاب میں اور ضیاء نے مختارہ میں روایت کیا۔

وعن علي قال كنت قليب يوم رددت رايح منه فجاءت ريح شديدة فخرجت ريح شديدة لم ار  
ريحاً أشد منها الا التي كانت قبلها فخرجت ريح شديدة فكانت الاولى ميكائيل في الف  
من الملكة عن يمين النبي صلى الله عليه وآله وسلم والثانية اسرافيل في الف من الملكة عن  
يسار النبي صلى الله عليه وآله وسلم والثالثة جبريل في الف من الملكة وكان ابو بكر عن يمينه وكنت  
عن يساره الحديث أخرجه ابو يعلى وابن جرير والبيهقي في الدلائل وفيه ابو الحويرث عبد الرحمن  
ابن معاوية ضعيف ولكنه متعاذب بالشواهد وعن محمد بن جبير قال حدثني رجل من بني  
أزدان علي بن أبي طالب خطب الناس بالعراق وهو يومئذ مع فقال بيدينا انا بقلب بد رجاءت  
ريح لم ار مثلاً قط شديداً ثم ذهب ثم جاءت ريح أخرى لم ار مثلاً الا التي قبلها ثم ذهبت  
ثم جاءت ريح أخرى لم ار مثلاً الا التي قبلها فكانت الاولى جبريل في الف مع رسول الله صلى الله  
عليه وآله وسلم وكانت الريح الثانية ميكائيل في الف عن يمين النبي صلى الله عليه وآله وسلم و  
ابن بكر وكانت الريح الثالثة اسرافيل في الف عن يسار النبي صلى الله عليه وآله وسلم وانا في اليسار الحديث  
أخرجه ابن جرير وأخرج وكيع وابن أبي شيبة في مصنفه واسحق بن راهويه واحمد والبراء والنسائي  
في خصائص علي والحسن بن سفيان وابو يعلى وابن حبان في صحيحه والطبراني وابو نعيم في الحلية بطرق  
جمعة صحيحة وحسنه عن الامام حسن بن علي أنه خطب حين استشهد علي فقال يا اهل الكوفة لقد  
فارقتكم بالأمس رجل لم يسبق له الا ولون يعلم ولا يدركه الا خرون كان رسول الله عليه وآله وسلم اذا

ما فتح هو الذي ينزل  
في ركبة اذا قل ما بها  
في لانا وسيد في فلاح  
ببيع ميجار اسما

اور حضرت علی سے منقول ہے نہ مایا کہ بدر کے دن میں ایک کنوئین میں اوڑھ کر پانی بھرتا تھا کہ ناگاہ ایک سخت ہوا چلی پھر دوسری اوس سے سخت چلی کہ اوس سے زیادہ تند ہوا بجز پہلی ہوا کے کبھی کہنے میں نہیں آئی پھر اور تیز ہوا چلی پہلی ہوا میکائیل سے تھے مع ایک ہزار فرشتوں کے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داہنی طرف سے اور دوسری ہوا اسرافیل تھے مع ایک ہزار فرشتوں کے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف میں۔ اور تیسری ہوا جبریل تھے مع ہزار ملائکہ کے اور ابو بکر آپ کے داہنی طرف اور میں بائیں جانب تھا۔ آخر حدیث تک اسکو ابو یعلیٰ وابن جریر نے وہی نقل کیا اور اسکے سند میں ابو الجوہر عبد الرحمن بن معاویہ ضعیف روای واقع ہے لیکن دوسرے شواہد اسکو قوت دیتے ہیں اور محمد ابن جبیر سے منقول ہے کہ بنی ازو کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ علی ابن ابیطالب نے عراق میں خطبہ پڑھا اور وہ یعنی ازوی سنتا تھا نہ مایا کہ میں قلب بدر کے اوپر تھا ایک ہوا آئی کہ اوس کے مثل میں نے کبھی سخت ہوا نہیں دیکھی پھر موقوف ہو گئی اوس کے بعد دوسری ہوا آئی کہ اوس کے مثل بھی کبھی بجز پہلی ہوا کے دیکھنے میں نہیں آئی پھر موقوف ہو گئی۔ پھر تیسری ہوا آئی اوس کے مثل بھی بجز پہلی ہوا کے ٹھنڈی دیکھنے میں آئی۔ پھلی ہوا جبریل کا آنا تھا مع ہزار ملائکہ کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسری ہوا میکائیل کا آنا تھا مع ہزار ملائکہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابو بکر کی داہنی جانب سے۔ اور تیسری ہوا اسرافیل کا آنا تھا مع ہزار ملائکہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں جانب سے اور میں بائیں جانب میں تھا الحدیث۔ اسکو ابن جریر نے روایت کیا اور وکیع نے اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور اسحاق ابن راہویہ اور احمد اور ہزار نے اور نسائی نے حضاض علی بن حسن ابن سفیان و ابو یعلیٰ نے و ابن جبان نے اپنے صحیح میں اور طبرانی نے و ابو نعیم نے حلیہ میں بہت سے صحیح اور حسن طریقوں سے امام حسن بن علی سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بعد شہادت حضرت علی خطبہ میں نہ مایا کہ ای اہل کو ذر حضرت ہوا کل تم سے ایک مرد کہ پہلے لوگ اوس پر علم میں سبقت نہیں لیگئے اور پچھلے اوس کے برابر نہیں ہو سکتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بعشرة في سرية بالراية كان جبريل عن يمينه وميكائيل عن يساره فلا يرجع حتى يفتح الله عليه قال  
 البراءة لا تعلم احدا يروي هذا الا الحسن واسناده صالح **قلت** لبعضه بعض شاهد في  
 ما مضى عن المولى المرتضى وبالحجلة فالحجلة مما خص به الامام الحسن من العلم المكنون والسر الصون  
 ولا في نعيم في الحلية عن علي قال كنا نتحدث ان ملكا ينطق على لسان عمرو بن سويد بن غفلة من جملة  
 خطبة بديعة لعل ثم ضرب الله بالحق على لسانه اي عمر حتى رأينا ان ملكا ينطق على لسانه اخرج خيثمة  
 والد الكافي وابو الحسن علي بن احمد البغدادى في فضائل ابي بكر رضي الله عنهما والثي راوى في الالقا  
 وابن منذر في تاريخ اصبهان وابن عساكر **وعن** علي في قصة بدر فجا رجل من الانصار بالعباس  
 ابن عبد المطلب اسير ا فقال العباس يا رسول الله هذا والله ما اسر في لقل اسر في رجل اطلع من  
 احسن الناس وجها على فرس ابلق ما اراه في القوم فقال الانصارى انا اسرته يا رسول الله  
 فقال اسكت فقد ايدك الله بملك كريم اخو جابر بن ابي شيبه واحمد وابن جبر وحمزة والبيهقي  
 في الدلائل وروى ابن ابي عاصم في الجهاد بعضه ولا بن المنذر وابن ابي حاتم عن علي قال كانت سيما  
 الملائكة يوم بدر والصوف الابيض في نواصي الخيل واذنابها واخرج ابن ابي حاتم وابو الشيخ عن  
 ابي جعفر محمد بن علي بن حسين بن علي قال كان لذي القرنين صديق من الملائكة يقال له زرافيل  
 وكان لا يزال يتعاهد بالسلام فقال ذو القرنين يا زرافيل هل تعلم شيئا يزيد في طول العمر لنزداد  
 شكرا وعبادة قال ما لي بذلك من علم ولكن ساسئل عن ذلك في السماء فعرج زرافيل الى السماء فلبث

جس وقت آپ کو کسی لشکر میں نشان دیکر پہنچے جبریل آپ کے جانب میں اور میکائیل آپ کے جانب یسار جوتے اور بغیر فتح کے اس جگہ سے مراجعت نہیں فرماتے تھے۔ بزار نے کہا کہ ہمارے علم میں بخیر حضرت حسن کو اس ولایت کو کوئی نقل نہیں کرتا ہوا اسناد اسکی صحیح ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو بعض کو لکھتے ہیں روایات جو مولیٰ مرتضیٰ سے پہلے روایت ہوئیں شاہدین اور باجملہ یا امام حسن کو علوم مکتونہ واسرار مخصوصہ سے ہے اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت علی سے روایت کیا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ایک فرشتہ حضرت عمر کی زبان کے اوپر بولتا ہے اور سوید بن غفلہ سے بخلفہ بلینہ حضرت علی کے منقول ہے ہر پر اللہ نے حق کو حضرت عمر کی زبان پر بیان کیا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک فرشتہ حضرت عمر کی زبان پر بولتا ہے اسکو خیمہ دلالکائی و ابوالحسن علی بن احمد بغدادی نے فضائل ابوبکر بنہ و عمر بنہ میں اور شیرازی فی القاب میں اور ابن مندہ نے تاریخ اصحاب میں اور ابن عساکر نے روایت کیا اور حضرت علی سے قصہ بدر میں منقول ہے کہ ایک انصاری عباس ابن عبد المطلب کو قید کر کے لایا عباس فر عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہر اللہ کی اسے جھکو قید نہیں کیا جھکو ایک ابلق گھوڑے کے سوا جس کے سر کی دونوں طرف بال نہ تھے اور وہ اون لوگوں میں سے تھا جو سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہیں میں اؤں کو اس قوم میں نہیں دیکھتا ہوں انصاری نے کہا یا رسول اللہ میں نے قید کیا اسکو فرمایا سکوت کر مد کی تیری اللہ نے ایک بزرگ فرشتہ سے اسکو ابن ابی شیبہ و احمد و ابن جریر نے روایت کیا اور ابن جریر نے اس کی تصحیح کی اور بیہقی نے دلائل میں روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے جہاد میں کچھ حصہ اسکا روایت کیا۔ اور ابن منذر و ابن ابی حاتم نے حضرت علی سے روایت کیا فرمایا کہ بدر کے روز فرشتوں کی علامت اونکے گھوڑوں کے پیشانیوں اور دُمون میں سفید اُون تھے اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی سے یعنی امام محمد باقر بنہ سے روایت کی ہے کہ ذوالقرنین کا فرشتوں میں سے ایک دوست تھا جو زفریل کہلاتا تھا اور ہمیشہ وقت و وقت پر سلام کے لئے آیا کرتا تھا تب ذوالقرنین نے کہا اے زفریل تمکو معلوم ہے کوئی ایسی چیز جس سے عمر کی لمبائی زیادہ ہوتا کہ ہم شکر اور عبادت زیادہ کریں کہا جھکو اس کا کچھ علم نہیں ہے لیکن میں آسمان میں اسکا حال پوچھوں گا پھر زفریل آسمان کی طرف چڑھ گئے۔

ما شاء الله ان يلبث شربط فقال اني قد سألت عما سألتي عنه فاخبرت ان الله عينا في ظلمة  
 هي اشد بياضا من اللبن واحلى من الشهد من شرب منها شربة لم يميت حتى يكون هو الذي يسأل الله  
 الموت الحديث والآخبار والآثار في الملكة عن اهل بيت النبوة في غاية من الكثرة مبسطة في  
 كتبنا من علومهم مفرقة وانما مقصودنا ههنا الا انما لم يثنى عن ذكرهم عنهم المعرفة فليقتصر  
 على هذا القدر ولقد حدثت في هذه الايام فرقة فرقة ففرق الله جمعهم وشنت شملهم يكفرون  
 بالملكثة ينكرون وجودهم وقد اخبر الله تعالى ورسله عنهم باشكالهم واعضائهم وافعالهم  
 واقوالهم وتسبيحهم وتقديسهم وقرعهم من الله تعالى ونزولهم الى الارض وصعودهم الى السماء  
 وانهم مدبروا العالم بامر الله تعالى وهؤلاء اراذل الاشقياء يزعمون على خلاف الله ورسله  
 ان الملكة عبارة عن القوى البشرية والنحوال المحسنة قاتلهم الله ما اجرأهم على الكفر بمن لا الله  
 الزبون ذكرهم نعوذ بالله من شرهم يمتهم على العلماء تكفيرهم وعلى الامراء تحذيرهم واستابتهم فان  
 تابوا والا يجب على اولى الامر قتلهم اخر الامر التوفيق من الله (الايمان بكتب الرحمن

عز وجل) قال تعالى امن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملكته  
 وكتبه وقال المتعال ان هذا الف الحصف الاولى صحف ابراهيم وموسى وقال ذوالجلال انا انزلنا  
 التوراة فيها هدى ونور وقال ذوالافضل وايناد اود ذبور او قال المتعال في عيسى وآتينا  
 الانجيل فيه هدى ونور ومصدق لما بين يديه من التوراة وهدى وموعظة للمتقين

حين  
 كان  
 يكتب  
 عن  
 وعلا

اور جب تک اللہ نے چاہا تب تک وہاں نہیں رہے پھر اترے پھر فرمایا کہ جو کچھ آپ نے مجھ سے پوچھا تھا میں نے اسکا حال پوچھا تو مجھ کو خبر دی گئی کہ اللہ کا ایک چشمہ ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جو کوئی اوس میں سے ایک بار پی لیکھا وہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہی اللہ سے موت مانگے آخر حد تک دیکھو۔ اور ملائکہ کے ذکر کے اخبار و آثار اہل بیت نبوت سے نہایت کثرت سے ہیں چارے کتب علوم متفرقہ اہل بیت میں بمسوط ہیں چارے معتقد اس جگہ اس کا تذکرہ اس ذکر کرتا ہے اہل بیت کی روایت سے اوس کے پہچاننے کے لئے لہذا اسی قدر پر اکتفا بہتر ہے۔ اور اس زمانہ میں ایک فرقہ پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اذکی جماعت کو پرانہ و پریشان کرے کہ فرشتوں کے وجود سے انکار کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اوس کے رسولوں نے فرشتوں کے اشکال و اعضاء و افعال و اقوال و تسبیح و تقدیس اور اللہ سے قریب ہونے اور زمین پر اترنے اور آسمان چڑھنے اور اللہ کے حکم سے عالم کی تدبیر کرنے کی خبر دی ہے اور وہ بد بخت ذلیل شریف اللہ اور اس کے رسولوں کے خلاف گمان کرتا ہے کہ قوائی بشریہ و نیک عادلین کو فرشتوں سے تعبیر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس شقی فرقہ تباہ کرے کس قدر دیرین ایسی چیز کے انکار و کفر پر کہ جس کے ذکر سے اللہ کی کتابیں بربز ہیں علماء پر اوٹکا کا فر کہنا اور مرا پر دھکانا اور توبہ لینا واجب ہی اگر توبہ کریں فیہا در نہ آخر الامر حکام پر اوٹکا قتل کرنا واجب ہے اور توفیق اللہ کی جانب سے ہے (ایمان لانا رحمن بزرگ و برتر کی کتابوں کے اوپر) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایمان لایا رسول و سر چیز پر جو نازل ہوئی ہے اور سپر اوس کے رب کی طرف سے اور سب اہل ایمان ہر ایک ایمان لایا اللہ اور اوس کے ملائکہ اور اوس کے کتابوں کے اوپر۔ اور فرمایا خدا متعال نے کہ یہ کتب سابقہ میں سے جو ابراہیم و موسیٰ کی کتابیں ہیں اور فرمایا ذوالجلال نے ہم نے نازل کیا تورات کو اوس میں ہدایت و نور ہے اور فرمایا ذوالافضل نے دی ہم نے داؤد کو زبور اور فرمایا خدا متعال نے عیسیٰ کے قصہ میں دی ہم نے اوس کو انجیل اوس میں ہدایت اور نور ہے اور اپنی سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والی ہے اور ہدایت اور نصیحت ہے متقیوں کے لئے۔



في آيات كثيرة تنزى واخرج عبد بن حميد وابن جرير وابن أبي شيبة عن علي قال كتب الله الاواح  
 لموسى وهو يومئذ صريف الاقدام في الاواح خمس على قال ان الله تعالى اخبرني ثلثة اشياء بيده فقال  
 التوراة بيده اخرجها الدارقطني في الصفات وحكمه الرفع وقد روى عبد الله بن الحارث عن عبد بن بلال  
 في صفة الجنة وابي الشيخ في العظمة والبيهقي في الاسماء والصفات وكذا قال هذا الجملة كسب دواه  
 عبد بن حميد وقاله ميلسرة وابراهيم وفيه اربعة اخرج به عنه واخرج ابن ابي حاتم وابو الشيخ وابن مردود  
 عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جده عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال الاواح التي انزلت على موسى  
 كانت من سدر الجنة كان طول اللوح اثني عشر ذراعاً وعن اصبح من نبأه قال كنا جلوساً عند علي  
 ابى طالب فأتاه يهودى فقال يا امير المؤمنين متى كان الله فقها اليه فله مناه حتى كدنا فأتى على  
 نفسه وقال على خالوا عنه ثم قال اسمع يا اخا اليهود ما اقول لك بلادتك واحفظه بقلبك فانما احداثك  
 عن كتابك الذي جاء به موسى بن عمران فان كنت قد قرأت كتابك وحفظته فانك ستجد كما اقول  
 انما يقال متى كان لمن لم يكن ثم كان فاما من لم يزل بلا كيف يكون كان بلا كيونة كان لم يزل قبل  
 القبل وبعد البعد لا يزال بلا كيف ولا غاية ولا ينتهي اليه غاية انقطعت دون الغايات فهو  
 غاية كل غاية فبلى اليهودي وقال والله يا امير المؤمنين انها في التوراة هكذا احوافا وانا اشهد ان  
 اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله اخرجها الاصبهانى في الحجة (قلت) هذه الرواية  
 بما فيها من معالم الدين وعزائم اليقين هي نفسها دلائل جليل متين على ثبوتها وصحتها وحسن حفظ

اي دلالة مفيدة على انقطع  
 دون جميع الغايات من غير

علاوہ ان کے ذکر کتب میں بہت آیتیں پورے موجود ہیں اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت  
 علیؑ سے روایت کی ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرموسیٰ علیہ السلام کہ واسطے تختوں کو لکھا اور آپ تختوں پر قلموں کی آواز سنتے تھے  
 حضرت علیؑ سے منقول ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تین خیرین اپنے ماتے سے بنائیں اور فرمایا کہ تورات کو اپنے  
 ماتے سے لکھا اسکو دارقطنی نے صفات میں روایت کیا اور یہ روایت حکماء مرفوع ہے اور مرفوع روایت کیا  
 اسکو عبد اللہ بن عمارث سے ابن ابی الدینانے صفت جنت میں اور ابوالشیخ نے عظمت میں اور بیہقی نے الاسماء  
 والصفات میں اور یہ جملہ کعب نے ہی اسبطح کہا ہے روایت کیا اسکو عبد بن حمید نے اور میسر اور ابراہیم نے ہی کہا ہے  
 اور ابن عیینہ چار چیز کا ذکر ہے کہ جنکو اللہ نے اپنے ماتے سے بنایا اسکو ہنادی روایت کیا۔ اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ  
 اور ابن مردودہ نے جعفر بن محمد سے یعنی امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے وہ اپنی باپ سے وہ اپنے جد سے وہ حضرت عبا  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا وہ تختے جو موسیٰؑ پر اوتارے گئے جنت کو میری گردختوں میں سے تھے اور لمبائی  
 تختے کی بارہ گز تھی اور اصبح ابن نہات سے منقول ہے کہ ہم حضرت علیؑ بن ابی طالب کی خدمت میں  
 حاضر تھے کہ ایک یہودی نے اگر عرض کیا یا امیر المؤمنین اللہ کب ہوا ہم نے اس پر حلقہ کیا اور قریب تھا  
 کہ اسکو مار ڈالیں۔ فرمایا حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ نے علیہ ہو جاؤ اوس سے پھر فرمایا اسے یہودی اپنے کان سے سن  
 جو میں کہتا ہوں اور اپنے دل سے یاد رکھ میں اوس کتاب کا مضمون جنکو سنا ہوں جسکو موسیٰ بن عمران لیکر  
 آئے ہیں اگر قلم نے اپنی کتاب پڑھی اور یاد کی ہے تو اس مضمون کو جیسا میں کہتا ہوں تو پائیگا۔  
 کب ہوا اوس شخص کی نسبت جتنے ہیں کہ نہ ہو پھر جو جیسے جو کہ ہمیشہ سے بلا کیف ہر وہ تھا اور یوں  
 نہ کہو کہ ہو گیا وہ ہمیشہ سے ہر پہلے سے پہلے اور بعد کہ بعد۔ ہمیشہ سے بلا کیف اور بے غایت ہے نہیں ہتھی  
 ہوتی ہے اوسکی طرف کوئی غایت غایات اوس سے منقطع ہو جاتا ہیں وہ غایت ہر غایت کی ہے۔ یہ سنکر یہودی  
 ردیا اور عرض کی قسم ہر اللہ کی اسے امیر المؤمنین یہ مضمون اسبطح حرف بحرف تورات میں ہیں اور میں  
 گواہی دیتا ہوں نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے اور مجھے بندے اور رسول ہیں اسکو اسیہائی نے  
 حجت میں روایت کیا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ روایت اور جو کچھ اوسمیں دین کی نشانیاں اور یقین  
 کی باتیں ہیں یہ خود بڑی پکی دلیل ہے اوس کے ثبوت اور صحت پر۔

ابن تباتة وضبطها وان له من فصتها وعهدتها من البراءة غاية فانها مما لا قدرة على وضعها  
 له ولا للاف الاف مثله معه فانها من كلام الله عز وجل في كتابه تعالى والحمد لله على الهداية  
 الى الدابة لمجد الله وعن الوليد بن عبد الله عن ابيه قال بلغ عليا ان الاشترا قال ما بال ما في  
 العسكر يقسم ولا يقسم ما في البيوت فارسل اليه فقال انت القائل كذا قال نعم قال اما والله ما قمت  
 عليكم الا سلاحا من مال الله كان في خزانة المسلمين جلبوا به عليكم فقتلتموه ولو كان لهم  
 ما اعطيتكموه لرددته على من اعطاه الله اياه في كتابه ان الحلال حلال ابدا وان المحرام حرام ابدا  
 والله لئن ثلثتم الى الوسادة وبابعة موني لاسيرن فيكم سيرة فتهدى بها التوراة والانجيل و  
 الزبور في قضيت بما في القرآن واحسن ادبه بالدرة اخرج ابن عساكر وعن علي قال بعثني رسول  
 صلى الله عليه وآله وسلم الى اليمن فاني لا خطب يوما على الناس وحبر من احبار اليهود واقف في يده  
 سفر ينظر فيه فناداني فقال صف لنا ابا القاسم فقال علي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليس  
 بالقصير ولا بالطويل البائن وليس بالجعد القلط ولا بالسبط هو رجل الشعر اسود ضخم الراس مشرب  
 لونه حمرة عظيم الكراديس شثن الكفين والقدمين طويل المسربة وهو الشعر الذي يكون في الفخذ  
 الى السرة اهدب الاسفار ومقرن الحاجبين صلت الحجبين بعيد ما بين المنكبين اذا مشى يتكفأ  
 كأنما ينزل من صيب لو اقبله مثله ولم اربعه مثله قال علي ثم سكت فقال لي الحبر ما ذا قال علي  
 هذا ما يحضره قال الحبر فعينيه حمرة حسن الحية حسن الفم تام الاذنين يقبل جميعا ويد بر جميعا

اور ابن نباتہ کے خوب اچھی طرح یاد رکھنے پر اور اس کی ذمہ داری سے نہایت درجہ میں بری ہے کیونکہ یہ کلام اس طرح حکا ہے کہ اس کے بنالینے پر اس کو اور اس کے مانند ہزاروں ہزار کو قدرت نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ کے کلام میں سے ہی جو اس کی کتاب میں ہے اور اللہ کا شکر ہے جس نے اپنی عظمت کے سمجھنے کی راہ بتائی۔ اور ولید بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے اور انہوں نے کہا کہ حضرت علیؑ کو خبر پہنچی کہ مالک اشتر نے کہا کہ کیا باپ کا جو کچھ لشکر میں ہے وہ تقسیم کیا جاتا ہے اور جو کچھ گھروں میں ہے وہ نہیں تقسیم کیا جاتا آپ نے اس کو بلا بھیجا اور فرمایا تو ہی نے ایسی بات کہی کھا مان آپ نے فرمایا قسم اللہ کی میں نے تم پر تقسیم نہیں کیا مگر کچھ ہتیار جو اللہ کے مال میں سے ہے جی جو سند نو کے خزانہ میں تھے۔ وہ گہرائے اونکو تھام رہے اور کہیں لائے تھے سو وہ میں نے تم کو انعام میں دیا اور اگر وہ اونکا مال ہوتا تو میں تم کو نہ دیتا البتہ میں وہ اوسے کو پیر دیتا جب کو اللہ نے اپنی کتاب میں دیا ہے حلال حلال ہے اور حرام حرام ہے ہمیشہ ملک قسم اللہ کی اگر تم میرے لئے مسند کو دو کر دو اور مجھے بیعت کرو تو البتہ میں تم میں اوسے حلال پر چلوں گا کہ میرے لئے توراۃ اور انجیل اور زبور کو اپنی دین کے کہ میں نے اس کے موافق حکم کیا جو قرآن میں ہے اور آپ نے اس شخص کو ذرہ سے اچھی طرح ادب دیا اس کو روایت کیا ابن عباسؓ نے۔ اور منقول ہے حضرت علیؑ سے فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن میں بھیجا میں ایک روز لوگوں کو خطبہ سناتا تھا اور ایک عالم علم یہود سے وہاں کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اس کو دیکھتا تھا مجھ کو آواز دیا رکھا کہ ہم سے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کرو فرمایا حضرت علیؑ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پست قد اور نہ بہت دراز قامت ہیں۔ آپ کے سر کے بال نہ بہت پیچھا اور نہ بالکل سپیچ ہیں بلکہ وہ بال سیاہ رنگ متوسطہ الحال ہیں۔ سر مبارک بڑا۔ رنگ مائل بہ سرخی۔ اعضا کے جوڑ بیماری۔ کف دست و پا پر گوشت۔ سر بہ دراز سینہ سے ناف تک کے بال۔ چمکین لانی بہو میں ملے ہوئے پیشانی کشادہ۔ سینہ چڑا۔ رفتار کی ایسی حالت ہے کہ گویا نیچے زمین سے اترتے ہیں میں نے آپ کا مثل آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد دیکھا۔ فرمایا حضرت علیؑ نے ہر میں نے سکوت کیا خبر (یہودی عالم) نے کھا اور کچھ بیان فرمائے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اس وقت مجھ سے بھرپور یاد تھا۔ جب نے کہا دو نو چشم مبارک میں سرخی اور داڑھی خوبصورت و ہن خوش وضع۔ کان چوکے ہیں۔ جب کسی جانب متوجہ ہوتے ہیں تمام جسم متوجہ ہوتے ہیں اور جب پشت پھرتے ہیں تمام جسم پشت پھرتے ہیں۔

فقال على هذه والله صفة قال الحبر وشي الخو قال على وما هو قال الحبر وفيه حياء قال على هو الذي  
قلت لك كانما ينزل من صلب قال الحبر فاني احب هذه الصفة في سفر ابائي ونجد يبعث من حرم الله  
وامنه وموضع بيته شرفها الى حرم محرمه هو ويكون حرمته كحرمه الحرام الذي حرم الله ونجد انصاره  
الذين هاجروا اليهم قوم آمن ولد عمرو بن عامر اهل نخل واهل الارض قبلهم يهود قال على هو هو قال  
الحبر فاني اشهد انه نبي والله رسول الله الى الناس كافة فعلى ذلك احيا وعليه اموت وعليه ابعث  
ان شاء الله اخوجه ابن سعيد وابن عساكر وعن علي ان يهوديا كان يقال له جريحرة وكان له على النبي  
صلى الله عليه وآله وسلم دنائير فقاخى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال له يا يهودي ما عندى ما  
اعطيك قال فاني لا افارقك يا محمد حتى تعطيني فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذ اجلس  
معك فجلس معه فصلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في ذلك الموضع الظهر والعصر والمغرب  
والعشاء الاخرة والعداة وكان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يتهددون ويوعدون  
فقطن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال ما الذي تصنعون به فقالوا يا رسول الله يهودي  
يحبك فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم منعني رب ان اظلم معاهدا ولا غيره فلما ترجل اليها  
قال اليه يهودي اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله وشطر ما في سبيل الله  
اما والله ما فعلت الذي فعلت بك الا لانظر الى نعمتك في التوراة محمد بن عبد الله مولده  
بمكة ومهاجرة بطيبة ومملكه بالشام ليس بفظ ولا غليظ ولا شهاب في الاسواق ولا مستترين

حضرت علیؓ نے فرمایا قسم ہر اللہ کی آپؐ ہی کی صفت ہے۔ جبر نے کہا کہ اور یہی صفت ہے حضرت علیؓ نے فرمایا وہ کیا ہے۔ جبر نے عرض کیا کہ آپؐ میں جیسا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا میں تجھ سے بیان کر چکا کہ گویا نزول فرماتے تھے نبی جگہ سے عرض کیا جبر نے میں اس صفت کو اپنی باپ دادوں کے کتاب میں پاتا ہوں اور ہم پاتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے حرم و جائزین اور اوسکو گہر کی جگہ سے مبعوث ہو کر ایسے حرم کی طرف ہجرت فرمائیں گے جسکو خود حرم بنائیں گے اور اوسکی حرمت اللہ کے حرم کی مثل ہوگی اور ہم پاتے ہیں آپؐ کو انصار کو جبکی طرف آپؐ ہجرت فرمائیں گے ایک قوم عمرو بن عامر کی اولاد سے کہجہ رون والے اور اوس کی زمین پر ان سے پہلے یہود قابض تھے۔ فرمایا حضرت علیؓ نے آپؐ وہی شخص ہیں عرض کیا جبر نے کہ میں گواہی دیتا ہوں آپؐ نبی ہیں اور تمام لوگوں کی طرف اللہ کر رسول ہیں اسی عقیدہ پر زندہ ہو گا اور اسی پر مردھکا اور اسی پر قبر سے اٹھو گا اگر اللہ نے چاہا اسکو ابن سعد و ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ ایک یہودی جسکو جبریحہ کہہ جاتا تھا اوسکو چندینا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ قرض تھے اوسنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر تقاضا کیا آپؐ نے فرمایا اے یہودی تجھکو دینے کے لئے میری پاس کچھ نہیں ہے اوسنے عرض کیا کہ جب تک آپؐ میرا قرض ادا نہ فرماؤ گے میں آپؐ سے علیحدہ نہ ہو گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے پاس بیٹھا رہوں گا اور اوس کے پاس جلوس فرما کر اوسی جگہ آپؐ نے ظہر و عصر و مغرب و عشاء و صبح کی نماز پڑھی اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو زجر و توبیخ کرتے تھے اور اوسکو ڈرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زجر و توبیخ کو معلوم فرما کر فرمایا تم اوس کے ساتھ کیا کرتے ہو عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپؐ کو ایک یہودی قید کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو میرے رب نے معاف فرما دیا اور اوسکے سوا اور دن پر بھی ظلم کرنے سے منع کیا ہے جب دن چڑھا کہ یہودی نے میں گواہی دیتا ہوں نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے اور مجھکو رسول اللہ کے ہیں اور نصف مال میرا فی سبیل اللہ ہے خبردار ہے اللہ کی قسم ہے یہ کام میں نے اسی لئے کیا کہ آپؐ کی صفت جو تورات میں مذکور ہے مجھکو معلوم ہو جائے کہ مجھ بن عبد اللہ جائے پیدائش آپؐ کی کہ اور جایی ہجرۃ طیبہ یعنی مدینہ۔ اور ملک آپکا شام نہ کج خلق اور نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے اور نہ مخمشر پسند

بالفحشاء والافعال الخشاء اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله هذا ما الى فاحكم فيه بما اراك  
 الله وكان اليهودي كثير المال اخرجته الحاكم والبيهقي في دلائل النبوة وابن عساکر قال ابن حجر الاطراف  
 لم يتكلم عليه الحاكم وفي اسناده ابو علي محمد بن محمد بن الاشعث الكوفي كذبه جماعة (قلت)  
 اما الصفة لائحة على صفحات هذا الحديث دون الكذب الخبيث والنعت في التوراة من المتواتر  
 وقد قال السيوطي في جمع الجوامع في مسند علي في حديث عنه عند البيهقي من جهة ابن الاشعث  
 ابراد البيهقي هذا الحديث عن ابن الاشعث عن اهل البيت فيه فائدة جلية فان البيهقي التزم  
 ان لا يخرج في تصانيفه حديثا يعلمه موضوعا خصوصا انه اورده في السنن الكبرى التي هي من  
 اجل كتبه وهي على ابواب الاحكام التي لا يتساهل في احاديثها وقد كنت اتوقى الاحاديث التي في سنن  
 ابن الاشعث لانهم يكلو افيه وفيها اي والآن لا اتوقاها (قلت) وهذا الحديث اورده  
 البيهقي في دلائل النبوة والدلائل ينبغي ان تصلح للاستدلال والحمد لله المتعال وعن  
 ابي هريرة قال توفي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة خلت من  
 شهر ربيع الاول فلما كان صليحة النخيل اذ نحن في شيخ قد جاء فقال انا خبر من احب ابي بيت المقدس  
 فقال يا علي صف لي صفة رسول الله صلى الله عليه واله وسلم كافي انظر اليه فقال يا بني وامي لم يكن  
 بالطويل الذاهب ولا بالقصير كان ربعة من الرجال ابيض مشربا بحمرة جعل المفرق شعره الى شحمة  
 اذنيه صلت الجبين وانح الخدين مقرون الحاجبين ادعج العينين سبط الاسفاد اقنى الانف دقيقة

اور نہ بدگوئیں گلاہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی جھوٹا نبی خدا کے اور اب اللہ کے رسول ہیں یہ میرا مال ہے حکم فرمائی اس میں جیسے آپ کی رائے ہو۔ اور یہ یہودی بڑا مالدار تھا اسکو روایت کیا حاکم نے اور بیہقی نے دلائل النبوة میں اور ابن عساکر نے کہا ابن حجر نے اطراف میں حاکم نے اس روایت میں کلام نہیں کیا باوجودیکہ اسکی اسناد میں ابو علی محمد بن محمد بن الاشعث الکوفی واقع ہے جسکو ایک جماعت نے جوڑا کہا ہے میں کہتا ہوں کہ آثار صحت کو اس حدیث پر تابان ہیں نہ کہ بخیث کے اور بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لغت قوت میں ہوتا ہے مشہور ہے اور جمع الجوامع میں سیوطی نے حضرت علی کے مسند میں اس حدیث میں کہ جسکو حضرت علی سے بیہقی نے ابن اشعث کے طریق سے روایت کیا ہے کہا کہ بیہقی کی اس حدیث کو ابن اشعث کے ذریعہ سے اہل بیت اطہر سے نقل کرنے میں ایک قاعدہ جلید ہے یہ کہ بیہقی نے الترام کیا ہے کہ جو حدیث اون کے علم میں موصوع ہوگی اوسکو اپنی تصانیف میں درج نہیں کریں گے اور خاصکر اس حدیث کو وہ اپنے سنن کبریٰ میں لایا ہیں جو اون کی کتابوں میں اعلیٰ درجہ کی کتاب اور احکام کے ابواب میں ہے کہ جسکے متعلقہ احادیث میں سہولت نا جائز ہے۔ چونکہ محدثین نے ابن اشعث میں کلام کیا ہے اس لئے میں اون کی سنن کی حدیثوں سے احتیاط کرتا ہوں اب نہیں کرتا ہوں۔

میں کہتا ہوں اس حدیث کو بیہقی نے دلائل النبوة میں وارد کیا ہے اور دلائل میں صلاحیت استدلال کی ہونا ضرور ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اور ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو شنبہ کر روز بارہویں تاریخ ماہ ربیع الاول کو چرب پنجشنبہ کی صبح ہوئی تو پہننے دیکھا کہ ایک بڈا آیا اور اسنے کہا کہ میں بیت المقدس آ جا رہا ہوں اے علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت مجھ پر بیان فرما کر گویا کہ میں آپکو دیکھتا ہوں فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ میرا مان اور باپ آپ پر قربان آپ خدا بہت دراز قد ہے اور نہ پست قامت بلکہ میانہ قد رنگ سفید سرخی آئینہ رنگ کی گلیں گونگروا آپ کے بال کاؤن کی لو لکی تک کشا پیشانی دونوں رخسار کشادہ دونوں آبرو چوستہ سر گہن چشمن گہن بال سیدہ ہر دراز بینی باریک



المسربة بميل الشياكاك الحمية كان عنقه ابريق فضة كان الذهب يجري في تراقيه  
 عرقه في وجهه كاللؤلؤ شش الكفين والقدمين له شعرات ما بين لبتة الى صدره تجري  
 كالقضيب لو يكن على بطنه ولا على ظهره شعرات غير ما يفوح منه ويح المسك اذا قام غمر الناس  
 واذا امشى فكما ينقلع من حجرة اذا التفت التفت جميعا واذا انحدركا كما ينحدركا في صلب  
 اطهر الناس خلقا واشجع الناس قلبا واسخى الناس كفا لو يكن قبله مثله ولا يكون بعده  
 مثله ابدا قال الحبر باعلى اني اصبحت في التوراة هذه الصفة ايقنت ان لا اله الا الله وان  
 محمدا رسول الله اخرجه ابن عساكر (قلوبه) قال ابن كثير في اوائل التفسير في ذكر  
 جمع القرآن وقول حذيفة ابن اليمان لعثمان رضى الله تعالى عنهما ادركت هذه الامة قبل ان  
 يختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود والنصارى وذلك ان اليهود والنصارى مختلفون فيما  
 بايد يمام من الكتب قاله يهود بايد يمام نسخة من التوراة والسامرة يمام الفونم في الفاظ كثيرة  
 ومعاني ايضا وليس في توراة السامرة حروف الهرة ولا حروف العبر ولا حروف اليونان ايضا بايد يمام  
 توراة يمامونها العتيقة وهي مخالفة للنسخة الى يهود والسامرة واما الانجيل التي بايد ي  
 النصارى فاربعة انجيل مرقس وانجيل لوقا وانجيل متى وانجيل يوحنا وهي مختلفة ايضا اختلاف  
 كثيرا وهذه الانجيل الاربعة كل منها لطيف الحجم منها ما هو قريب من اربع عشرة ورقة  
 بخط متوسط ومنها ما هو اكثر من ذلك اما بالنصف والضعف ومضمونها سيرة عيسى عليه

اللبنة المسربة  
 الصدر وفيها انفس  
 والحسنات النقية في الصلوات  
 وفي القناعة اذا غمر بها  
 بيدك وهزمت البئر  
 اذا حفرتها انما يمانية

مساجد (بالو کا خط) چمکدار دندان۔ گہری داڑھی۔ گردن آپ کی گویا آفتاب میں ہیں۔ طوق میں گویا  
سونا جاری ہے چہرہ مبارک پر پسینہ مثل موتیوں کے۔ قدم اور جنتیلیوں پر گوشت۔ گلے و سینہ کو دریا  
مثل کھجور کے شاخ کے کچھ بال ہیں۔ کہ ان کے علاوہ شکم و پشت پر اور نہ تھے۔ مشک کی خوشبو آپ سے بہکتی  
تھی۔ جب قیام فرماتے سب لوگوں سے بلند معلوم ہوتے۔ اور جب چلتے گویا کہ بلند پتھر پر سے اترتے ہیں  
جب متوجہ ہونے پر سے طور پر متوجہ ہوتے اور جب اترتے گویا نشیب میں اترتے ہیں۔ سب لوگوں  
سے اخلاق میں بہتر اور بہادر دل۔ سب سے زیادہ ہاتھ کی سخی آپ کے مثل نہ پہلے آپ سے ہوا ہے نہ بعد آپ کے کہنہ گنگا  
جبر نے عرض کیا کہ اے علیؑ میں نے یہی صفت تو ریت میں پائی ہے۔ میں یقین کرتا ہوں نہیں کوئی  
معبود بجز اللہ کے اور محمدؐ رسول اللہ کے ہیں۔ اسکو ابن عساکر نے روایت کیا۔ تبلیہ ابن کثیر  
نے تفسیر کے شریع میں قرآن شریف کو جمع کرنے کے ذکر میں کہا کہ حذیفہ بن الیمان  
نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہا کہ اصلاح فرمائیے اس  
امت کی اس سے پہلے کہ اختلاف کریں قرآن میں مانند اختلاف یہود اور نصاریٰ  
اسکا باعث یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے پاس جو کتابیں ہیں اُن میں باہم مختلف ہیں یہود  
کے پاس ایک نسخہ تورات کا ہے۔ اور سامرہ بہت سے الفاظ اور معانی میں ان کے  
مخالف ہیں اور سامرہ کی تورات میں حرف ہمزہ و واو یا نہیں ہے اور نصاریٰ کے  
پاس ایک تورات ہے جسکو عتیقہ کہتے ہیں وہ یہود و سامرہ دونوں کے نسخوں  
سے مخالف ہے۔ اور نصاریٰ کے پاس چار انجیلین ہیں۔ انجیل مرقس۔  
انجیل لوقا۔ انجیل متی۔ انجیل یحییٰ۔ اُن میں بھی باہم اختلاف کثیر ہے۔ اور یہ  
چاروں انجیلین مختصر حجم کی ہیں۔ اُن میں سے بعض بخط متوسط قریب چودہ ورق  
کے ہے۔ بعض اس سے بڑی ہیں دُونی یا ڈیوڑھی مقدار میں۔ اور حضرت  
علیؑ علیہ السلام کے عادات و واقعات +

واحد كما هو وكلامه وفيه شيء قليل مما يدعون انه كلام الله وهي مع هذا مختلفة كما قلنا وكذلك  
 التوراة مع ما فيها من التبديل والتحريف ثم هما منسوخان بعد ذلك بهذه الشريعة المحمدية  
 المطهرة انتهى وليعلم ان العبارات التي ينقلها سواة الاحاديث من التوراة والانجيل يوجد بعضها  
 الى الآن في التوراة والزبور والانجيل وصحائف انبياء بني اسرائيل ويوجد بعض الفاظها  
 متفرقة في مواضع شتى وكثير منها لا يوجد الا في هذه الكتب الموجودة فيتمثل ان اليهود  
 والنصارى اسقطوها على وفق عادتهم المعروفة التي اقربها المفسرون من النصارى ويحتمل  
 ان تكون تلك العبارات منقولة من كتب احاديث موسى على نبيينا وعليه السلام واحاديث  
 انبياء بني اسرائيل فان اهل الكتاب يطلقون لفظ التوراة على تلك الكتب ايضا وهم الان يطلقون  
 لفظ التوراة على مجموعة فيها توراة موسى ونزبور داود وصحائف اشعيا وادميا وغيرهم من  
 الانبياء عليهم السلام وفيها عدة من كتب تواريج الانبياء فهم يطلقون لفظ التوراة على هذه  
 المجموعة وكذلك كانوا يطلقون في زمان سيدنا محمد صلى الله عليه واله وسلم واصحابه لفظ  
 التوراة على كتب احاديثهم ايضا كما لموسى بن عقبة فالنسائي عن ابي مروان ان كعبا حلف بالذي  
 قالوا البحر لموسى لتجد في التوراة ان داود نبي الله عليه السلام كان اذا انصرف من صلوة قال  
 اللهم اصلح لي ديني الذي جعلته لي عصمة الحديث والتوراة نزلت قبل داود عليه الصلوة  
 وكذلك النصارى يطلقون لفظ الانجيل على الانجيل الاربعة التي جمعها متى ويوحنا

اور احکام کا اون میں ذکر ہے اور کب قدر وہ یہی ہے کہ جس کے کلام اللہ ہونے کے وہ مدعی ہیں اور اوپر بھی باہم مختلف ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور ایسا ہی حال تورات کا ہے باوجود تبدیل اور تحریف کے پہر یہ دونوں کنہین شریعت محمدیہ مطہرہ سے فسوخ ہیں انتہا۔ جتنا چاہیے کہ جن عبارات کو رواۃ احادیث تورات و انجیل سے نقل کرتے ہیں از آنجلہ بعض عبارات ہنوز تورات و زبور و انجیل و صحائف انبیاء بنی اسرائیل میں موجود ہیں اور بعض عبارات بالفاظ متفرقہ مضاف مختلفین پائے جاتے ہیں اور بہت سی وہ عبارتیں اب ان موجودہ کتب میں مفقود ہیں احتمال ہے کہ یہ وہ نصاریٰ نے حسبِ عادتِ معروفہ خود او کو ساقط کر دیا ہو چنانچہ مفسرین نصاریٰ نے اسکا اقرار کیا ہے اور احتمال ہے کہ عبارات مذکورہ کتب احادیث موسیٰ و انبیاء بنی اسرائیل علی سببنا و علیہ السلام سے منقول ہوں اس لئے کہ اہل کتاب لفظ تورات ان کتابوں پر بھی اطلاق کرتے ہیں اور اب اس مجموعہ پر کہ جس میں تورات موسیٰ اور زبور داؤد اور صحائف اشعیا و ارمیا وغیرہم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہیں لفظ تورات کا اطلاق کرتے ہیں اور اس مجموعہ میں اور چند انبیاء کی تاریخ کی کتابیں بھی شامل ہیں اور اسی طرح سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے زمانہ میں تورات کا لفظ کتب احادیث انبیاء پر اطلاق کرتے تھے جیسا کہ موسیٰ بن عقبہ نے پرفسائی نے ابو مروان سے روایت کیا ہے کہ کتب کہتے تھے قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ راستہ دیا دریا میں موسیٰ علیہ السلام کو ہم پاتے ہیں تورات میں کہ داؤد نبی اللہ علیہ السلام جو وقت اپنی نماز سے فارغ ہوتے پڑھتے اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ الَّذِيْ جَعَلْتَنِيْ عِصْمَةً يُّعْنِيْ لَكَ اللّٰهُ درست کر میرے لئے میرے دین کو کہ جسکو تو نے میرے لئے عصمت بنایا ہے الحدیث اور نزول تورات کا قبل داؤد علیہ الصلوٰۃ کے ہے اور اس طرح نصاریٰ انجیل اربعہ پر جسکو تے دیو حنا

ولو قام رقس فيها كلام الله الذي قرأ عليهم عيسى عليه السلام وفيها سيرة عيسى ومبجراته  
من كلام الجامعين وايضا يطلقون لفظ الانجيل على رسائل الحواريين وعلى كل كتاب فيه  
سيرة عيسى أو سيرة مريم عليهما السلام وقد وقع التحريف واغلاط الكاتبين في هذه الكتب  
وتراجيحها كثيرا واختلفت نسخها اختلافا شديدا قبل زمان نبينا محمد صلى الله عليه وآله وسلم  
كما اقر به المفسرون من النصارى ولكنها مع ذلك مملوءة من توحيد الله تعالى واخبار خاتم الانبياء  
صلى الله عليه وآله وسلم وان بدلت بعض كلماتها او زيدت او نقصت فاصل مضامينها  
ظاهر على اولى الالباب وهي موافقة للقرآن العظيم الذي انزله الله على نبينا الامي الذي لم يقرأ  
كتابا ولا كتب قط فاي كلام في هذه الكتب خالف القرآن ولم يمكن التطبيق فخالفة القرآن  
دليل قطعي على غلط الكاتبين فيها عدا اوسمها فالقرآن جامع لهذه الكتب ومبين ما هو صحيح  
منها وموضح لما اغلق منها ومبين لاغلاط الكاتبين فيها قال الله تبارك وتعالى وانزلنا  
اليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيمننا عليه وقال الله تعالى ولكن  
تصديق الذي بين يديه وتفصيل الكتاب لا يرب فيه من ربه العالمين هذا وقد حدثت  
في زماننا فرق يسبون سيدنا عيسى بن مريم عليهما السلام واتباعه السابقين بالسنتهم  
واقلامهم ويعتذرون بان النصارى يسبون نبينا فتنسب نبينا لهم لا جواب لهم عندنا غير ذلك  
فهو لا خارجون عن دين الاسلام بلا شك ويجب قتله قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

دلو تا و مرفس نے جمع کیا انجیل کا لفظ اطلاق کرتے ہیں اور میں اللہ کا وہ کلام ہی جسکو حضرت عیسیٰ فرما دیا اور جسکو  
 حضرت عیسیٰ کے عادات و معجزات کا ذکر کلام جامعین میں ہے و نیز رسائل حواریین اور ایسی کتابیں  
 کہ جمین سیرت عیسیٰ یا مریم علیہما السلام کی ہے لفظ انجیل اطلاق کرتے ہیں اور ان کتب مذکورہ اور انکو  
 تراجم میں تحریف و اغلاط کا تبین بکثرت واقع ہوئے ہیں اور انکے نسخ میں اور نسخ کتب مذکورہ قبل  
 نبینا چھل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشہور اختلاف پڑ چکا ہے چنانچہ مفسرین نصاریٰ اس کے مقررین لیکن باوجود  
 اس کے اللہ کی توحید و اخبار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملو و پر ہیں اگرچہ کتب مذکورہ میں  
 بعض کلمات بدلے ہوئے یا بڑے یا گھٹائے ہوئے ہیں تاہم انکے اصل مضامین اہل فہم پر ظاہر ہیں  
 اور موافق ہیں اس قرآن عظیم کے جسکو اللہ نے ہمارے اس نبی اُمتی پر نازل فرمایا ہے کہ جسکی کہی  
 کسی کتاب کو نہ پڑا تھا نہ لکھا تھا لہذا جو کلام کتب مذکورہ میں مخالف قرآن و غیر ممکن التطبيق ہے وہ کاتبین کی  
 غلطی پر دلیل قطعی ہے خواہ عمداً یا سهواً اور قرآن جامع کتب مذکورہ اور جو کچھ کہ اُنہیں صحیح قرار دیا گیا  
 کرنے والا اور انکے مشکل مضامین کو واضح کرنے والا اور کاتبین کی غلطیوں کو ظاہر کر دینے والا  
 ہے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے منہ نازل کی اسے چھل تپیر سچی کتاب جو تصدیق  
 کرتی ہے اپنے سے پہلی کتاب کی اور شاہد ہے اس پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے  
 لیکن یہ قرآن تصدیق ہے اپنے سے اگلی کتاب کی اور تفصیل اگلی کتابوں کی ہے  
 کچھ شک نہیں ہے اس میں نزول اس کا رب العالمین کی طرف سے ہے ہمارے  
 زمانے میں ایک فرقہ حادث ہوا ہے کہ سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور  
 ان کے اتباع کا بعتین کو اپنی زبان و قلم سے سب سے شتم کرتے ہیں اور  
 یہ عذر کرتے ہیں کہ انصارے ہمارے نبی کو بُرا کہتے ہیں اس لئے ہم ان کے نبی  
 کو بُرا کہتے ہیں اس کے سوا ہمارے پاس اور کچھ کوئی جواب نہیں ہے۔ یہ  
 لوگ بلا شک دین اسلام سے خارج اور واجب القتل ہیں فرمایا حضرت  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو بُرا کہے

من سب الانبياء قتل وفرقة اخرى يدعون ان التوراة والزبور والانجيل وغيرها  
 فقدت من الدنيا وليس في هذه الكتب منها حرف واحد فهم يشنعون في رسائلهم  
 تشنعا عظيما على ايات هذه الكتب الموجودة لانها في زعمهم من تصنيفات اليهود  
 والنصارى فتارة يعدون الى الايات المتشابهات ويدعون منها الفتنة ويقولون  
 يلزم منه كذا وكذا ولا يطلبون لها ناولا ولا يصححوا مع علمهم بان امثال هذه المتشابهات  
 موجودة في القرآن العظيم وتارة يعدون الى الايات المحكمات ويحرفون معانيها الى غير  
 مقاصدها مع وضوح معانيها ثم يشنعون عليها تشنعا عظيما وتارة يدعون للتناقض  
 في ايات ليس فيها مظنة للتناقض فهم يدعون للتناقض جهلا او عنادا وتارة يشنعون على  
 امثال ضربها الله تعالى لتفهيم عباده ويقولون ان الله تعالى قال لا يشرك الله  
 تعالى ان الله لا يستحي ان يضرب مثلا ما بعوض فما فوقها والاشياء التي هي محرمة في شريعتنا  
 اذا وجدوها غير محرمة في شريعة سابقة يشنعون تشنعا عظيما على هذه الكتب الالهية  
 مع علمهم بان كثيرا من الاشياء التي هي محرمة في شريعتنا لم تكن محرمة في الشرائع السابقة  
 فلو لم يخالفوا القواعد الشرعية ويتكلمون في شان الكتب المنزلة بكلمات تقشع عنها  
 جلود المؤمنين فان احتاط احد في تكفيرهم لا قراهم باصل هذه الكتب وزعمهم فقد انها  
 فلا شك انهم مبتدعون بدعة عظيمة قاربوا بها الكفر اعدنا الله من شرورهم وعن

انبیا کو وہ قتل کیا جاوے دوسرا فرقہ مدعی ہے کہ تورات و زبور و انجیل وغیرہ دنیا سے مفقود  
ہیں کتب موجودہ میں بجز ان کے ایک حرف ہی نہیں ہے اور اپنے رسالوں میں کتب موجود  
کے آیات پر تشنیع عظیم کرتے ہیں اس لئے کہ ان کے گمان میں وہ ہود و نصاریٰ کے  
تصانیف ہیں کہیں آیات مشابہات کی طرف متوجہ ہو کر فساد کی باتیں نکالتے ہیں اور کہتے ہیں  
کہ اس سے ایسا اور ایسا لازم آتا ہے اور باوجود یہ جاننے کے کہ ان آیات مشابہات  
کے امثال قرآن عظیم میں موجود ہیں اور انکی تاویل صحیح کے متلاشی و طالب نہیں ہوئے اور  
کہیں آیات حکمت کے معانی کو تحریف کر کے وضاحت مقاصد کو بدل دیتے ہیں  
پہر او سپر سخت طعنہ زنی کرتے ہیں اور کہیں ایسے آیات میں تناقض کا دعوے کرتے  
ہیں کہ جسمیں تناقض کا منطوق نہیں ہے اور اس دعوے کی بنیاد محض جہل و عناد ہوتی  
ہیں اور کہیں ان امثال پر کہ جنکو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تعظیم عباد کے لئے بیان  
فرمایا ہے تشنیع کرتے اور کہتے ہیں کیا اللہ کے پاس سوائے اس کے کوئی مثال نہیں  
حال آنکہ فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا  
بَعُوْضًا فَاَوْقَعَهَا بَيْنَ اللّٰهِ كُوْفَرًا اور اس کے مافوق کی مثال بیان کرنے  
سے کچھ شرم نہیں ہے اور جو چیزیں ہماری شریعت میں حرام ہیں انکو  
شریعت سابقہ میں حلال پاتے ہیں باوجود یہ جاننے کے کہ بہت سی اشیاء جو  
ہماری شریعت میں محرم شریعت سابقہ میں غیر محرم تھیں سخت برائی کرتے ہیں  
یہ لوگ قواعد شرعیہ کا خلاف کرتے ہیں اور کتب منزلہ کی شان میں ایسے  
کلمات کہتے ہیں کہ اہل ایمان کانپ جاتے ہیں یہ فرقہ چونکہ اصل کتب منزلہ کا  
سقر اور ادن کے گم ہو جانے کا گمان کرتا ہے اس لئے اگر کسیکو اور انکی تکفیر  
میں احتیاط ہو تو ان کے اشد بدعتی ہونے میں کچھ شک نہیں ہے جس کے وجہ  
سے وہ کفر کے قریب پہنچ گئے ہیں اللہ تعالیٰ اور انکی برائیوں سے ہمکو محفوظ رکھے



ابى الفضل بن عبيد بن بزيع البزاز المقرئ قال قرأت على سليمان بن موسى الحرشي فاخذ على خسا  
 فعقد هابيد ثم قال لي حسبك فقلت زدني فقال قرأت على سليم بن عيسى فاخذ على خسا  
 ثم قال لي حسبك فقلت زدني فقال قرأت على حمزة بن حبيب الزيات فاخذ على خسا  
 فقال لي حسبك فقلت زدني فقال قرأت على سليمان الاعمش فاخذ على خسا ثم قال لي حسبك  
 فقلت زدني فقال لي قرأت على يحيى بن وثاب فاخذ على خسا فقال لي حسبك فقلت زدني  
 فقال قرأت على ابى عبد الرحمن السلمى فاخذ على خسا ثم قال لي حسبك فقلت زدني  
 فقال لي قرأت على بن ابى طالب فاخذ على خسا ثم قال لي حسبك فقلت يا امير المؤمنين  
 زدني فقال لي حسبك هكذا انزل القرآن خمسا خمسا ومن حفظه خمسا خمسا لم ينس الا سورة  
 الانعام فانها تولت جملة في الفيتيعة من كل سماء سبعون ملكا حتى ادوها الى النبي صلى الله  
 عليه وآله وسلم ما قرئت على عليل قط الا شفاه الله اخرجه اليه هقي في شعب الايمان وضعفه  
 قال في اسناده من لا تعرفه والخطيب في تاريخه وابن النجار في ذيله وابن الجوزي قال صاحب  
 الميزان ووافقه صاحب اللسان هذا موضوع على سليم بن عيسى وبزيع لا يعرف (قلت)  
 دعوى الوضع قابل الدفع اذ لا بينة عليها ولا بعض الخبر شواهد هو بها متعاضد منها ما قال  
 ابن ابي شيبة ثنا وكيع عن خالد بن دينار عن ابى العالية قال تعلموا القرآن خمس ايات خمس ايات  
 فان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان ياخذ خمسا خمسا والسند معتمد وقد مضى في الايام

Scanned with CamScanner

بالملكة حديث السلي عن المولى المرتضى وفعان العبد اذا نكث ثم قام يصلي قام الملك خلفه  
 فيسمع لقراءته فيدنو منه او كلمة نحوها حتى يضع فاه على فيه فيخرج من فيه شي من القرآن  
 الاصل في خوف الملك فظهورها افعالهم للقرآن وعن محمد بن علي ابن الحنفية رفعه القرآن  
 افضل من كل شيء دون الله وفضل القرآن على سائر الكلام كفضل الله على خلقه فمن قرأ القرآن  
 فقد قرأ الله ومن لم يقرأ القرآن فقد استخف بحق الله وحرمة القرآن عند الله كحرمة الوالد  
 علي ولله القرآن شافع مشفع وما حل مصدق فمن شفع له القرآن شفع ومن حل به القرآن  
 صدق ومن جعل القرآن امامه قاده الى الجنة ومن جعله خلفه ساقه الى النار حمله القرآن  
 هم المحفوقون برحمة الله الملبسون بنور الله المتعلون كلام الله من عاداهم فقد عادى الله ومن  
 والاهم فقد والى الله يقول الله عز وجل يا حامله كتاب الله استحيوا الله بتوقيع كتابه  
 يوزد كرمه وحباً ويحبكم الى خلقه ويرفع عن مستمع القرآن سوء الدنيا ويدفع عن تالي القرآن  
 بلوى الاخرة ولمستمع آية من كتاب الله خير له من شير ذهب او تال  
 آية من كتاب الله خير له مما تحت اديم السماء وان في القرآن لسورة تدعى  
 العظيمة عند الله يدعى صاحبها الشريف عند الله تشفع لصاحبها يوم القيامة  
 اكثر من دبيعة ومضرب هي سورة يس اخوجه الحكيم الترمذي في  
 نوادر الاصول مرسلات الحاكم في تاريخه عنه عن ابيه

في سائر الكلام لا يفتن  
 في بعض الاطراف والفتن ان  
 هذا البيان بوضوح من البيان  
 والاطراف في مباح القرآن  
 ففتن القرآن وانتم الخب  
 وكنتم في الاما الاضداد في  
 على العرفان من عنده  
 اي فتن سائر الكلام واليه  
 كنتم في الولد والامانة  
 على عنده

اور سلی کی حدیث مولیٰ مرتضیٰ علی سے مرفوعاً ایمان بالملک کہ میں مذکور دستور پہنچا کہ بندہ جو وقت مسواک کرتا ہو یا کھڑا ہو  
 نماز پڑھتا ہے فرشتہ اوسکے پیچھے کھڑا ہو کر اوسکی قرأت کو سنتا ہے۔ اور اوس سے قریب ہوتا ہو یا شل اسکے  
 کوئی اور کلمہ فرمایا یا تنگ کہ اپنے منہ کو مصلیٰ کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ جو قرآن مصلیٰ کے منہ سے نکلتا ہو جو ف  
 ملک میں پہنچتا ہے تم اپنے مونہ کو تلاوت قرآن کیلئے پاک رکھو اور محمد بن الحنفیہ سے کہ فرشتہ حضرت علی کے  
 میں مرفوعاً منقول ہے کہ قرآن جملہ ماسواۃ سے افضل ہے اور قرآن کا افضل ہونا تمام کلاموں پر اسطرح پر ہے  
 جسطرح اللہ کا افضل ہونا ہو۔ اوسکی مخلوق پر جو قرآن کی توفیق کرنا ہو اللہ کی توفیق کرنا ہو اور جو قرآن کی توفیق نہیں کرتا اللہ  
 کے حق کا انتخاف کرتا ہے اور اللہ کے نزدیک قرآن کی حرمت ایسی ہے جیسے باپ کی حرمت بیٹے کے نزدیک  
 یعنی قرآن سب کلاموں سے افضل ہے جسطرح باپ بیٹی سے افضل ہے۔ قرآن شفاعت کرنے والا مقبول  
 الشفاعت اور جبرگڑنے والا مقبول القول ہے جسکے لئے شفاعت کریگا مقبول ہوگی اور جسکی طرف  
 مجاہدہ کریگا اوسکا قول مسلم ہوگا جو قرآن کو باطاعت و اتباع اپنا پیشوا و امام بناتا ہے۔ وہ اوسکو جنت  
 کے طرف لیجاتا ہے اور جو اوسکو پیچھے ڈالتا (یعنی اوسکی اتباع نہیں کرتا ہے) وہ اوسکو دوزخ کی  
 جانب کھینچتا ہے۔ قرآن کے اوٹھانے والے یعنی متبعین و مطیعین اللہ کی رحمت میں گہیرے ہوئے  
 ہیں۔ اللہ کے نور میں اللہ کا کلام سیکھنے والے ہیں جو انکے ساتھ عداوت کرتا ہے اللہ  
 کے ساتھ عداوت کرتا ہے اور جو ان کو دوست رکھتا ہے اللہ کو دوست رکھتا ہے اللہ عزوجل فرماتا  
 ہے اے حاملین کتاب اللہ اللہ سے شرم کر کے اوسکی کتاب کی توفیق کرو و تمکو زیادہ دوست رکھیں گے۔  
 اور اپنی مخلوق کو تمہاری محبت دیگا۔ اور قرآن کے مستمع سے برائی و خرابی دنیا کی دور کرتا ہے اور قرآن  
 پڑھنے والے سے آخرت کی سختی دفع کرتا ہے اور کتاب اللہ کی ایک آیت سننے والے کے لئے تیرے ہونے سے بہتر  
 ہے اور ایک آیت پڑھنے والے کے لئے جو کچھ آسمان کے نیچے سے اوس سے افضل ہو اور قرآن  
 میں ایک سورہ ہو اللہ کے نزدیک اوسکو عظیم اور اوسکے صاحب کو شریف بولا جاتا ہے۔ قیامت  
 کے روز اپنے صاحب کیلئے قبیلہ ربیعہ و مضر سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کریگی وہ سورہ یس  
 ہے اس کو حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں مرسلہ اور حاکم نے اپنی تاریخ میں محمد بن حنفیہ سے اوسکے والد محمد

موصو لا تابعة عائشة اخرجها ابو نصر البخاري في الابانة وقال هذا من احسن  
 الحديث واغريبه وليس في اسناده الا مقبول ثقة والابن ابى شيبة وعبد بن حميد  
 والدارمي والترمذي وحيد بن زنجويه في ترغيبه والدورقي وابن جوير وابن ابى حاتم و  
 محمد بن نصر في المحجة وابن الاثاري في المصاحف والهاملي في الامالي ونصر المقدسي في المحجة  
 على تارك المحجة وابى الليث وابن مردويه والبيهقي في شعب الايمان والبغوي في معالم التنزيل  
 والمزي في تهذيب الكمال وحديث بعضهم اتم عن الحارث بن عبد الله الاعمري قال دخلت  
 المسجد فاذا الناس قد وقفوا في الاحاديث فأتيت عليا فاخبرته فقال او قد فعلوها سمعت  
 رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول سيكون فنن كقطع الليل المظلم قلت يا رسول الله  
 فما المخرج منها قال كتاب الله فيه نبأ من قبلكم وخبر ما بعدكم وحكم ما بينكم وهو الفصل  
 ليس بالهزل من تركه من جبار قصمه الله ومن ابتغى الهدى في غيره أضله الله وهو حبل الله  
 المتين ونوره المبين وهو الذكر الحكيم وهو الصراط المستقيم وهو الذي لا يورثه الا الهاء ولا تلتبس  
 به الا السنة ولا تشعب به الا اراء ولا يشعب منه العلماء ولا يملأه الا تقياء ولا يخلق على كثرة  
 الرد ولا تنقضي عجائبه وهو الذي لم تنته الجن اذ سمعته ان قالوا انا سمعنا قرأنا عجبا يهدى  
 الى الرشدين علم عليه سبق ومن قال به صدق ومن حكم به عدل ومن عمل به اجر ومن دعا اليه  
 هدى الى صراط مستقيم خذها اليك يا اعمري قال الترمذي هذا حديث غريب لا نعرفه الا من

موصول روایت کیا عائشہؓ نے اونکی متابعت کی ابو نصر سجزی نے اوسکو ابانہ میں روایت کر کے کہا کہ یہ تہذیب  
 و نادر ترین احادیث سے ہوا سکی اسناد میں تمام ثقہ مقبول راوی ہیں اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور  
 دارمی و ترمذی نے وحید ابن زبجیہ نے اپنی ترمذی میں اور دور قی و ابن جریر و ابن ابی حاتم نے اور محمد بن نصر  
 نے حجتہ میں اور ابن الانباری نے مصاحف میں اور حاکمی نے (الامالی) میں اور نصر المقدسی نے حجتہ علی تارک  
 الحجۃ میں اور ابواللیث و ابن مردویہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور لغوی نے معالم التنزیل میں اور  
 مزنی نے تہذیب الکمال میں اور ابنین سے بعض کی حدیث اتم ہے حارث بن عبد اللہ الاورسے  
 روایت کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا لوگوں کو دیکھا کہ باتون میں مصروف ہیں حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر  
 ہو کر اس حال کو عرض کیا فرمایا (تعباً) کیا وہ ایسا کرتے ہیں سنائیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 سے فرماتے تھے کہ عنقریب اندھیری راتوں کے کنگڑوں کے مانند فتنے ہونگے۔ میں نے عرض کیا کہ  
 یا رسول اللہ اوت سے نجات کس طرح ممکن ہوگی فرمایا اتباع کتاب اللہ سے اور میں تم سے پہلے لوگوں کے  
 حالات اور پچھلون کے اخبار اور تمہارے لئے احکام میں اور وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے لغو  
 و ہزل نہیں ہے جو سرکش اوسکو چھوڑ تلے حق تعالیٰ اوسکو میت و نابود کر دیتا ہے اور جو کوئی قرآن کج  
 علاوہ دوسری چیز میں ہایت تلاش کرتا ہے اللہ اوسکو گمراہ بنا تا ہو وہ اللہ کی مضبوطی اور نور واضح  
 ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے اوس کو خواہشات کجی میں نہیں ڈال سکتیں اور زبانیں اوس میں مشبہ نہیں  
 ڈال سکتیں اور نہ عقول کو اوس کے تفرقہ پر قدرت ہے اور علما کا اوس سے دل نہیں ہرتا اور انبیاء کو  
 اوس سے تکان نہیں پہنچتا اور نہ وہ کثرت تکرار سے پرانا ہوتا ہے اور نہ اوس کے عجائبات ختم ہو سکتے ہیں اور چونکہ  
 سے اوسکو سنکر سکوت نہ ہو سکا انہوں نے یہ کہا کہ بلا شک جہنم سننا ہی ایسی عجیب قرآن کو کہ بہلائی  
 کی طرف رہنا ہے جو اوسکو جان لیتا ہے سبقت لیجاتا ہے اور جو اوس کے مطابق کہتا ہو وہ مستحق  
 اور اوس کے مطابق حکم کرنے والا ہو وہ عادل اور اوس پر عمل کرنے والا ہو وہ۔ اور اوس کے طرف بلانے  
 والے کو راہ راست کی ہدایت ہوتی ہے۔ اسے اورو یہ باتیں یاد رکھ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث  
 غریب ہے۔

حديث حمزة الزيات واسناده مجهول وفي حديث الحارث مقال قال ابن كثير في التفسير  
 حمزة بروايته بل قد رواه محمد بن اسحق عن محمد بن كعب القرظي عن الحارث فبرئ حمزة من عهده  
 على وان كان ضعيف الحديث الا انه امام في القراءة والحديث مشهور من رواية الحارث وقد  
 تكلفوا فيه بل كذب بعضهم من جهة رأيه واعتقاده اما انه يتعمد الكذب فلا والله اعلم وقصنا  
 هذا الحديث ان يكون من كلام امير المؤمنين علي وقد وهم بعضهم في رفعه وهو كلام حسن  
 صحيح على انه قد روي له شاهد عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم  
 فذكره عن ابي عبيد **قلت** وله شاهد ايضا عن معاذ عند محمد بن نصر والطبراني و  
 عن الحارث **قلت** لا بين امير المؤمنين فلا سئلته عما سمعت العشي فحشته بعد العشاء  
 فدخلت عليه فذكر الحديث ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول  
 اتاني جبرئيل فقال يا محمد ان امتك مختلفة بعدك قال فقلت له فابن المخرج يا جبرئيل فقال  
 كتاب الله به يقسم الله كل جبار من اعتصم به نجاة ومن تركه هلك مرتين قول فصل وليس  
 بالهزل لا تختلف الا السن ولا تقني اعاجيبه فيه نبأ ما كان قبلكم وفصل ما بينكم وخبر هو  
 كائن بعدكم اخوجه ابن اسحق ثم اجد في السند **وعن** علي قال خطب رسول الله صلى الله عليه وآله  
 عليه وآله وسلم فقال لا خير في العيش الا المستمع واع او عالم ناطق ايها الناس انكم في زمان  
 هددت وان السير يكم سربيع وقد رايتم الليل والنهار يبدليان كل جديد ويقربان كل بعيد

حمزہ زیارت کے سوا ہم اسکو کسی سے نہیں پہچانتے اور اسکی اسناد مجہول ہے اور حارث اور کی حدیث میں مقال ہے۔ ابن کثیر نے تفسیر میں کہا کہ حمزہ اس روایت میں منقول نہیں بلکہ اسکو محمد بن اسحاق نے محمد بن کعب قرطبی سے اوس نے حارث سے روایت کیا ہے اسلئے حمزہ اسکی ذمہ داری سہی ہوگئی۔ علاوہ اسکے حمزہ اگرچہ ضعیف الحدیث ہے لیکن قرات میں انا ہم ہوا یہ حدیث حارث کی روایت سے مشہور ہے اور حارث میں کلام ہے بلکہ بعض نے اسکے اعتقاد و مذہب کی وجہ سے اسکو جھوٹا کہا ہے لیکن اسکا قصد بھڑک بولنا نہیں بیان کیا گیا واللہ اعلم اور اقل درجہ یہ کہ یہ حدیث حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے ہے بعض راویوں نے وہم سے مرفوع کر دیا اور وہ بہتر و پاکیزہ کلام ہے اسکے علاوہ عبداللہ بن مسعود سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسکے لئے شاہد منقول ہے پر ابو عبید کے روایت سے اسکا ذکر کیا ہے۔ (میں کہتا ہوں) محمد بن نصر وطبرانی کے پاس معاذ بھی شاہد ہے اور حارث سے منقول ہے کہ میں نے کہا البتہ میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے سوال کروں گا جو میں نے اسلئے شام کو سنا تھا پھر میں آپ کے پاس بعد عشا کے حاضر ہوا پھر حارث نے حدیث کو ذکر کیا کہا حارث نے کہ پھر فرمایا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے میرے پاس جبریل آئے اور کہا اے محمد آپ کی امت آپ کے بعد مختلف ہوگی میں نے کہا اوس سے نجات کس طرح ہو سکتی ہے جبریل نے کہا اتباع کتاب اللہ سے اللہ ہر سرکش کو اوس سے ہلاک کرتا ہے جو اسکو مضبوط پکڑتا ہے نجات پاتا ہے اور جو اسکو چھوڑتا ہے ہلاک ہوتا ہے آخر کاجملہ دو مرتبہ کہا وہ قول فاصل بین الحق والباطل ہے نہ ہزل و طرافت اسکو زبان میں نہیں بنا سکتیں اور اسکے عجائبات فنا نہیں ہوتے اوس میں تمہارے گذشتہ زمانہ کے حالات اور تمہارے اعمال اور زمانہ آئندہ کے اخبار میں اسکو ابن اسحاق نے پھر احمد نے سند میں روایت کیا اور حضرت علی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا زیست کی خیر احکام دین کو سنکر محفوظ رکھنے والے کیلئے ہے یا عالم حق گو کیلئے اسی کو گوتم زمانہ بد نہ میں ہو اور تمہاری رفتار تمیز اور تم دیکھتے ہو لیل و نہار کو گلاتے اور پُرانا کرتے میں ہر جدید کو اور قریب کہتے ہیں ہر بعید کو۔



ويأتيان بكل موعود فاعدوا الجهاد لبعث المضار فقال المقداد يا بني الله ما الهدنة قال بلاء  
وانقطاع فاذا التبت الامر عليكم كقطع الليل المظلم فعليكم بالقرآن فانه شافع مشفع  
وما حل مصدق ومن جعله امامه قادة الى الجنة ومن جعله خلفه قادة الى النار وهو  
الدليل الى خير سبيل وهو الفصل ليس بالهزل له ظهير بطن فظاهر حكم وباطنه علم عميق بحره  
لا تحصى عجائبه ولا يشبع منه علماء وهو حبل الله المتين وهو الصراط المستقيم وهو الحق الذي  
لم تنته الجن ان يسمعون قالوا انا سمعنا قرآنا عجبا يهدي الى الرشاد فامنا به من قال به صدق  
ومن عمل به اجر ومن حكم به عدل ومن دعى اليه هدى الى صراط مستقيم فيه مصابيح الهدى  
ومنازل الحكمة ودال على الحجة اخوجه الحسن العسكري في الامثال والآخبار والآثار في القرآن  
نزهة لا مر عند الله تعالى وفضلا عن اهل بيت النبوة لا تعد ولا تحصى مسودة في كتبنا من علومهم  
فلا حاجة بنا الى الاكثار منها هنا (ابطال قول البليد بخلاف القرآن المجيد  
قال الله المتعال ولا يكلمهم الله ولا ينظر اليهم قال سليمان بن حرب وكلام الله ونظرة واحد  
يعنى غير مخلوق ذكره الاشعرى في الابانة قال ابو نصر عبيد الله بن سعيد بن حاتم السجزي في  
الابانة انما انا ابراهيم بن علي بن عبد الله القرشي وكان صدوقا ثنائيا عثمان بن محمد بن ابراهيم  
المداودي ثنا احمد بن محمد بن موسى ثنا عبد الكريم بن موسى ثنا الهيثم الدينوري ثنا علي بن صالح  
الانما علي ثنا يوسف بن عدي عن محبوب بن محرز عن الاعشى عن ابراهيم بن يزيد عن الحارث بن سويد

ابطال قول البليد  
بخلاف القرآن  
المجيد

اور لاتے ہیں ہر موعود کو سامان تیار کرو مسافت بعیدہ طے کرنے کیلئے مقدار نے عرض کیا یا نبی اللہ  
 ﷺ نہ کیا ہے۔ فرمایا بلا اور انقطاع ہو پر جب تکومثل پارہ ہائے شب تاریک واقعات مشتبہ پیش آئیں  
 قرآن کو مضبوط پکڑو وہ شافع شفع و مجادل مصدق ہے جو اس کو مقتدا و پیشوا بناتا ہے وہ اس کو جان بخت  
 رہبر ہوتا ہے اور جو اس کو پس پشت کرتا ہے وہ اس کو دوزخ کی طرف کینچ لیجاتا ہے وہ راہ راست کا ہادی  
 و قول فصل ہونہ ہزل اس کے لئے ظہر و بطن ہیں اس کا ظاہر حکم اور اس کا باطن علم جبکہ بحر حقیق ہی عجائب باری  
 اس کے غیر محدود اور سبے شمار ہیں اس کے علما اس سے سیر نہیں ہوتے وہ اللہ کے جلستحکم و مضبوط  
 و صراط مستقیم ہے ایسا حق ہے کہ اس کو مستکرہن باز نہ رہ سکے اور یہ کہا کہ ہم نے سنا ایک قرآن عجیب  
 فلاح یابی کا ہادی ہے ہم اس پر ایمان لائے اس کا قائل صادق اور اس کا عامل ماجور اور اس کے  
 موافق حکم کرنے والا عادل جس کو اس کی طرف دعوت ہوتی ہے وہ صراط مستقیم کی ہدایت پاتا ہے وہ صراط  
 ہدایت و آیات حکمت سے غلو اور رہنمائی تحت ہائے راہ حق سے مشغول ہے اس کو حق مکرری نے اشارت  
 روایت کیا اور قرآن کے منجانب اللہ نازل ہونے اور اس کے فضائل میں اہل بیت نبوی سے خیریت  
 اخبار و آثار و ہمارے کتب علوم اہل بیت میں منقول ہیں اس جگہ ان کے آثار کی بہک ضرورت ہے  
 (البطال قول بلیدا متعلق خلق قرآن مجیداً) فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہیں کلام کر لیا ان سے اللہ  
 اور نہ اس کے طرف نظر فرمایا لگا کہا سلیمان بن حرب نے کہ اللہ کا کلام اور اس کی نظر ایک ہے یعنی  
 غیر مخلوق ہیں اس کو اشعری نے ابانہ میں ذکر کیا ابو نصر عبید اللہ بن سعید بن حاتم اسجری نے ابانہ میں  
 کہا کہ بہکوا ابراہیم بن علی بن عبد اللہ القرشی نے خبر دی اور ابراہیم مصدق ہے کہ ہے عثمان بن محمد بن ابراہیم  
 اور انی نے حدیث کی اس نے کہا کہ ہم سے احمد بن محمد بن موسیٰ نے حدیث کی احمد نے کہا ہم سے  
 عبد الکریم بن موسیٰ بن ہشیم الدیر عاقوی نے حدیث کی عبد الکریم نے کہا کہ ہم سے علی بن صالح انما علی نے حدیث کی علی بن صالح نے  
 کہا کہ ہم سے یوسف بن عدی نے محبوب بن محرز سے اس نے امش سے امش نے ابراہیم بن یزید  
 سے ابراہیم نے حارث بن سوید سے حدیث کی کہ۔

قال قال على فذكر الخبر فيه اشارة الى فئة ذات فتنة تأتي بعد قال يقولون القرآن مخلوق وليس هو بخالق ولا مخلوق ولكنه كلام الرب عز وجل منه بدأ واليه يعود وهذا الاسناد مر جاله ثقات قاله السيوطي في اللآلئ واخرجه اللالكائي والاصبها في وفيه كلام الله وهو موقوف رواية موقف دراية وهو من تعريف النبي للمولى على كرامته وولاية وعن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم للمهاجرين والانصار عليكم بالقرآن فاتخذوه اماماً وقائداً فإنه كلام رب العالمين الذي منه بدأ واليه يعود اخرجه ابن مردويه بسند معتضد بما اسند وعنه ابن عباس قال لما حكم على الحكمين قالت له الخوارج حكمت رجلين قال ما حكمت مخلوقاً انما حكمت القرآن اخرجه ابن ابي حاتم في السنة والبيهقي في المصنفات والاصبها في الحجّة واللالكائي في السنة وعنه الفرع بن يزيد الكلاعي قال قالوا لعلي حكمت كافر او منافقاً قال ما حكمت مخلوقاً ما حكمت الا القرآن اخرجه ابن ابي حاتم في السنة وابو الشيخ والبيهقي قال البيهقي هذه الحكاية عن علي شائعة فيما بين اهل العلم ولا اراها شاعت الا عن اصل والله اعلم وعنه ابن هريرة قال كنا عند عمر بن الخطاب اذ جاءه رجل يسأله عن القرآن ائ مخلوق هو او غير مخلوق فقام عمر فاخذ بمجامع ثوبه حتى قاده الى علي بن ابي طالب فقال يا ابا الحسين اما تسمع ما يقول هذا قال وما يقول قال جاء يسألني عن القرآن ائ مخلوق هو او غير مخلوق فقال علي هذه كلمة وستكون لها ثمرة لو وليت من الامور ما وليت لضربت عنقه اخرجه نصر المقدسي

عزّة  
اي خرافة ١٢

فرمایا حضرت علی نے پہر حارث نے تمام حدیث کو ذکر کیا اور اوسین اشارہ ہے کہ ایک جماعت فقیر  
 بعد میں پیدا ہوگی جو قرآن کو مخلوق کیسکی حال آئے قرآن نہ خالق ہو نہ مخلوق وہ کلام رب عزوجل ہے  
 اوسی سے اوسکی ہدایت اور اوسیکے طرف اوسکی تہایت ہے جلال الدین سیوطی نے لآلی میں کہا کہ  
 اس حدیث کی سند کی رجال ثقافت میں اور اسکو لا لکائی واصبہا فی نے روایت کیا اور اوسکی روایت  
 میں بجائے لفظ کلام الرب کے کلام اللہ ہے یہ حدیث روایتاً موقوف ہے اور درایتاً موقوف ہے یا بطور کرامت و ولایت  
 منجانب اللہ حضرت مولیٰ علی کے الہامات سے ہے اور حضرت علی سے منقول ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی  
 علیہ وآلہ وسلم نے انصار و مہاجرین کو کہ قرآن کا اتباع کر کے اوسکو اپنا امام و رہبر بناؤ اس لئے کہ وہ رب  
 کا کلام ہے اور اوسی سے شروع ہوا اور اوسیکے طرف عود کر گیا اس کو ابن مردویہ نے ایسی سند  
 روایت کیا جو بروایت سندہ معتضد اور ابن عباس منقول ہے جب حضرت علی نے غزوہ صفین  
 میں دو حکم مقرر کئے خوارج نے کہا اپنے دو آدمیوں کو حکم بنایا فرمایا میں نے مخلوق کو حکم نہیں بنایا میرا حکم  
 قرآن ہے اس کو ابن ابی حاتم نے السنہ میں اور بیہقی نے تصانیف میں اور اصبہا فی نے الحجۃ  
 میں اور لا لکائی نے السنہ میں روایت کیا اور فرج بن یزید کلاعی سے منقول ہے لوگوں نے حضرت علی سے  
 عرض کیا کہ آپ نے کافر و منافق کو حکم بنایا فرمایا میرا حکم مخلوق نہیں بلکہ میرا حکم قرآن ہے اس کو ابن ابی حاتم  
 السنہ میں ابوشیخ و بیہقی نے روایت کیا بیہقی نے کہا یہ حکایت حضرت علی سے اہل علم کے درمیان بکثرت  
 شائع ہے اور میرے گمان میں اسکا شیوع بلا اصل نہیں ہے واخذہ علم ابو ہریرہ سے منقول ہے کہا ہم عمر بن الخطاب  
 کے پاس تھے ایک شخص نے اگر سوال کیا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق حضرت عمر اوسکو مضبوط پکڑ کر حضرت  
 علی کے پاس لے آئے اور کہا کہ اے ابوالحسن آپ بتیہ میں یہ شخص کیا کہتا ہے حضرت علی نے فرمایا کیا کہتا ہے کہا جہ سے  
 سوال کرتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق حضرت علی نے فرمایا یہ ایسا کلمہ ہے جسکا آئندہ بد اثر ہوئیگا  
 اگر میں بجائے آپ کے خلیفہ ہوتا تو اسکو قتل کر دیتا اسکو جعفر مقدسی نے الحجۃ میں روایت کیا۔

الحاكم  
ابن محمد  
ابن الحسن  
ابن الحسن

قيل انه قال

في الحجة وفي رواية احمد والعدني وابي يعلى والحاكم والبيهقي وغيرهم في قصه حكيم حكيم فلما ان  
امتلأت الدار من قراء الناس دعا بمصحف امام عظيم فوضعه بين يديه فجعل يصكه بيده و  
يقول ايها المصحف حدث الناس فقالوا يا امير المؤمنين <sup>عليه السلام</sup> تسأل عنه فاما هو مداد في ورق و  
نحن نتكلم بما روينا منه فارتد قال اصحابكم هؤلاء الذين خرجوا بيني وبينهم كتاب الله الحديث  
وفي هذا دلالة بينة ان قراءة العباد للقران وكتاباتهم له مخلوق والذي ليس بمخلوق هو الذي  
كلم اشعيرئيل عليه السلام وعن حيان بن سدير عن ابيه قال لجعفر بن محمد يا ابن  
رسول الله ما تقول في القران خالق ام مخلوق قال اقول فيه ما يقول ابني وجدى ليس بمخالق ولا  
مخلوق ولكنه كلام الله عز وجل اخوجه البيهقي وعن يونس بن بكير عن جعفر بن محمد عن ابيه  
قال سئل علي بن الحسين عن القران فقال ليس بمخالق ولا مخلوق وهو كلام الخالق اخوجه محمد بن  
نصر المروزي وعبد الله بن احمد والحاكم وابو نعيم في المحلية والبيهقي بسند صحيح وعن الزهري  
قال سألت علي بن الحسين عن القران فقال كتاب الله وكلام اخوجه البيهقي وعن بسام الصيرفي  
قال سألت ابا جعفر محمد بن علي بن الحسين عن القران فقال كلام الله غير مخلوق اخوجه ابو نعيم  
في المحلية وعن معاوية بن عمار الدهني سألت جعفر بن محمد عن القران فقال ليس بمخالق ولا  
مخلوق ولكنه كلام الله عز وجل اخوجه علي بن المديني وابو زرعة الرازي والبخاري في خلق افعال  
العباد وعثمان بن سعيد الدارمي وابو عوانة والذولابي في الكنى والحاكم والبيهقي من طرق وصححه



هو المزي في التذييب واخرجه البيهقي عن ابن ابي العوام ثنا موسى بن داود الضبي عن معبد  
ابن عبد الرحمن عن معاوية بن عمار قال سألت جعفر بن محمد فقلت انهم يسألوننا عن القرآن  
المخلوق هو قال ليس بمخلوق ولا مخلوق ولكنه كلام الله قال البيهقي تابعه سعدان بن نصر عن <sup>موسى</sup>  
ابن داود وعن قيس بن الربيع قال سألت جعفر بن محمد عن القرآن فقال كلام الله قلت مخلوق  
قال لا قلت فما تقول فيمن زعم انه مخلوق قال يقتل ولا يستتاب اخرجه البيهقي من جهة الاصم  
فالسلي والحاكم قال عثمان الدارمي سمعت عليا يعني ابن المديني يقول في حديث جعفر بن محمد  
ليس القرآن بمخلوق ولا مخلوق ولكنه كلام الله قال علي لا اعلم انه تكلم بهذا الكلام في زمان اقدم  
من هذا قال علي وهو كافر قال ابو سعيد يعني من قال القرآن مخلوق فهو كافر اخرجه الحاكم فابيهقي  
قال الاشعري في الاثبات وصحت الرواية عن جعفر بن محمد ان القرآن لا خالق ولا مخلوق وروى  
ذلك عن عمه زيد بن علي وعن جده علي بن الحسين **قلت** وكذا عن الحبر في قوله تعالى قرآنًا  
عربيًا غير ذي عوج قال غير مخلوق اخرجه الأجرى في الشريعة وابن مردويه في التفسير والبيهقي و  
دفعه فيه ابن اخرجه الديلمي في مسند الفردوس وقاله فيه السدي قال البغوي في معالم التنزيل  
وروى عن مالك ورفيع ابوالدرداء القرآن كلام الله غير مخلوق اخرجه ابن شاهين في السنة  
وقال الحبر اجل قال اللهم رب القرآن مه لا نقل مثل هذا منه بدل واليه يعود اخرجه ابو الشيخ  
والبيهقي وفي لفظ ان القرآن منه اخرجه البيهقي من جهة الحاكم ورواه ابو نصر البهري في الاثبات

اور مزی نے اسکو ہندپ میں قتل کیا اور بیہقی نے اسکو ابن ابی العوام سے روایت کیا کہ حدیث کی جیسے موسیٰ ابن داؤد ضعیفی نے معبد ابی عبد الرحمن سے اوسنے معاویہ بن عمار سے کہ میں نے جعفر بن محمد سے سوال کیا کہ لوگ ہم سے استفادہ کرتے ہیں ایا قرآن مخلوق ہے فرمایا نہ خالق ہے نہ مخلوق بلکہ وہ کلام اللہ ہی ہے بیہقی نے کہا کہ اسکی متابعت میں سعدان بن نصر نے موسیٰ بن داؤد سے روایت کیا ہے اور قیس بن ربیع سے روایت ہو کہ میں نے جعفر بن محمد سے قرآن کے متعلق پوچھا فرمایا کلام اللہ کا ہو میں نے عرض کیا کیا وہ مخلوق ہے فرمایا نہیں میں نے عرض کیا جو شخص اسکے مخلوق ہو سکا مدعی ہو اسکی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا قتل کیا جاوے اور اس سے توبہ طلب نہ کی جاوے اسکو بیہقی نے اصم کے طریق سے اور نیز سلمیٰ و حاکم نے روایت کیا عثمان دارمی نے کہا کہ میثعلی بن المہدی کو سنا جعفر بن محمد کی حدیث میں القرآن بخلق دلا مخلوق دکنہ کلام اللہ میں کہتے تھے کہ میرے علم میں یہ کلام اس سے مقدم زمانہ میں کسی نے نہیں کیا اور وہ کفر ہے ابو سعید نے کہا لیکن جو شخص قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اسکو حاکم و نیز بیہقی نے روایت کیا اور ابوالحسن اشعری نے الایاد میں کہا جعفر بن محمد سے یہ روایت صحیح ہے کہ قرآن نخلق ہے نہ مخلوق اور اپنے چچا زید بن علی اور داد اعلیٰ بن الحسین سے انہوں نے اسکو روایت کیا ہو میں کہتا ہوں ایسا ہے جبر (ابن عباس) سے (نیز) اللہ تعالیٰ کے قول (قرآننا غیر ذی عوج) کی تفسیر میں منقول ہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اسکو آجری نے الشریعہ میں اور ابن مردود نے تفسیر میں اور بیہقی نے الشریعہ میں مرفوعاً اور دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا اور کہا ہو اسکو مدعی کہا بغوی نے معالم التنزیل میں کہ مالک سے یہی روایت کیا گیا ہو اور مرفوعاً ابوالدرداء سے روایت ہے بلکہ قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے اسکو ابن شامہ نے تفسیر میں روایت کیا ایک آدمی کہتا تھا اسے اللہ قرآن کے رب جبر (ابن عباس) نے اسکو منع کیا کہ ایسا مت کہہ قرآن کا شروع و ختم کی طرف سے ہو اور ادنیٰ کی طرف عود کر لگا اسکو ابوالشیخ نے بیہقی سے روایت کیا اور ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ قرآن اوسی سے ہے بیہقی نے اسکو دوسرے طریق سے روایت کیا اور ابو لفرس نے اسکو ابانہ میں روایت کیا۔



وفيه منه القرآن منه ورجاله ثقات وقال انس القرآن كلام الله وليس كلام الله مخلوق  
 اقترجه ابن عدي في الكامل والبيهقي قال ابن عدي هذا الحديث وان كان موقوفا على انس  
 فهو منكر لانه لا يعرف للصحابه الخوض في القرآن قال البيهقي انما اراد به انه يقع في الصدر  
 الاول ولا الثامن يزعم ان القرآن مخلوق حتى يحتاج الى انكاره فلا يثبت عنهم شيء بهذا  
 اللفظ الذي يرويناه عن انس وروى ايضا مثله والبيهقي عنه عن عمرو بن علي وعبد الله بن مسعود  
 ولكن قد ثبت عنهم اضافة القرآن الى الله تعالى وتجيده فبانه كلام الله تعالى كما رويناه عن ابي بكر  
 وعائشة وخباب بن الازد وابن مسعود والنجاشي وغيرهم والله اعلم **(قلت)** قد بداه  
 شيء في الصدر الاول كما مضى عن الجاروق ولم يرض بسند كل الرواة فيه ثقات وقال عثمان  
 ابن سعيد الدارمي في كتاب الرد على الجهمية سمعت اسحق بن ابراهيم الخطي اعني ابن راهويه يقول  
 قال سفيان بن عيينة قال عمرو بن دينار احدثت اصحاب النبي صلى الله عليه وآله وسلم فن دغم  
 منذ سبعين سنة يقولون الله الخالق وما سواه المخلوق والقرآن كلام الله منه خرج وا  
 يعود واخرجه ابن عدي والحاكم والبيهقي وابو عمر في التهذيب قال ابن راهويه وقد ادرك ابن دينار  
 اجلة اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من البدرين والهاجيين والانصار مثل  
 جابر بن عبد الله وابي سعيد الخدري وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عباس وعبد الله بن الزبير  
 واجلة التابعين وعلى هذا صدر هذه الكلمة لم يختلفوا في ذلك وقال اللالكائي بسند عن

باین الفاظ روایت کیا کہ تھا شہرہا قرآن اس کلام پر اور اس سند کے لوگ مقبرہ میں اور اس نے کہا قرآن کلام اللہ کا ہے  
 اور کلام اللہ مخلوق نہیں اسکو ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی نے روایت کیا ابن عدی نے کہا اگرچہ  
 یہ حدیث اس پر موقوف ہے لیکن منکر ہے اس لئے کہ خوض صحابہ قرآن میں غیر معروف ہے۔ کہا بیہقی نے مراد ابن  
 عدی کی اس سے (یہ ہے) کہ صدر اول و ثانی میں قرآن کے مخلوق ہونیکا کوئی قائل نہیں تھا کہ اسکی تردید  
 کی حاجت ہوتی اس لئے کہ یہ الفاظ جو اس سے مروی ہیں صحابہ سے ثابت نہیں ہوئے اور نیز اسکی  
 مانند واضح تر اس سے مروی علی و عبد اللہ بن مسعود رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی ہے لیکن قرآن کو اللہ  
 کے طرف منسوب کرنا اور اسکی تعظیم کرنا کہ وہ کلام اللہ ہے اسنے ثابت ہو گیا کہ ہمیں ابو بکر و  
 عائشہ و جناب بن اللات و ابن مسعود و بخاشی وغیرہم سے روایت کیا ہے واللہ اعلم میں کہتا ہوں کہ مسئلہ  
 خلق قرآن صدر اول (زمانہ صحابہ) میں کچھ بظاہر ہو گیا تھا جیسا کہ فاروق و مرتضیٰ سے سابقا ایسے سند سے  
 گزر چکا ہے جسکے تمام دواۃ ثقات میں اور عثمان بن سعید دارمی نے کتاب الرد علی الجہیہ میں کہا میں نے  
 اسحاق بن ابراہیم خطلی یعنی ابن راہویہ سے سنا کہ کہا سفیان بن عیینہ نے کہا عمرو بن دینار نے میں نے  
 عرصہ شتر سال سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اتباع کو یہ کہتے ہوئے  
 پایا کہ اللہ خالق و ماسوا اس کے مخلوق ہے اور قرآن کلام اللہ ہے اللہ سے اسکا خروج اور اوسی  
 کی طرف اسکا عود ہے اسکو ابن عدی و حاکم (دو نیز) بیہقی و ابو عمر نے تمہید میں روایت کیا کہا ابن جریر  
 نے کہ عمرو بن دینار نے جلیل القدر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل بدر و مہاجرین و  
 انصار میں مثل جابر بن عبد اللہ و ابی سعید الخدری و عبد اللہ بن عمرو و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ  
 ابن زبیر اور کہا تابعین کو پایا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صدر اول کے لوگوں نے اس  
 مسئلہ (خلق قرآن) میں اختلاف نہیں کیا لاکائی نے بسند خود۔

القاسم بن العباس الشيباني ثنا سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار قال ادركت تسعة من  
 اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقولون من قال القرآن مخلوق فهو كافر بهذا  
 والذي قبله صحيحان قال السيوطي وقال البخاري في كتاب الرد على المعتلة والجهمية وبيان  
 خلق افعال العباد ثنا الحكم بن محمد الطبري كتبت عنه بمكة قال ثنا سفيان بن عيينة قال ادركت  
 مشيختنا منذ سبعين سنة منهم عمرو بن دينار يقولون القرآن كلام الله وليس بمخلوق واخبره  
 ابن عدي والبيهقي قال البيهقي وقرأت في كتاب ابي عبد الله محمد بن محمد بن يوسف بن ابراهيم  
 الدقاق بروايته عن القاسم بن ابي صالح الهمداني عن محمد بن ابي ايوب الرازي قال سمعت محمد بن  
 سعيد بن سابق يقول سألت ابا يوسف فقلت اكان ابو حنيفة يقول القرآن مخلوق فقال معاذ الله  
 ولا انا اقول فقلت اكان يرى رأي جهنم فقال معاذ الله ولا انا اراه قال البيهقي رواه ثقات  
 وروى البيهقي عن الحارث بن ادریس سمعت محمد بن الحسن الفقيه يقول من قال القرآن مخلوق  
 فلا فصل خلفه وروى البيهقي من جهة الحاكم عن ابي يوسف كلمت ابا حنيفة سنة جرداء في  
 ان القرآن مخلوق ام لا فاتفقوا به وادعى علي ان من قال القرآن مخلوق فهو كافر قال الحاكم رواه  
 هذا كلهم ثقات **قلت** انما كان المناظرة الى السنة للتكفير دون التفسير وقال  
 ابن عبد البر في كتاب الانقياد في مناقب الثلاثة الفقهاء حدثنا الحكم بن المنذر بن سعد قال  
 ثنا ابو يعقوب يوسف بن احمد بن يوسف قال وحدثنا ابو حامد ثنا صالح بن احمد بن يعقوب قال

قاسم بن عباس شیبانی سے روایت کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن ہنیار کی زبانی حدیث کی کہ کہیں نے  
 اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے نو شخصوں کو یہ کہتے ہوئے پایا کہ قرآن کو مخلوق کہنے  
 والا کافر ہے جلال الدین سیوطی نے کہا یہ اور اسکے باقی کی حدیث صحیح ہے اور بخاری نے کتاب اللہ  
 علی المعطلہ والجمہیۃ و بیان خلق افعال العباد میں کہا ہے حکم بن محمد الطبری حدیث کی میں نے اونسو منکر کہ میں اسکو لکھ لیا  
 اونہوں نے کہا کہ ہم سفیان بن عیینہ سے حدیث کی کہ کہیں نے ستر سال اپنے مشایخ کو کہ بخلاؤں کے عمرو بن دنیا رہیں یہ کہتے ہوئے  
 پایا کہ قرآن کلام اللہ ہے مخلوق نہیں اسکو ابن عدی و بیہقی نے بھی روایت کیا بیہقی نے کہا میں نے ابو عبد  
 محمد بن محمد بن یوسف بن ابراہیم الدقاق کی کتاب میں پڑھا کہ انہوں نے روایت کی قاسم بن صالح ہمدانی اور ابو محمد بن ابی ایوب  
 رازی سے کہا میں نے محمد بن سعید بن سابق کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابو یوسف سے پوچھا کیا ابو حنیفہ  
 خلق قرآن کے قائل تھے فرمایا معاذ اللہ ابو حنیفہ خلق قرآن کے قائل نہ تھے نہ میں ہوں نہ میرے  
 کہا کیا ابو حنیفہ جہم کے ہم عقیدہ تھے ابو یوسف نے کہا معاذ اللہ انہو کا یہ عقیدہ تھا نہ میرا ہے بیہقی نے  
 کہا اسکے رواۃ لغات میں اور بیہقی نے حارث ابن ادریس سے روایت کیا کہ میں نے محمد بن الحسن  
 فقیہ کو کہتے ہوئے سنا جو خلق قرآن کا قائل ہو ہم اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور بیہقی نے بطریق عام  
 ابو یوسف سے روایت کیا کہ میں نے کامل ایک سال تک ابو حنیفہ سے مسئلہ خلق و عدم خلق قرآن میں  
 مناظرہ کیا اسکے بعد میرے اور ابو حنیفہ کی رائے متفق ہوئی ہے کہ قائل خلق قرآن کا کافر ہے حاکم نے  
 کہا اسکے راوی ثقہ ہیں کہا ہوں یہ مناظرہ ایک سال تک اثبات تکفیر میں تھا نہ نقصت دلائے میں اور  
 ابن عبد البر نے کتاب الاختلاف فی مناقب الثلثۃ الفقہاء میں کہا ہم سے حکم بن منذر بن سعید  
 نے حدیث کی کہ ہم سے ابو یعقوب یوسف بن احمد بن یوسف نے حدیث کی (ذہبی) ہم سے ابو حامد نے  
 حدیث کی کہ ہم سے صالح بن احمد بن یعقوب نے حدیث کی ۔

سمعت ابي يقول سئل ابو مقابل حفص بن سلم وانا حاضر عن القرآن فقال القرآن كلام الله غير مخلوق ومن قال غير هذا فهو كافر فقال له ابنه سلم يا ابي هل تخبر عن ابي حنيفة في هذا بشي فقال نعم كان ابو حنيفة على هذا عهدى به ما علمت منه غير هذا ولو علمت منه غير هذا لم اصحبه **قلت** في هذا كله ابطال لما عرى بعض المحدثين الى ابي حنيفة ومحمد بن الحسن من القول بخلق القرآن وكل ما روى عن ابي حنيفة من هذا القبيل فينبغي ان يحمل على انه كان يقول ان قرأتنا للقرآن وكتابتنا له مخلوق كما افاد في الفقه الاكبر ففهم بعض الناس من كلامه ان اصل القرآن الذي هو صفة الله تعالى مخلوق عندنا او شدد عليه المشددون ومنعوا من هذا اللفظ سدا للباب وكذا على محمد كما شدد بعضهم على البخاري في قوله لفظي بالقرآن مخلوق قال الاشعري في الامانة ومن قال ان القرآن غير مخلوق ومن قال بخلق الله فهو كافر من العلماء وحمل الآثار ونقلها الاخبار ولا يحصون كثرة منهم حماد بن زيد والثوري وعبد العزيز بن ابي سلمة ومالك بن انس والثاقبي واصحابه والليث بن سعد وسفيان بن عيينة وهشام وعيسى بن يونس وحفص بن غياث وسعد بن عامر وعبد الرحمن بن مهدي وابوبكر ابن عياش ووكيع وابو عاصم النبيل ويعلى بن عبيد ومحمد بن يوسف وبشر بن الفضل وعبد الله بن داود وسلام بن ابي مطيع وابن المبارك وعلي بن عاصم واحمد بن يونس وابو نعيم وقيصة بن عقبة وسليمان بن داود وابو عبيد القاسم سلام ويزيد بن هارون وغيرهم انتهى وقد افرد بالتصنيف محمد بن اسمعيل البخاري كتاب الرد على

کہ میں نے اپنے باپ کو کہتے ہوئے سنا کہ میرے موجودگی میں ابو موسیٰ بن حفص بن سلم سے قرآن کے متعلق سوال کیا گیا حفص نے کہا قرآن کلام اللہ کا غیر مخلوق ہے اور جس کا عقیدہ اسکے خلاف ہو وہ کافر ہے اور ان کے فرزند سلم نے سوال کیا کہ اس مسئلہ میں ابو حنیفہ کا کیا مسلک ہے کہا ابو حنیفہ کا یہ ہے یہی مسلک تھا میں نے ان کو اسی پر پایا اسکے خلاف اس نے مجھ کو معلوم نہیں ہوا اور اگر معلوم ہوتا تو میں ان کی صحبت کو اختیار نہ کرتا میں کہتا ہوں کہ اس تمام تقریر سے بعض محدثین کا ابو حنیفہ و محمد کی طرف خلق قرآن کے مقولہ کو منسوب کرنا باطل ثابت ہوتا ہے۔ اور جو کچھ کہ ابو حنیفہ و محمد سے ازین قبیل مروی ہے اس کا یہ عمدہ محل ہے کہ وہ قرأت و کتابت قرآن کو مخلوق کہتے تھے جیسا فقہ اکبر سے مستفاد ہے۔ بعض اشخاص نے ان کے کلام سے یہ سمجھ لیا کہ اصل قرآن جو اللہ کے صفت ہے وہ ان کے نزدیک مخلوق ہی بعض شدوین نے اس لفظ سے سیاق و سباق میں انہیں اور امام محمد پر تشدد کیا۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے بخاری پر ان کے مقولہ لفظی بالقرآن مخلوق میں تشدد کیا ہے اشعری نے ابانہ میں کہا کہ قرآن کو غیر مخلوق کہنے والے اور معتقد خلق قرآن کی تکفیر کرنے والے علماء و حفاظ حدیث و ناقلین اخبار زائد از شمار ہیں از اجماع حادین و سفیان ثوری و عبد الغیز بن ابی سلمہ و مالک بن انس و شافعی و اصحاب شافعی و لیث بن سعد و سفیان بن عیینہ و ہشام و عیسیٰ بن یونس و حفص بن غیاث و سعد بن عامر و عبد الرحمن بن مہدی و ابوبکر بن عیاض و دکیع و ابو عاصم النبیل و یحییٰ بن عیینہ و محمد بن یوسف و لیث بن مفضل و عبد اللہ بن داؤد و سلام بن ابی مطیع و عبد اللہ ابن المبارک و علی بن عاصم و احمد بن یونس و ابو نعیم و قبیسہ بن عقبہ و سلیمان ابن داؤد و ابو عبید القاسم بن سلام و یزید بن ہارون و غیر ہم بہ انتہی اور محمد بن اسماعیل بخاری نے کتاب الرد علی المعطلہ و الجہمیہ۔

۱۰

سیرۃ قرآن پڑھنا مخلوق ہے۔

المعطلة والجهسية وبيان خلق افعال العباد وادرفيه ابطال القول بخلق القرآن عن مشيخة  
 ابن عيينة منه سبعين سنة منهم عمرو بن دينار وعن جعفر بن محمد وحماد بن زيد وابن المنكدر  
 ومنصور والاعمش ومرو مسلم بن احول وحماد بن ابي سليمان والثوري ومالك وابن عيينة  
 ووکیع وخالد بن عبد الله القسري ذابح <sup>بدينهم</sup> جند عبد الله بن ادریس الاودي ووهب بن جوير  
 ومقتمر بن سليمان ويزيد بن هارون وابي بكر بن عياش وابن المبارك ويحيى بن سعيد  
 وعلى بن المدني وابي الوليد وسعيد الله بن عائشة وحفص بن غياث وسليمان بن داود الهاشمي  
 وسهل بن مزاحم وابن مهدي وبشر بن المفضل وابي عبيد ومعاذ بن معاذ والحجاج بن  
 ارطاة وهاشم بن القاسم والربيع بن نافع الحلبی ومحمد بن يوسف وعاصم بن علي بن عاصم و  
 يحيى بن يحيى واهل العلم قال وقال الحميدي ثنا سفيان ثنا حصين عن مسلم بن حبيب عن <sup>سفيان</sup> شريك  
 شكل عن عبد الله قال ما خلق الله من ارض ولا سماء ولا جنة ولا نار اعظم من الله لا اله  
 الا هو الحق القيوم قال سفيان تفسيرة ان كل شيء مخلوق والقرآن ليس بمخلوق وكلامه اعظم  
 من خلقه لانه انما يقول كن فيكون فيكون شيء اعظم مما يكون به المخلوق والقرآن كلام الله انتهى وذكر  
 البيهقي ابطال هذا المقال وتكفير قائله واحدا لا مر به باسانيد كثيرة وطرق متعددة عن  
 مالك والليث والفضيل بن عياض وابن عيينة وابي بكر بن عياش وهشيم وعلى بن هاشم  
 وحفص بن غياث وعبد السلام الملائي وحسين الجعفي ويحيى بن زكريا ابن ابي زائدة وعبد الله

کتابہ الرد علی المعتقدۃ والجمعیۃ ویان خلق افعال العباد میں علمہ کتاب لکھی ہے اوس میں ابطال خلق قرآن  
ابن عیینہ کے شاخ سے ستر سال سے نقل کیا اور شیوخ میں عمرو بن دینار بھی ہیں و نیز جعفر بن  
محمد و حماد بن زید و ابن المنکدر و منصور و عیش و سعد و سلم بن احوں و حماد بن ابی سلیمان و سفیان ثوری و  
مالک و ابن عیینہ و کعب و خالد بن عبد اللہ القسری و ابی جعفر بن ویرم عبد اللہ بن ابی اسیر الادوی و درہب ابن  
جریر و معتمر بن سلیمان و یزید بن ہارون و ابوبکر بن عیاش و عبد اللہ بن المبارک و یحییٰ بن سعید و  
علی بن المدینی و ابوالولید عبید اللہ بن عائشہ و حفص بن غیاث و سلیمان ابن داؤد الہاشمی و سہل  
ابن زراح و ابن مہدی و بشر بن مفضل و ابوجعید و معاذ بن معاذ و حماد بن ارطاة و ہاشم ابن القاسم  
درج بن نافع الجلی و محمد بن یوسف و عاصم بن علی بن عاصم و یحییٰ بن یحییٰ و دیگر علماء سے ابطال خلق قرآن  
کو روایت کیا ہے از ان کہا کہ کہا جیہی کہ ہم سے سفیان نے حدیث کی اوس نے کہا ہم سے  
حصین نے حدیث کی مسلم بن صبیح سے سلم نے شترین شکر سے شتر نے عبد اللہ سے کہا کہ اللہ نے  
آسمان و زمین و دروزخ و جنت کو (اللہ کا لہذا لاہو الخی القیوم) سے اعظم نہیں بنایا۔ سفیان  
نے کہا اسکی تفسیر یہ ہے کہ ہر شئی مخلوق ہے اور قرآن مخلوق نہیں اور اللہ کا کلام اسکی مخلوق اعظم  
ہے۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ جب کسی شئی کیلئے فرماتا ہے موجود ہو وہ شئی موجود ہو جاتی ہے اور  
کوئی شئی اپنے موجب ایجاد و خلق سے اعظم نہیں ہوتی اور قرآن کلام اللہ ہے انتہی۔ اور بیہقی نے  
ابطال خلق قرآن اور اسکے قائل کی تفسیر میں دونوں باتیں سے ایک کو باسائید کثیرہ و طرق متعددہ مالک و لیث  
نفیل بن عیاض و ابن عیینہ و ابوبکر بن عیاش و ہشیم و علی بن ہاشم و حفص بن غیاث و عبد السلام الملائکی  
وحسین الجعفی و یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ و عبد اللہ۔



ابن ادريس وابي اسامة وعبد بن سليمان وو كيج وابن المبارك والفزارى والوليد بن مسلم  
 وابن طهيرة وحامد بن زيد وشريك بن عبد الله ويحيى بن سليم ومسلم بن خالد وهشام بن سليمان  
 المحزومى وجريز بن عبد الحميد وعلي بن مسهر ومحمد بن فضيل وعبد الرحيم بن سليمان وعبد العزيز  
 ابن ابى حازم والداود بن داود واسماعيل بن جعفر وحاتم بن اسمعيل وعبد الله بن يزيد المقرئ و  
 النضر بن محمد المروزي وعبد الله بن ابي داود وابو الوليد والشافعى ونقله عن جميع من لقيه  
 وسويد بن سعيد وحكاة عن جميع من حمل عنهم العلم وابن مهدي وعمران بن موسى الجرحاني و  
 يزيد بن هارون والبوطي والمزني ويحيى بن يحيى وابي عبيد القاسم بن سلام قال البيهقي ونقل  
 اليناعن ابى الدرداء مرفوعا القرآن كلام الله غير مخلوق وروى ذلك ايضا عن معاذ بن جبل  
 وعبد الله بن مسعود وجابر بن عبد الله مرفوعا ولا يصح شيء من ذلك اسانيد مظلمة لا ينبغي ان يخرج  
 بشئ منها ولا ان يستشهد بشئ منها وفيما ذكرناه كفاية وبالله التوفيق انتهى وقد امتحن في  
 هذا احمد بن محمد فاستقام تمام مقام امام والقصة مشهورة في الكتب التاريخية وقد روى  
 الخطيب في شرف اصحاب الحديث عن ابى بكر ابن ابي داود ثنا احمد بن سنان عن رجل ذكره انه  
 رأى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في المنام وكانه قايما بين حلقين في أحدهما  
 احمد بن حنبل وفي الاخرى احمد بن ابي داود أى القاضى القائل بخلق القرآن والنبي صلى الله عليه  
 واله وسلم يقول فان يكفر بها هؤلاء وأشار النبي صلى الله عليه واله وسلم الى ابن ابي داود واصحابه

ابن ادریس و ابو اسامہ و عبد قہ بن سلیمان و وکیع و عبد اللہ ابن المبارک و قزازی و ولید بن مسلم و ابن مہیثہ و حماد بن زید و شریک بن عبد اللہ و یحییٰ بن سلیم و مسلم بن خالد و ہشام بن سلیمان الخزازی و جریر بن الحمید و علی بن مسدد و محمد بن فضیل و عبد الرحیم بن سلیمان و عبد العزیز بن ابی حازم و دراکشی و اسمعیل بن جعفر و حاتم بن اسمعیل و عبد اللہ بن یزید مقرئ و نظربن محمد المروزی و عبد اللہ بن ابی داؤد و ابو الولید و شافعی سے اور تمام ان لوگوں سے جن کو شافعی سے نقاب سے  
 او سوید بن سعیدہ اور اون کے جمیع اساتذہ و ابن مہدی و عمران بن موسیٰ الجرجانی اور یزید بن ہارون و یو یطی و مرزئی و یحییٰ بن یحییٰ اور ابو عبیدہ القاسم بن سلام سے ذکر کیا ذخیرہ پہنچنے  
 نے کہا کہ بھکوا ابو اللہ راوسے مرفوعاً روایت پہنچی ہے کہ قرآن کلام اللہ کا غیر مخلوق ہے۔  
 اور معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن مسعود جابر بن عبد اللہ سے اس کو مرفوعاً روایت کیا  
 لیکن یہ روایات غیر صحیحہ اور ان کے اسانید مسئلہ میں قابل احتجاج و استشہاد نہیں ہیں  
 اور جو کچھ ہم ذکر کر چکے ہیں کافی ہے و باسناد تو بہت راستے۔  
 اور اس مسئلہ میں احمد بن محمد امتحان کئے گئے لیکن وہ مستقیم رہے اور تائید مذہب حق  
 میں مقام امام میں قیام کیا۔ یہ قصہ کتب تاریخ میں با شہرہ و جوہر مسطور ہے اور خطیب نے  
 شرف اصحاب الحدیث میں ابو بکر بن ابی داؤد سے روایت کیا کہ ہم سے احمد بن سنان نے  
 ایک شخص سے حدیث سنی کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں  
 دیکھا کہ آپ دو حلقوں کے درمیان میں کھڑے ہیں ایک حلقہ میں احمد بن حنبل اور دوسرے  
 میں احمد بن ابی داؤد قاضی قائل خلق قرآن ہے۔ اور بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درآئے  
 ہیں اگر وہ لوگ اس کے منکر ہیں اور ابن ابی داؤد اور اس کے اصحاب کی طرف  
 اشارہ کرتے ہیں۔

فقد وكلنا بها قوما ليسوا بها بكافرين وأشار بها إلى أحمد وأصحابه ومن هنا قال المزني صاحب الشافعي أبو بكر يوم الردة وعمر يوم السقيفة وعثمان يوم الدار وعلى يوم صفين وأحمد ابن حنبل يوم المحنة ثم ليعلم أن هنا مباحث ثلاثة بل أربعة القول بخلق القرآن والقول بخلق اللفظ بالقرآن والقول بخلق الملفوظ بالقرآن والقول بأحداث القرآن فالأول قدمنا البحث فيه وقد أشد انكار أحمد ومن تبعه على من قال لفظي بالقرآن مخلوق ويقال إن أول من قاله الحسين بن علي الكرابيسي أحد أصحاب الشافعي الناقلين لكتابيه القديم فلما بلغ ذلك أحمد بدعه وهجره ثم قال بذلك داود بن علي الأصمهان رأس الظاهرية وهو يومئذ بنيسابور فانكر عليه اسحق وبلغ ذلك أحمد فلما قدم بغداد لم يرد في الدخول عليه قال الذهبي في الميزان في ترجمة الكرابيسي وكان يقول القرآن كلام الله غير مخلوق ولفظي به مخلوق فان عني التلغظ فهذا جيد فان أفعالنا مخلوقة وأرقصنا الملفوظ بانه مخلوق فهذا الذي أنكره أحمد والسلف وعدوه تجهما وقال العيني في تآييد في ترجمة الكرابيسي وكان الكرابيسي وعبد الله بن كلاب بن ثور وداود بن علي وطبقا تمام يقولون إن القرآن الذي تكلم الله به صفة من صفاته لا يجوز عليه الخلق وإن تلاوة التآلي للقرآن وكلامه كسب له وفعل لمؤ ذلك مخلوق وأنه حكيم عن كلام الله وليس هو القرآن الذي تكلم الله به وحكي داود في كتاب الكافي أن هذا كان مذهب الشافعي وأنكر ذلك أصحاب الشافعي وقالوا هذا قول فاسد ما قال

اس کا ترجمہ کیا ہے  
اس کا ترجمہ کیا ہے  
اس کا ترجمہ کیا ہے

اور نقد و کلنا بھا قومًا لیسوا بھا بکا فرین کو پڑ کر احمد اور اونکے اصحاب کی طرف ایما فرمایا  
اس لئے کہا مرفی صاحب شافعی نے ابو بکر نے ارتداد اعواب کے وقت اور عمر نے سفید کے  
روز اور عثمان نے ایام محاصرو دارمین اور علی نے روز قحہ صفین میں اور احمد بن حنبل نے زمانہ  
امتحان میں آید مذکورہ کی مطابق استقامت فرمائی۔ اب یہ جاننا چاہیے کہ اس جگہ تین جگہ چار  
مباحث ہیں قرآن کو مخلوق کہنا اور قرأت قرآن کو مخلوق کہنا اور قرآن کے الفاظ مقروہ کو مخلوق  
کہنا اور قرآن کو محدث کہنا۔ امر اول کی بحث گذر چکی اور احمد اور اونکے اتباع نے قائلین  
خلق قرأت قرآن پر اشد انکار کیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ اصحاب شافعی جو داؤد کی کتاب  
قدیم کے قائلین ہیں یعنی جین بن علی الکمرابیسی اول اسکی قائل ہوئی۔ احمد بن حنبل کو جب اس کی  
اطلاع ہوئی تو اون کو متبرع کہا اور متروک کیا پھر داؤد بن علی اصغہانی سرگروہ فرقہ طاہرہ  
نیشاپور میں اسکی قائل ہوئی۔ اسحق نے او پھر انکار کیا اور احمد کو یہ خبر ہو چکی جب داؤد بن  
علی بغداد میں آئے احمد بن حنبل نے او کو اپنی مجلس میں داخل نہ ہونے دیا تو وہی نے میران میں  
کراہی کے ترجمہ میں کہنا اون کا یہ مقولہ تھا کہ قرآن کلام اللہ غیر مخلوق او سکو پڑھنا مخلوق ہے اگر  
او ہنگام مقصد ثلث ہے تو درست ہے اس لئے کہ افعال عباد مخلوق ہیں اور اگر مراد لفظ  
ہے تو اسی پر احمد بن حنبل و سلف نے انکار کیا اور اسکو جہیت قرار دیا اور عینی نے  
اپنی تاریخ میں کراہی کے ترجمہ میں کہا کمرابیسی و عبد اللہ بن کلاب و ابو ثور و داؤد  
بن علی اور اون کے اہل طبقات کہتے ہیں قرآن جو اللہ کا کلام ہے منجملہ اس کے  
صفات کے ایک صفت ہے اس کو مخلوق کہنا ناجائز ہے اور تالی قرآن کی تلاوت  
اور اس کا کلام اس کا کب و فعل ہے اور وہ مخلوق ہے اس لئے کہ وہ کلام  
کی حکایت ہے اور وہ قرآن نہیں ہے کہ جس سے اللہ نے حکم فرمایا ہے اور داؤد  
نے کتاب الکافی میں حکایت کیا کہ شافعی کا بھی یہی مذہب تھا لیکن اصحاب شافعی نے  
اس کا انکار کیا کہ یہ قول فاسد ہے۔

الشافعي قط ومجرت الحنبلية اصحاب احمد بن حنبل حسينا الكرابيسي وبدعوه و طعنوا  
 عليه وعلى كل من قال بقوله في ذلك وقال الحافظ ابن حجر في فتح الباري والذي يتحصل  
 من كلام المحققين منهم انهم ارادوا حسم المادة صوتا للقران ان يوصف بكونه  
 مخلوقا واذحق الامر عليهم لم يفصح احد منهم بان حركة لسانه اذا قرأ قديمة وقال البيهقي  
 في كتاب الاسماء والصفات مذهب السلف والخلف من اهل الحديث والسنة  
 ان القران كلام الله وهو صفة من صفات ذاته واما التلاوة فهم على طريقين منهم من  
 فرق بين التلاوة والمتلو ومنهم من احب ترك القول <sup>فيه</sup> واما ما نقل عن احمد بن حنبل  
 انه سوي بينهما فانما اراد حسم المادة للتلاوة بتذرع احدائي القول بخلق القران ثم اسند  
 من طريقين الى احمد انه انكر على من نقل عنه انه قال لفظي بالقران غير مخلوق وانكر  
 على من قال لفظي بالقران مخلوق وقال القران كيف يصرف غير مخلوق فاخذ بظاهر  
 هذا الثاني من لم يفهم مراده وهو مبين في الاول وكذا نقل عن محمد بن اسلم الطوسي  
 انه قال الصوت من المصوت كلام الله وهي عبارة روية ليرد ظاهرها وانما  
 اراد نفى كون المتلو مخلوقا ووقع نحو ذلك لاما راكائمه محمد بن اسحق بن خزيمة  
 فخرج له في ذلك مع تلامذته قصة مشهورة وقداملا ابو بكر الصبي الفقيه  
 احد الائمة من تلامذة ابن خزيمة اعتقاده وفيه لم يرزل الله متكلم

شافعی نے کبھی یہ نہیں کہا اور اصحاب احمد بن حنبل نے حین کراہیسی کو متروک اور متبع کہا اور  
اوس پر اور اوس کے اتباع پر طعن و تشنیع کی کہا حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہ متعین کے  
کلام کا حاصل یہ ہے کہ اوہون نے قصد استیصال و جسم مادہ و صورت کیا قرآن موصوفہ  
بخلق کیا جاوے اور عند الخقیق کوئی اوہین سے اسکا قابل نہیں کہ قاری قرآن کی زبان کی حرکت قیوم  
ہے۔ کہا بہتقی نے کتاب الاسماء والصفات میں کہ سلف خلف اہل حدیث و سنت کا مذہب یہ ہے  
کہ قرآن اللہ کا کلام اور اسکی صفات ذاتیہ میں سے ایک صفت ہے اور تلاوت میں دو قول میں  
بعض نے تلاوت و متلو کے درمیان فرق کیا اور بعض نے اس سے سکوت مستحسن سمجھا لیکن  
احمد بن حنبل سے دونوں میں تساوی منقول ہے اور انکی غرض استیصال مادہ و صورت تاکہ کیوں  
وسعت قول خلق قرآن کی باقی نہ رہے۔ پراحمد بن حنبل سے دو طریقوں سے نقل کیا کہ اوہون نے  
لفظی بالقرآن غیر مخلوق کے قائل پر انکار کیا۔ اور لفظی بالقرآن مخلوق کے قائل پر بھی انکار  
کر کے کہا کہ قرآن ہر طرح غیر مخلوق ہے جو لوگ احمد کی مراد کو نہ سمجھے اوہون نے ظاہر قول  
ثانی پر عمل کیا حالانکہ قول اول میں اسکی صراحت موجود ہے۔ اور محمد بن اسمعیل طوسی سے بھی ایسا  
ہی منقول ہے کہ قاری کی قرأت کلام اللہ ہے۔ لیکن یہ عبارت ردیہ ہے اسکے ظاہر معنی مراد  
نہیں ہیں بلکہ نفی خلق متلو مراد ہے اور ایسا ہی امام الامام محمد بن اسحاق بن خثریمہ نے کہا تھا پھر  
رجوع کر لیا اور اس مسئلہ میں اپنے تلامذہ کے ساتھ اسکی مناظرہ کا قصہ مشہور ہے اور ابوبکر  
ضبی فقیہ شہر تلامیذا بن خثریمہ نے اپنے اعتقاد کو بیان کیا ہے اوسمیں مذکور ہے کہ اللہ  
ہمیشہ سے شکم ہے۔

ولا مثل لكلامه لانه نفى المثل عن صفاته كما نفى المثل عن ذاته ونفى النفاذ عن كلامه  
كما نفى الهلاك عن نفسه فقال لنفد البحر قبل ان تنفذ كلمات ربي وقال كل شيء هالك  
الا وجهه فاستحبوب ذلك ابن خزيمة ورضي به وقال غيره ظن بعضهم ان البخاري  
يخالف احمد وليس كذلك بل من تدبر كلامه لم يجد فيه خلافا معنويا لكن العالم من  
شانه اذا ابتلى برديد عنه يكون اكثر كلامه في الرد هادون ما يقابلها فلما ابتلى احمد بمن  
يقول القرآن مخلوق كان اكثر كلامه في الرد عليه حتى بالغ فانكر على من يقف ولا  
يقول مخلوق وعلى من قال لفظي بالقرآن مخلوق لتلايتذرع بذلك من يقول القرآن بلفظه  
مخلوق مع ان الفرق بينهما لا يخفى عليه لكنه قد يخفى على البعض واما البخاري فابتلى  
بمن يقول اصوات العباد غير مخلوقة حتى بالغ بعضهم فقال والمداد والورق بعد الكتابة  
فكان اكثر كلامه في الرد عليهم وبالغ في الاستدلال لان افعال العباد مخلوقة  
بالآيات والاحاديث واظن في ذلك حتى شب الى انه من اللفظية مع ان قول من قال  
ان الذي يسمع من القاري هو الصوت القديم لا يعرف عن السلف ولا قاله احمد ولا  
ائمة اصحابه وانما سبب نسبة ذلك لاحمد قوله من قال لفظي بالقرآن مخلوق فهو جسي  
فظنوا انه سوى بين اللفظ والصوت ولم ينقل عن احمد في الصوت ما نقل عنه في اللفظ  
بل صرح في مواضع بان الصوت المسموع من القاري هو صوت القاري ولم ينقل عن احمد

اور اس کا کلام بے مثل ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے مثل کو نفی کیا ہے جیسا کہ اپنی ذات کو بے مثل و مانند ثابت کیا ہے۔ اور اپنے کلام کے تمام ہونے کی نفی فرمائی جس نے کہ اپنے نفس کے ہلاک کی نفی فرمائی اور فرمایا (لنفذ الیہ قبل ان تنفذ کلماتہا) (یعنی میرے رب کا کلام ختم ہو لینے کے قبل دریا خشک ہو جائیگا۔ اور فرمایا) (کل شیئ ہالک الا وجہ) (یعنی ہر شے ہلاک ہے بجز اوس کی ذات کے۔ ابن خرمیہ نے اس بیان کو پسند کیا اور منہ ہوسے اور کہا اوس کے غیر نے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بخاری نے احمد کا خلاف کیا لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ جو شخص اوس کے کلام میں فکر کرے گا اوس میں معنوی اختلاف نہیں پائیگا مگر عالم کی شان سے ہے کہ جب کسی بدعت کے رد کرنے میں مشغول ہوتا ہے اوس کے رد میں اکثر رد مبالغہ کرتا ہے اور اوس کے مقابل کی طرف توجہ نہیں کرتا اس لئے جب احمد بن حنبل قول خلق قرآن کے تردید میں مشغول ہوئے تو اوس کی تردید میں کثرت کلام کیا۔ جسے کہ جس شخص نے قرآن کو غیر مخلوق کہنے میں توقف کیا اور مخلوق ہی نہیں کہا اوس پر بھی انکار کیا اور قائل لفظی بالقرآن مخلوق پر بھی انکار کیا تاکہ کسی کو قول القرآن بلفظی مخلوق کی وسعت نہ رہے حال آنکہ ان دونوں مقولوں کے درمیان کا فرق اوپر مخفی نہیں تھا لیکن بعض پر مخفی رہتا ہے اور بخاری کو اوس لوگوں سے مناظرہ پیش آیا جو اصوات پر عباد کو غیر مخلوق کہتے تھے جسے کہ بعض نے مبالغہ سیاہی اور اوراق مکتوبہ کو بھی غیر مخلوق کہا اس کی بخاری کا اکثر کلام اوس کی تردید میں واقع ہوا و آیات و احادیث سے اس استدلال پر مبالغہ کیا کہ افعال عباد مخلوق ہیں اور بابت تک طوالت دی کہ فرقہ لفظیہ کی طرف منسوب کئے گئے حال آنکہ قاری کے صوت سموعہ کو صوت قدیم کہنے کا قول سلف سے غیر معروف ہے اور احوال و احوال کے اکابر اصحاب اس کے قائل نہیں ہیں اور اسکے احمد کے طرف منسوب ہونیکا سبب اس کا یہ قول ہے کہ جو شخص لفظی بالقرآن مخلوق کہے وہ جہنمی ہے لوگوں نے کہا کہ احمد کو نزدیک لفظ اور صوت میں فرق نہیں ہے حال آنکہ احمد کی لفظ کی نسبت جو کچھ منقول ہے صوت کی نسبت نہیں ہے بلکہ مواضع متعدد میں احمد کی تصریح ہے کہ قاری سے جو صوت سموعہ ہوتی ہے وہ قاری کی صوت ہے اور نہ کسی جگہ منقول نہیں کہ



قط ان فعل العبد قديم ولا صوته وانما انكر اطلاق اللفظ وصرح البخاري بان  
 اصوات العباد مخلوقة وان احمد لا يخالف ذلك فقال في كتاب خلق افعال العباد  
 ما يدعونه عن احمد ليس الكثير منه بالبين ولكنهم لم يفهموا مراده ومذهبه والمعروف  
 عن احمد واهل العلم ان كلام الله غير مخلوق وما سواه مخلوق ولكنهم كرهوا التقيب  
 عن الاشياء الغامضة وتجنبوا الخوض فيها والتنازع الا فيما بينه الرسول صلى الله  
 عليه وآله وسلم انتهى وذكر ابن حجر في مقدمته الفتح ما وقع بينه وبين محمد بن يحيى الد<sup>هلي</sup>  
 في مسئلة اللفظ وما حصل له من المحنة بسبب ذلك وبراءته بما نسب اليه من ذلك  
 واما القول باحداث القرآن فباطل فتدبروه ان ذلك قول البخاري حاشاه من ذلك  
 واما قوله في صحيحه باب قول الله كل يوم هو في شان وما ياتيهم من ذكر من ربهم محدث  
 وقول الله لعل الله يحدث بعد ذلك امرا الى اخر ما ذكر مراده احداث انزال لا غير بلا<sup>ضير</sup>  
 وهو متبع فيه ما مضى عن المولى المرتضى ولكنه كلام الرب عز وجل منه بدأ واليه يعود  
**(التصريف للنقص والزيادة والتحريف)**  
 عن القرآن الشريف على ارقام انف القائل به اخريف قال بالتحريف والنقص والعياد بالله  
 منه ابن ابراهيم القمي فصاحبه ابو جعفر الكليني وابو منصور احمد الطبرسي وبعض من تقدمه  
 منهم وبعض من تاخر تبع الروايات مفتريات لم عن بعض من تقدمهم ويرد ذلك عليهم

والتصريف للنقص  
 والزيادة والتحريف

فعل عبد اور اس کی صورت قدیم ہے البتہ اطلاق خلق لفظ قرآن سے انہوں نے انکار کیا ہے اور بخاری نے تصریح کہا کہ اصوات عباد مخلوق ہیں۔ اور احمد کو اس سے خلاف نہیں ہے اور پہر کتاب خلق افعال العباد میں کہا کہ جو اقوال احمد کی طرف منسوب ہیں اکثر غیر واضح ہیں اور نسبت کرنے والوں نے ان کی مراد مذہب کو سمجھا نہیں ہے اور اہل علم اور احمد سے مشہور یہ ہے کہ کلام اللہ کا غیر مخلوق اور اس کا ماسوا مخلوق ہے اور اشیاء غاصفہ کی تغیش و خوض انہیں تانیع علمانے مکروہ سمجھا ہے مگر جس اعتقاد کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف بیان فرمایا انہوں نے اس کے اثبات میں جدوجہد فرمایا استہی۔ اور ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں اور بخاری اور محمد بن یحییٰ ذہلی کے درمیان مسئلہ لفظ قرآن میں جو مناظرہ ہوا اور بخاری کو اس کی وجہ سے جو تکلیف پہنچی اس کو ذکر کیا ہے اور بخاری کی طرف اس بارے میں جو کچھ منسوب ہے اس سے ان کی برائت ثابت کی ہے اور احداث قرآن کا قول باطل ہے بخاری کی طرف اس کی نسبت غیر صحیح بلکہ قبیح ہے اغاذا اللہ من ذلک۔ اور بخاری نے اپنی صحیح میں باب قول اللہ کل یوم ہونی شان و ما یا تیمم من نکر من ربہم محدث و لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ وغیرہ آیات میں جو ذکر کیا ہے ان سے مراد احداث ازال ہے نہ احداث قرآن اور انکو اتباع ہے حضرت مولیٰ مرتفعہ کے ارشاد نقل شدہ ماسبق کا کہ قرآن کلام رب عزوجل ہے اوس سے اوسکی ہدایت اور اوس کی طرف نہایت ہے تردید و دعویٰ نقص و زیادت و تحریف از قرآن شریف علی رغم الف قائل خریف۔ ابن ابراہیم قمی اور اس کا شاگرد ابو جعفر کلینی و ابو منصور احمد طبرسی و بعض اوسن کے متقدمین و بعض متاخرین روایات کا ذہنی شہدین کے تابع ہو کر قائل تحریف و نقص قرآن ہوئے ہیں العیاذ باللہ من ذلک

صاحب الكليني ابن بابويه القمي فصاحبه المفيد فصاحبه الشريف المرتضى وابو  
 جعفر الطوسي فابو علي الطبرسي صاحب مجمع البيان وكفى الله المؤمنين القتال قال  
 ابن بابويه في كتاب الاعتقاد اعتقادنا ان القرآن الذي انزل الله عز وجل على نبيه  
 محمد صلى الله عليه وآله وسلم هو ما بين الدفتين وهو في ايدي الناس ليس باكثر من  
 ذلك قال ومن نسب اليه اننا نقول انه اكثر من ذلك فهو كاذب (قلت) اول  
 من نسب ذلك الى الائمة وواة الامامية الذين رووا ذلك عن الائمة فهم فيه اول  
 الكاذبين ثم وشم الى القمي والكليني ومن تاخر من اوردته في كتب الاصول ولم يردده فقد  
 قبله واعتمده واعتقده فذلك سلسلة الكاذبين والله الحجة البالغة قال الله المتعال  
 اتاخذن نزلنا الذكر واتا له محافظون واخرج الحافظ ابو طاهر السلفي في كتاب انتخاب حديث  
 القرآن عن علي بن ابي طالب قال ان هذا القرآن الذي في ايدي الناس هو الذي انزل على  
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا زيادة فيه ولا نقصان الا حرف يقرا به يعني  
 اختلاف حروف القراءات المروية في زبر القراءات عن اهل بيت النبوة والصحابة  
 فالمتبعة من القراء المتبعة المعروفة ببيانها بفرش الحروف قال حافظ القرآن والمحدثين ابو عمرو  
 الداني في كتاب عدداي القرآن واما عدد اهل الكوفة فرواه حمزة الزيات عن ابن ابي ليلى عن  
 ابي عبد الرحمن السلمي عن علي بن ابي طالب موقفا عليه (قلت) ابن ابي ليلى هذا هو

اور کلینی کا شاگرد ابن بابویہ قمی اور اس کے تلمیذ مفید و نیز مفید کے ہر دو تلمیذ شریف مرتضیٰ  
 اور ابو جعفر طوسی۔ اور نیز ابو علی طبرسی صاحب مجمع البیان نے اونکی تردید کی ہے اور کافی  
 ہوا اللہ مومنین کو قتال سے ابن بابویہ نے کتاب الاعتقاد میں کہا ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ جس  
 قرآن کو اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا وہ یہی ہے جو  
 بین و فتن ہے اور مسلمانوں کے پاس ہے اس سے زیادہ نہیں ہے اور جو ہماری طرف  
 نسبت کرتا ہے کہ ہم اس سے زیادہ کمال میں وہ کاذب ہے میں کہتا ہوں اس مقولہ  
 کو اولاً فرقہ امامیہ کے رواد نے ائمہ کی طرف نسبت کیا ہے اس لئے وہ اہل کامیابی  
 اور رفته رفته قمی و کلینی تک نوبت آئی پھر متاخرین نے کتب اصول میں اس  
 کذب کو بلا تردید وارد کر کے بصدق و اعتماد و اعتقاد قبول کیا یہ سلسلہ کاذبین کا  
 ہے واللہ الحجة البالغة۔ فرمایا اللہ متعال نے چمنے ہی نازل کیا قرآن کو اور ہم آؤ  
 البتہ نگہبان ہیں اور حافظ۔ ابو طاہر سلفی نے کتاب انتخاب حدیث القراء میں حضرت  
 علی ابن ابی طالب سے روایت کیا کہ جو قرآن لوگوں کے پاس ہے وہی محمد صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر نازل کیا گیا ہے نہ اس میں کچھ زیادت ہے نہ نقصان  
 ہے مگر حروف قرائت میں یعنی جو اختلاف حروف قرائت کتب قرائت میں حضرت  
 اہل بیت النبوة و صحابہ و تبعہ و قراء متبعہ سے مروی ہے جس کے بیان کو  
 فرش حروف کہتے ہیں۔ حافظ القراء والمحدثین ابو عمرو دانی نے کتاب عدوایا  
 قرآن میں کہا کہ عدد اہل کوفہ کو حمزہ زیات نے ابن ابی لیلیٰ سے ادھون نے  
 ابو عبد الرحمن سلمیٰ سے ادھون نے علی بن ابی طالب رضی سے موقوفاً روایت  
 کیا ہے (میں کہتا ہوں) یہ ابن ابی لیلیٰ۔

عبد الله بن عيسى بن عبد الرحمن بن ابي ليلى فانه هو الذي روى العدد عن السلي قال ورواه  
عن حمزة الكسائي وسليم بن عيسى وغيرهما انا فارس بن احمد انا احمد بن اسمعيل انا ابوبكر  
الرازي انا ابو العباس المقرئ عن محمد بن عيسى قال حكى عدد اهل الكوفة عن علي فيما ذكره  
سليم عن سفيان عن عبد الله بن علي عن ابي عبد الرحمن عن علي وسليم عن حمزة عن ابي ليلى  
عن ابي عبد الرحمن عن علي ثم قال الذي قال محمد بن عيسى وجميع عدد اهل القرآن في قول  
الكوفيين خاصة ستة آلاف ومائتا اية وثلاثون وست ايات وهو العدد الذي رواه  
سليم والكسائي عن حمزة واسند الكسائي الى علي وذكر سليمان حمزة قال هو عدد ابي  
عبد الرحمن السلي ولا اشك فيه عن علي الا اني لم اخبر عن انتم (قلت) ورواه  
الحافظ ابوبكر محمد بن خلف بن حيان المعروف بوكيع القاضي صاحب كتاب الغرر من  
الاخبار ثم الاستاذ ابو عبد الله احمد بن عمر الاندلسي في كتابه الايضاح عن حمزة  
عن عاصم عن ابي عبد الرحمن عن علي به وعلم عدد الاي اول علوم القرآن فانه يتعلق به  
التحديد والتعريف وبه يغلق باب زعم الزيادة والنقص والتحريف من الملاحدة والزنادقة  
وهو كما قال القاضي ابوبكر ابن العربي من معضلات القرآن ولذا قد كثرا اعتناء المولى على  
المرضى به ثم اهتم لقراء اصحابه فعدا اهل السنة اصح الاعداد ذلك العدد قال الفقيه ابو الليث  
السمري في البستان والختار من الاقوال هو عدد الكوفيين وهو العدد المنسوب الى



بيان كتاب  
الكتاب

على حرم الله وحجته وقال ابو جعفر احمد بن علي النيسابوري عدد اهل الكوفة منسوب  
الى حجرة الزيات وهو اصح الاعداد لانه ما اخذ من علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه انتهى وهذا  
البحث مبسوط في كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان بما يضر الزيادة عليه و  
يبتغي لمن يبتغي علم الرجوع اليه في هذا القرآن المنزل المنظر بقر الامام المهدي المستظر اذا ولد  
ظهر كما قرأه المولى علي واهل بيته لا غير بلا ضير (بيان كتاب علوم القرآن)  
المولى المرتضى وهو اول كتاب في هذا الشأن ليس له ثان - وقد يتوهم انه قرآن لمجرد فيه ما ليس في  
غيره وليس كما يتوهم قال الحسن العسكري ابو هلال بن عبد الله بن سهل في كتاب الاوائل ما ابو حماد  
الحسن بن عبد الله بن سعد العسكري قال ثنا الصولي اي ابو بكر محمد بن يحيى قال ثنا الغلابي اي محمد بن ذكريا  
الاخباري قال ثنا احمد بن عيسى قال ثني عني الحسن بن زيد عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جدته قال لما قبض  
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ثنا اهل علي بدفته فبايع الناس باب بكر فجلس عليه يجمع القرآن فكتبه  
في الخرق واكتاف الابل وفي الورد الحديث وهو مرسل كالمصل سند متعاضدا بالشواهد فلا يكره  
ان ياتي داود في المصاحف عن ابن سيرين قال لما توفي رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ابطا على عن بيعة  
ابي بكر فلقبه ابو بكر فقال اكرهت ما دق فقال لا ولكن اليك بيمين ان لا اوتدي برءائي الا الى الصلوة  
حتى اجمع القرآن فرغوا ان يكتبه على تنزيله قال ابن سيرين لو اصبحت ذلك لكان فيه العلم سكت غلبة الذي  
في قارئه وطبقات القراء ولا بن سعد عنه قال ثبت ان عليا ابطا عن بيعة ابي بكر فلقبه ابو بكر فقال

حضرت علیؓ کو مدد و جہ کی طرف منسوب ہے اور ابو جعفر احمد بن علی نیشاپوری نے کہا اہل کوفہ کا عدد حمزہ زیات کی طرف منسوب ہے اور وہ اصح الاعداد ہے اس لئے کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماخوذ ہے انتہی۔ اور یہ بحث اہل بیت النبوة والعرفان سے کتاب علوم القرآن میں اس قدر ربط سے مسطور ہے کہ اس سے زیادہ تفصیل نایاب ہے جو اسکی دریافت کا طالب ہو اس کتاب کو مطالعہ کرے اور ایسی قرآن منزل و مسطور کو امام ہدیٰ متعز جس وقت پیدا و ظاہر ہو گئے موافق قرأت مولیٰ مرتضیٰ علی اور آپ کے اہل بیت کے ہلکم و کاست قرأت قرآن (بیان مولیٰ مرتضیٰ علی کی کتاب علوم القرآن کا) اس شاہین یہ پہلی کتاب اور لاثانی ہے اور بعض نے وہم کیا کہ حضرت علی کا یہ علیہ قرآن ہے ایمین وہ بیان ہے کہ اس کے نصیرین نہیں ہے یہ گمان بعض کا قابل اعتبار نہیں کیا حسن عسکری ابو ہلال بن عبد اللہ بن سہل نے کتاب الاوائل میں کہ ہجو ابو احمد یحییٰ بن عبد اللہ بن سعد العسکری نے خبر دی اسنے کہا ہم سے صولی یعنی ابو بکر محمد بن یحییٰ نے حدیث کی اسنے کہا ہم سے علانی یعنی محمد بن زکریا الاخباری نے حدیث کی اسنے کہا ہم سے احمد بن عیسیٰ نے حدیث کی احمد بن عیسیٰ نے کہا کہ مجھ سے میرے عم حسن بن زید نے جعفر بن محمد سے جعفر بن محمد نے اپنی باپ محمد سے محمد نے اپنی باپ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث کی فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی حضرت علی آپ کے دفن میں مشغول رہے۔ اور لوگوں نے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی حضرت علی قرآن کو جمع کرنے کیلئے بیٹھے وہ ہونے قرآن کو کپڑے کے ٹکڑوں اور استخوان ہائے شانہ شتر اور کاغذ پر تحریر فرمایا اللہ یہ حدیث مرسل مثل متصل اللہ کے مقتضہ بشواہد ابو بکر ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابن سیرین سے روایت کیا کہ جب وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی نے بیعت حضرت ابی بکر سے تاخیر فرمائی حضرت ابو بکر آپ سے ملے اور کہا کیا میری خلافت اکبر ناگوار گزری فرمایا نہیں لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ قرآن کو جب تک جمع نہ کروں علاوہ نماز کو اور کسی کام کیلئے چادر نہیں اوڑھوں گا سو اوس وقت لوگ نے زعم کیا ہے کہ قرآن کو ترتیب نزول کو موافق آپ نے لکھا ہے ابن سیرین نے کہا اگر مجھ کو دستیاب ہو جاوے تو البتہ اوس میں علم ہے ذہبی نے اپنی تاریخ اور طبقات القراء میں اس روایت پر سکوت کیا۔ اور ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت کیا کہ مجھ کو خبر ہو چکی ہے کہ حضرت علی نے بیعت حضرت ابو بکر سے تاخیر فرمائی حضرت ابو بکر آپ سے ملے اور فرمایا کیا میری خلافت اکبر ناگوار ہے فرمایا۔



اكرهت امارتي فقال لا ولكن البت يمين ان لا اردد يرداء الا في الصلوة حتى اجمع القرآن قال  
 فرسموا له كتبه على تنزيله قال محمد فلو اصبحت ذلك الكتاب كان فيه علم قال ابن عون فسألت عكرمة  
 عن ذلك الكتاب فلم يعرفه اى على التنزيل وقال ابن الصخر في فضائل القرآن ثنا بشر بن موسى ثنا هارون  
 بن خليفة ثنا عوف عن محمد بن سيرين عن عكرمة قال لما كان بعد بيعة ابي بكر فعد علي بن ابي طالب في  
 بيته فقيل لابي بكر كرهت ان تصنعك فارسل اليه فقال اكرهت بيعتي قال لا والله قال ما اقبلك عنى قال رآ  
 كتاب الله يراذ فيه فحدثت فبني ان لا البس داني لصلوة حتى اجمع قال له ابو بكر فانك نعم ما رأيت قال  
 محمد فقلت لعكرمة الفوه كما انزل الاول فالاول قال لو اجتمعت الانس والجن على ان يؤلفوه ذلك لالتلف  
 بما استطاعوا وعوف بن ابي جميلة ومن فوقه ائمة الصحيح وهوذة اخرج به ابن ماجه وثقه ابن حبان وقال  
 يروى عنه يعقوب بن ابراهيم الدورقي واهل العراق ومشاها البخاري فلم يتكلم فيه شيئا وبشر بن اقرار ابن المديني  
 وشيوخ يعقوب بن شيبه وامثاله كان احمد يكرمه وقال الدارقطني ثقة نبيل وقال ابو بكر الخلال جليل  
 مشهور وقال ابو الحسن بن ابي يعلى بن القراء سمع الكثير من هوذة بن خليفة وقوله يراذ فيه اى كان يراذ  
 فيه تنزيل من الله تعالى في حيوة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والان انقطع نزوله بعد فينبغي  
 جمع كل ما نزل في موضع ولا منبأ بجمعه بالزيادة سيما مع كونه حافظا له لا يحل الجمع على جمع الكتب  
 لا جمع القلب ويوضحه سؤال ابن سيرين وجواب عكرمة وقال ابن ابي شيبه في مصنفه ثنا يزيد بن هارون  
 انا ابن عون عن محمد قال لما استخاف ابو بكر فعد علي في بيته فقيل لابي بكر فارسل اليه اكرهت خلافتي

تین لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ قرآن کو جب تک جمع نہ کر لوں علاوہ نازکے اور کسی کیلئے چار نہیں  
 پہنچا۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ قرآن کو ترتیب نزول کے مطابق آپ نے لکھا ہے ابن سیرین نے کہا  
 اگر مجھ کو دستیاب ہو جاوے تو البتہ اوسین علم ہے کہا ابن عون نے میں نے عکرمہ سے اس قرآن کو لینے جو مطابق  
 تنزیل ہو دریافت کیا تو اوسکو اسکا علم نہ تھا اور کہا ابن الغریس فی فضائل قرآن میں ہم سے بشر بن موسیٰ نے  
 حدیث کی کہ ہم کو ہودہ بن خلیفہ نے خبر دی ہودہ نے کہا کہ ہکوعوف نے خبر دی محمد بن سیرین سے محمد بن سیرین  
 نے عکرمہ سے کہ بعد بیعت حضرت ابی بکر کے حضرت علی بن ابیطالب نے اپنی گہر میں مقود فرمایا کسی نے حضرت  
 ابی بکر سے عرض کیا کہ حضرت علی نے آپ کی بیعت کو مکروہ جانا حضرت ابو بکر نے آپ کے پاس کیو بہک کر دریافت  
 کیا کیا آپ نے میری بیعت کو مکروہ جانا فرمایا نہیں واللہ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ مجھے آپ نے کس لئے  
 کنا روکشی فرمائی۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ کتاب اللہ میں بڑھایا جاتا ہو اس لئے یہ قصد کیا کہ اوسکو جمع کر لینے  
 تک بچرنا کے چار نہ اویسوں حضرت ابو بکر نے کہا کہ آپ فی عمدہ قصد کیا ہے کہا محمد بن سیرین نے منی عکرمہ سے  
 پوچھا آیا اونہوں نے ترتیب نزول کے مطابق قرآن کو جمع کیا ہو کہا کہ اگر جن دانش تحقیق ہو کر اوس ترتیب  
 پر تالیف کرتے تو نہ کر سکتے اور عوف ابن ابی جمیلہ اور اوسنے اوپر کے رواۃ ائمہ صحیح بخاری کی ہیں اور ہودہ سے  
 ابن ماجہ نے احتجاج کیا ہے اور ابن حبان نے اوسکی توثیق کی اور کہا کہ یعقوب بن ابراہیم وورقی و اہل عراق  
 نے اوس سے روایت کی ہو اور بخاری فی اوسکو ذکر کر کے اوسین کچھ کلام نہیں کیا اور بشر علی بن المدینی کے اقوال  
 یعقوب بن شیبہ اور اسکے اشال کے شیخ سے سچا محمد بن جنبل اوسکی تکریم کرتے ہو اور واقطنی نے کہا کہ ثقہ نبیل ہے  
 اور ابو بکر خلال فی کیا جلیل مشہور ہو اور کہا ابو الحسن بن ابی یعلیٰ بن فراس نے کہ ہودہ بن خلیفہ سے اوسنے احادیث کثیرہ کو  
 سنا ہو اور حضرت علی کا یہ ارشاد کہ اوسین زیادہ کیا جاتا ہو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیوۃ میں منجانب اللہ  
 نزول وحی سے قرآن پڑھایا جاتا تھا اور اب آپ کے بعد اوسکا نزول منقطع ہو گیا اسلئے جملہ منزل کو ایک جگہ جمع کرنا ضرور ہو  
 اور آپ کے جمع کرنے کو زیادت کے کچھ علاقہ نہیں علی الخصوص اس حال میں کہ آپ حافظ قرآن ہو کر یہ کہ مقصود کتابت میں جمع کرنا ہو قلب  
 میں۔ اور اس تقریر کو ابن سیرین کا سوال اور عکرمہ کا جواب واضح کرتا ہو اور ابن شیبہ نے اپنی مصنف میں کہا کہ مجھے  
 زید بن ہارون فی حدیث کے زید بن ہارون نے کہا کہ ہکوعوف نے میں نے محمد بن سیرین خبر دی محمد بن سیرین نے کہا کہ جب ابو بکر  
 خلیفہ ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی گہر میں جلوس فرمایا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اطلاع ہوئی تو انہوں نے آپ سے دریافت

کرنا کہ میری خلافت کیا ہوگا

قال لا اكره خلافك ولكن كان القرآن يراذ فيه فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جعلت علي ان لا اتدي الا للصلوة حق اجمع للناس فقال ابو بكر نعم ما دأيت وسند ائمة الصحيح واخرجه ابن اشته في الصحاح من وجه اخر عن ابن سيرين وفيه انه كتب في مصحفه الناسخ والمنسوخ وان ابن سيرين قال تطلبت ذلك الكتاب وكتبت فيه الى المدينة فلم اقدر عليه واخرجه ابو عمر في الاستيعاب عن يحيى بن سليمان ثنا اسمعيل بن علقمة ثنا ايوب السخياقي عن ابن سيرين وفيه قال ابن سيرين فبلغني انه كتب على تنزيله ولو اصبحت ذلك الكتاب لوجد فيه علم كثير وقال عبد الرزاق انا معمر بن ايوب عن عكرمة قال لما ابوج لا بي بكر تخلف علي عن بيعة وجلس في بيته فلقبه عمر فقال تخلفت عن بيعة ابي بكر فقال اني اليت بهمين حين قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان لا اتدي بردا في الا الى الصلوة المكتوبة حتى اجمع القرآن فاني خشيت ان يتفلت وسند صحيح وكان عكرمة رواءه كالسابق عن مولاة فلا بن ابي حاتم عن سماك قال عكرمة كل شيء احدثكم في القرآن فهو عن ابن عباس قول ابن سيرين فرعوا محله روايته عن جماعة من الائمة غير عكرمة واما قيل عكرمة واجتمعت فهو نفى ورأى له لا تحديث واشتات عن احد من الاشبات ورأيه ونفيه في مثله كقضية آية التظهير وآية المودة محل تحمة ولذا لم يقول ابن سيرين عليه ولا التفت اليه على انه يرد قول المولى علي المرتضى وسالوني عن كتاب الله عز وجل فوالله ما من آية الا وانا اعلم بليل نزلت امر بنها دار في سهل نزلت امر في جبل اخرجه معمر فبدا الرزاق وابن سعد وابن راهويه واحمد بن سلمة النيسابوري والنسائي في مسند علي وابن ابي حاتم في كتاب المخرج والتعديل وسند ائمة وابن النجار

فرمایا آپ کی خلافت مجھ کو ناگوار نہیں ہے لیکن قرآن زیادہ کیا جاتا تھا جب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی  
 میں نے اپنے ذمہ پر لازم کیا کہ پھر نماز چاروں طرف سے پڑھوں تاکہ قرآن کو کئی جمع کروں حضرت ابو بکر نے آپ کی رائے کی تحسین فرمائی اس  
 حدیث کی سند میں ائمہ صحیحہ واقع ہیں و نیز اس روایت کو ابن اثیر نے مصاحف میں بطریق دیگر ابن سیرین سے روایت کیا  
 کہ حضرت علی نے اپنے مصحف میں نسخ و نسخ کو کتابت فرمایا کہ ابن سیرین نے اپنے اس کتاب کو تلاش کیا اور اسکے لئے  
 مدینہ کو خط لکھا لیکن مجھ کو دستیاب نہ ہوئی اور نیز اس روایت کو ابو عمر نے الاستیعاب میں بھی بن سلیمان سے روایت کیا  
 کہ ابومہم سے اسماعیل بن علیہ نے حدیث کی اسے کہ ابومہم سے ابوبختیاری نے ابن سیرین سے حدیث کی اور اس روایت میں ہے  
 کہ کہا ابن سیرین نے مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی نے ترتیب نزول کے مطابق قرآن کو تحریر فرمایا ہے اگر وہ کتاب دستیاب  
 ہوتی تو اس میں علم کثیر پایا جاتا اور کہا عبد الرزاق نے حکم عمر نے ابوبکر سے اسے عکس سے خبر دی کہ ابوبکر نے  
 حضرت ابوبکر سے بیعت کی حضرت علی ان کی بیعت سے کنارہ کش ہو کر اپنے گھر میں تشریف فرما رہے حضرت عمر آپ سے  
 اور کہا کہ آپ نے ابی بکر کی بیعت سے کس لئے تعلق کیا فرمایا کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت میں  
 قسم کھائی کہ فرض نماز کے علاوہ تابع قرآن چاروں طرف پڑھوں گا اس لئے کہ مجھ کو اس کے تلف ہونے کا خوف تھا اس حدیث  
 کی سند صحیحہ ہے اور گویا کہ عکرمہ نے اس روایت کو مثل روایت سابقہ اپنے مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت  
 کیا ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے سماک سے روایت کیا کہ عکرمہ نے کہا جو کچھ میں تم سے قرآن کے متعلق کہتا ہوں وہ ابن  
 عباس سے ہے اور ابن سیرین کا (نعموا) کہنا اور ائمہ سے علاوہ عکرمہ کے روایت کرنے پر محمول ہے اور عکرمہ کا  
 مقولہ (لَوْ اجْتَمَعَتْ اِلٰی آخِرِهِ) نفی اور اس کی رائے ہے نہ کسی مستند سے تحدیث و اثبات ہے اور  
 اس کی رائے اور نفی ایسے مواقع میں مثل تفسیر آریہ تطہیر و آریہ مودت کی محل تہمت ہے اور اسی لئے ابن سیرین  
 نے اس پر اعتماد نہیں کیا اور نہ اس کی طرف متوجہ ہوئے علاوہ ابن قولیہ مرقفے رضی اللہ عنہ کا کہ دریافت  
 کرو مجھ سے کتاب اللہ عز وجل کو قسم ہر اس کی کوئی آیت نہیں ہے مگر میں جانتا ہوں کہ وہ دن میں نازل ہوئی کہ  
 یارات میں۔ میدان میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ میں۔ اس کی تردید کرتا ہے۔ حضرت مولیٰ مرقفے کے  
 اس قول کو روایت کیا ہے ہر عمر نے پہچان عبد الرزاق و ابن سعد و ابن ربیعہ و احمد بن سلمہ نیشاپوری و اور نسائی نے  
 سند علی بن ابی حاتم نے کتاب الحج و التعلیل میں اور اس سند کے رواۃ ائمہ ہیں و نیز ابن النباری نے

في المصاحف وابوعمر في العلم وقومهم فقد علم انه كرم الله وجهه جمع القرآن قديماً على تنزيله الاول  
 قال اول من سورة كما ذكر الباقى على ما في تفسير القرطبي فان كثير من مشعرا باستشأن من بعضها البعض  
 أيها وترتيب نزول الآية في سورة خالف تنزيلها ترتيب النظم كما كان تلقاء من رسول الله صلى الله  
 عليه وآله وسلم حيث كان اعتناء بعلمه من اول قلم جمعة بعد وفاته صلى الله عليه وآله وسلم كما تقر في  
 العروة الاخير خشية ان ينقلت فقصده بحافظة علم التنزيل والتحديد وارشد الى معرفة الناسخ  
 والمنسوخ وعلم اهل الرسوخ فكان كانه كتاب علوم القرآن يعلم منه علما جاحظها ويا وفعما عابطينا  
 اعطاهم الله من لدنه اياه فكان كانه العلم كله قال ابن حجر المكي في المنح المكية

واختل اي المرقى بعد موته صلى الله عليه وآله وسلم فكتب كتابا

فيه العلوم الحجة حتى قال ابن سيرين لو اصبحت

ذلك الكتاب لظفرت بالعلم

كله

كل الحز الاول كتاب الفقهاء الاكبر عن اهل البيت الاظهر ويتلوه الحز الثاني من الايمان بانبياء الله ورسوله تعالى

المصاحف میں اور ابو عمر نے العلم میں اور ایک گروہ کثیر نے اس مقولہ کو روایت کیا ہے اس  
 معلوم ہوا کہ آن حضرت کرم اللہ وجہہ نے اولاً قرآن کو مطابق ترتیب نزول جمع فرمایا ہر ایک سورہ  
 کو مطابق ترتیب نزول مقدم و موخر کیا جیسا کہ ذکر کیا باقلا فی نے جیسا کہ تفسیر قطبی اور تفسیر ابن کثیر میں ہے  
 اور بعض سورتوں کی بعض آیات کے استثنا کو اور جس سورہ میں ترتیب نزول آیات خلاف ترتیب نظم  
 کہتی اس سے خبردار فرمایا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا  
 تھا اس لئے کہ ابتدا، اقلیم سے آپ کو اس علم کی جانب اعتنا  
 تھا عہد بعد وفات آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطابق عرضہ اخیرہ بخوف  
 انقلابات جمع فرمایا اور محافظت علم تشریل و تحدید آیات کا اس سے قصد کیا اور معرفت  
 نسخ و منسوخ و علم اہل رسوخ کی طرف راہ بنائی گویا کہ علوم قرآن کی یہ ایک ایسی کتاب  
 تھی کہ جس سے بہت سے علوم ظاہرہ و معارف باطنیہ معلوم ہوتے تھے جو اللہ تعالیٰ  
 نے آپ کو عطا فرمائے تھے اور گویا کہ یہ کتاب شریف خزینہ جملہ علوم تھی۔ ابن حجر کی  
 نے المنہ المکبید میں کہا ہے کہ حضرت مرتضیٰ نے بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کے خلوت نشین ہو کر ایک کتاب تحریر فرمائی جس میں علوم کثیرہ تھے حتیٰ  
 کہ ابن سیرین تمنا کرتے تھے کہ اگر

مجھ کو وہ کتاب میسر آئے

تو مجموعہ علوم

حاصل

ہو جاتا

تمام ہو چکا پہلا حصہ کتاب الفقہ الاکبر عن اہل البیت علیہم السلام اور دوسرا حصہ بیان نبیاء اللہ علیہم السلام



تقرایم



عالم فاضل کامل مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی

مصنف منتهی الکلام وغیرہ



اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى  
**أما بعد** فاعلموا اخواني وخلائي نور الله ربي قلوبكم وقلبي في لما طالعت كتب الشيعة  
 الشيعة عرفت قطعاً انهم يكيدون كيداً ويصيدون صيداً يقصدون دين الناس  
 قصداً لوسواس الخناس فيصدونهم عن سواء السبيل ويردونهم الى سوء الا باطل  
 فيقولون ان اهل السنة يقتدون بالاصحاب ويعضون على سيرتهم بالانبياء وقد اعترف  
 بمجتهد وهم حتى صاحب الاساس بمحدث النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان اصحابي كالنجوم بأيهم  
 اقتديتم اهتديتم وان اخلا فم جهة كما ذكرته مفصلاً في الكتاب الكبير ازالة الغين عن بصارة  
 العين وذكرت هفواتهم في تاويلاته ثم يفرون عليهم انهم لا يهتدون باهل البيت الا طياب  
 بل يعرضون عن سننهم كالنصاب ولا يروون عنهم الدلائل الاصولية ولا يذكرون منهم المسائل  
 الفرعية ولذا يوجد في كتبهم روايات ابي خيفة وروايات وقياسات ما لك واساساته ومنقولات  
 الشافعي ومعقولاته ومسندات احمد ومجتهداته ولا يوجد فيها من افادات آل النبي صلى الله عليه  
 وعليهم وسلم وافاضاتهم شيئاً لا من اصول الدلائل ولا من فصول المسائل فكنت اتمنى ان يجيب  
 التليالي ومرور الايام والشهور والاعوام وجود سفر ذي قدر يحق الحق الفاضل ويبطل الباطل  
 العاقل هادماً لمطاعن الفرقة الاساس قاصداً للضغائن الربية والالتباس بقلع اصولهم و  
 يقطع فروغهم يجرد آفاتهم ويقمع اخلا فمهم واسلا فمهم ينادي نداء المجهاذ الهادي ان مقالاتهم

میں پناہ لیتا ہوں اللہ کی شیطاں مردود سے شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے  
 سب تعریف اللہ کے واسطے اور سلامتی اور سکی اور نیک بند و نیک جو اس نے چن لیا اب وہ جو اس کے بعد ہے  
 وہ یہ ہے کہ تم معلوم کرو اور میرے دوستو اللہ جو میرا رب ہے وہ تمہارے دو کو اور میرے دل کو  
 روشن کرے کہ میں جب بد مذہب شیعوں کی کتابیں دیکھتا ہوں میں نے خوب پہچانا کہ وہ فریب گاہ تھیں میں اور شکار کو  
 پہنچنے میں پناہ میں لوگوں کے دین پر ارادہ کرتے ہیں جو ارادہ اور سکھ پر جو دوسو سو ڈال ہی چھپ جاتا ہے سو یہ لوگ  
 اور انکو سید ہی راہ سے روکتے ہیں اور بڑی بڑی چوٹی باتوں کی طرف پھیر کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اہل سنت اصحاب  
 کی چال پر چلتے ہیں اور انکی خصلتوں کو دانتوں سے پکڑ کر جوڑتے ہیں اور انکے مجتہدوں نے اقرار کیا ہے صاحب اساس تک  
 حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا کہ میرے اصحاب تاروں کی طرح ہیں تم ان میں سے جسکی پیروی کرو گے  
 راہ پاؤ گے اور انکا اختلاف رحمت ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے بڑی کتاب ازالۃ الغیۃ عن بصائر العین  
 میں اور اس کے معنی کے پیرونیہ میں جو انھوں نے دہیات بکا ہے اور اسکا میں نے ذکر کیا ہے پیروہ اہل سنت  
 پر یہ جو بیان دیتے ہیں کہ وہ اہل بیت کی راہ پر نہیں ہیں بلکہ انکے طریق سے خارجیوں کی طرح چر خضہ پھیرنے  
 والے ہیں اور ان سے روایت نہیں کرتے اور انکی دلیلوں کو جو دین کی جڑ ہیں اور ان سے نہیں سمجھتے ہیں اور ان  
 باتوں کو جو دین کی شاخیں ہیں اور اسی لئے انکی کتابوں میں پائی جاتی ہیں ابو حنیفہ کی سمجھی ہوئی باتیں  
 اور انکی روایتیں اور مالک کے قیاس اور انکی رکھی ہوئی بنیادیں اور شافعی سے نقل کی ہوئی باتیں اور انکی سمجھی  
 ہوئی باتیں اور احمد کی سند پہنچاتی ہوئی باتیں اور انکی سمجھی ہوئی باتیں اور انکی صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی  
 اولاد شاد کی ہوئی باتیں سے کوئی شکی اور نہیں نہیں پائی جاتے اصل دلیلوں میں اور نہ جدا جدا مسئلوں میں تو میری رات اور  
 دن اور صبح اور سال اس آرزو میں گزرتے تھے کہ کوئی شخص ایسا پیدا ہو جو ایسی کتاب لکھے جس میں  
 مذہب حق صحیح کو ثابت کرے اور غلط بات بیکار کو مٹا دے اور اس فرقہ کے طعنوں کی بنیاد  
 کو ڈھا دیوے اور شبہ اور شک میں جو دشمنی و لون میں ہے اسکو توڑے اور ان کی جڑیں  
 اور کھیلے اور ان کی شاخیں کاٹے انکی ناکین کاٹے اور ان کے پھلوں اور انگلوں کو  
 اور کھیلے اور پکار کر اس بات کی آواز دیوے کہ ان کی باتیں ایسی ہیں جیسے پر پٹ

كَرَّابِ بَغِيَّةٍ بِحَسْبِ الظَّمَانِ مَاءً حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْ شَيْئًا وَإِنْ أَهْلَ السَّنَةِ هُمُ الَّذِينَ  
 يَتَّبِعُونَ أَقْوَارَ الْأَئِمَّةِ الْأَطْهَارِ كَمَا يَقْتَضُونَ أَثَا وَالصَّحَابَةَ الْكِبَارَ وَلَكِنِّي مَا رَأَيْتُ كِتَابًا يَكُونُ لِمَا تَمْنِيهِ  
 نَصَابًا ثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ الْعَيْنُ فِي بِلَادِ الْهِنْدِ كَافَّةً وَعَمَّ الْحَجَّ أَهْلَهَا عَامَةً كَمَا حَدَّثَنَا اللَّهُ تَعَالَى أَيَاهَا بِقَوْلِهِ  
 وَأَتَقَوُّوا فِتْنَةً لَا تُغْنِيَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَسَافَرْتُ إِلَى الْحَرَمَيْنِ الْمُحَرَّمَيْنِ زَادَهَا اللَّهُ شَرَفًا  
 وَكَرَامَةً فَأَمِيتَ هُنَاكَ ثَلَاثَ سِنِينَ ثُمَّ سَافَرْتُ إِلَى الْعِرَاقِ وَأَمِيتَ هُنَاكَ مَا يَزِيدُ عَلَى سِتِينَ مِائَةً  
 بِكِتَابٍ كَمَا ذَكَرْتُ إِضَافًا وَصَلْتُ تَقْدِيرًا مِنْ اللَّهِ تَعَالَى إِلَى حَيْدٍ وَأَبَادٍ صَانِدَةً اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَنِ الْخَلَلِ  
 وَالْعِلَلِ وَالْفَسَادِ رَأَيْتُ هُنَاكَ نُمُودَ جَامِ الْكِتَابِ الْمُسْتَطَابِ الْمُسْتَحْيَا الْمِيَتِ بِفَقْدِ أَهْلِ الْبَيْتِ  
 فَانْقَسَتْ ذَلِكَ كَمَا تَمْنِيَتْ بِلَوْفٍ مَا ابْتَغَيْتَ لِقْدًا فَادٍ وَلِجَادٍ مُصَنَّفٍ رَئِيسَ الْعُرَاءِ وَأَسْلَ الْأَصْفِيَاءِ  
 صَدْرًا لِعُلَمَاءِ الْمُسْتَغْنَى عَنِ الشَّاءِ فَجَمَعَ وَقَعَ وَحَكَمَ وَأَحْكَمَ فَجَرَحَ وَعَدَلَ وَصَحَّحَ وَعَلَّلَ وَطَبَّ وَكَبَّرَ  
 ضَبَطَ وَرَبَطَ وَوَفَّقَ وَحَقَّقَ وَرَتَّبَ وَهَذَّبَ وَأَكْثَرَا وَخَصَّرَ عَلَى تَقْيِيدِ خَبْرِهِ وَتَجْوِيدِ نَظَرِهِ وَتَجَمُّسِ  
 عَنْ عَجْرِهِ وَيَجْرِعُ كَيْفَ لَا وَقَدْ صَنَّفَ كَثِيرًا وَإِنْ لَمْ أَرَ إِلَّا سِيرَ أَفْصَارٍ فِي تَدْوِينِهِ وَتَحْسِينِهِ  
 مُؤَيَّدًا بِالِدَّعَاءِ مِنْ دَوْقِي إِلَى أَعْلَى السَّمَاءِ عَلَيْهِ وَآلِهِ الْحَمِيَّةِ وَالشَّاءِ مِنْ رَبِّ الْعَرْزَةِ وَالْكَبَرِيَاءِ  
 فِي حِكَايَةِ حِكَايَايَ عَنْ مَنَامِهِ فَطَارَ فِي هَذَا الْمَخْطَبِ مِنَ الْفَرَشِ إِلَى الْعَرْشِ فَلَوْ تَمَّ ابْوَابُهُ وَفُصُولُهُ  
 وَفُرُوعُهُ وَأَصُولُهُ عَلَى مَا رَأَيْتُ نُمُودَ جِهَةِ لِقْدَتِي مَا رَأَيْتُ مِثْلَهُ وَادْعِيْتُمُ أَفْئِدَةَ عَيْنِي رَأَيْتُ وَلَا أُذُنُ  
 سَمِعَتْ ثُمَّ ارْجِعْ إِلَى الْمَصْنُفِ فَحِجَّ اللَّهُ فِي مَدَنِهِ قَدْ هَدَى إِلَى فَهْرِ سِتِّ مُؤَلَّفَاتِهِ بَعْدَ مَضِيِّ اثْنَيْ عَشَرَ سَنَةً

میدان میں ریت کہ پیا سا گان کرتا ہے کہ پانی ہے جب اس کے پاس آتا ہے تو اس کو کچھ نہیں پاتا اور اہل سنت جو ہیں وہی پاک اماموں کی روشنی لے رہے ہیں جس طرح بڑے بڑے اصحابوں کے قدموں کے نشان پر چلتے ہیں لیکن مینے کوئی کتاب ایسی نہیں دیکھی جو میری آرزو کو پورا کرے ہر جہت تمام ملک ہند میں فقہ اور فساد واقع ہوئی اور یہاں کے تمام سب لوگوں پر سختیں پڑیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ ڈرو اس فتنے سے کہ نہیں چھوٹے گا تم میں خاص اور نہیں لوگوں پر جنہوں نے بے انصافی کی اور مینے سفر کیا مکہ شریف اور مدینہ شریف کی طرف اللہ تعالیٰ اولیٰ دو فتنہ شہروں کی بزرگی اور عزت اور زیادہ بڑا دے پیر میں وہاں تین برس پہلے مکہ عراق کی طرف سفر کیا اور میں وہاں دو برس سے زیادہ رہا وہاں بھی کوئی کتاب ایسی نہ پائی ہر جہت میں اللہ کی تحیراتی ہوئی تقدیر سے حیدر آباد کی طرف آیا اللہ پاک اس کو غفل اور غلط اور فساد ہی بچا دے تو یہاں میں ایک نمونہ دیکھا اس کتاب پاک کا جس کا نام ہے **احیاء المیت بفقاہل البیت** تو جیسی میری آرزو تھی ویسا مینے پایا بلکہ جیسا مینے چاہا تھا اس کی زیادہ پایا بیشک خاندہ پونچایا اور بہت عمدہ بیان فرمایا اس کے مصنف نے جو سردار میں اللہ کی پچانے والوں کے مین چنے ہوئے لوگوں کو سردار میں علم والوں کے بے پرواہ میں تعریف سے سوا وہوں نے جمع کیا بیشک باتوں کو اور ادکھڑا غلط باتوں کو اور حکم کیا اور اس کو پکا کیا اور کسی راوی کو کچا کہا کسی کو معتبر کہا کسی بات کو صحیح کہا کسی بات کی غلطی بیان کی اور علاج کیا اور آئندہ دیا اور بند و بست کیا اور باتوں میں موافقت دی اور تحقیق کیا اور ترتیب دیا اور چھانٹ کر رکھا اور بڑا ہوا بیان کیا اور چھوٹا بیان کیا اور خوب پرکھ لیا اور خوب طرح پر دیکھ لیا اور گرہ کا ہتھ سب کو دیکھ لیا یہ کیونکر ہوا وہوں نے تو بہت کچھ تصنیف کیا ہے اگرچہ میں تو لادیکھا ہی تو اس کے جمع کرنے میں اور اچھی طرح لکھنے میں اونکی مدد کی گئی کہ اس سؤل پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اللہ سے دعا کی جو آسمان کے بڑے آدمی مقام تک چڑھے اور پورا اونکی آل پر رحمت اور نسا ہے جناب کبریا جل جلالہ کی طرف سے کہ انہوں نے اپنی ایک خواب کی حکایت مجھ سے بیان کی ہے سو وہ اس کام میں فرشتے سے عرش تک اور بڑے میں پہرا گرا اس کتاب کے باب اور فصل اور چٹریں اور شاخیں اس طرح تمام جو ہیں جیسا مینے نمونہ دیکھا ہے تو تم کہو گے کہ مینے ایسی کتاب نہیں دیکھی اور تم دعویٰ کرو گے کہ ایسی کتاب کسی آنکھ نے نہیں دیکھی اور کسی کان نے نہیں سنی پہر مصنف نے اللہ اونکی مدت کشادہ کرے میری پاس بارہ برس کی بعد اپنی تصنیف کی ہوئی کتابوں کی فہرست یہی مینے

اعني بدأنا ليفة من اثني عشر كتابا تكون لما بلغه من علوم اهل بيت النبوة نصابا اولها  
 كتاب فقه الايمان المسمى كتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر ثانيها كتاب اصول العلم  
 من الرواية والدراية عن اهل بيت الولاية والهداية ثالثا كتاب فقه الاسلام المتوهم باحيا  
 الميت يفقه اهل البيت رابعها كتاب قراءة القرآن عن اهل بيت الذكر والافتقار الملقب بحاج  
 قراء البشر قراءات اهل البيت خمسة عشر خامسها كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة  
 والعرفان سادسها كتاب احبار العالم عن اهل بيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم سابعها كتاب  
 الحكمة والموعظة عن اهل بيت الفطنة والعرف الملقب بمنهاج البلاغة ثامنها كتاب الادعية  
 والاذكار عن اهل البيت الاطهار الملقب بالصفيحة الفاضلة تاسعها كتاب فقه الاحسان  
 عن اهل بيت الحكمة والعرفان عاشرها كتاب جوامع الاخبار والآثار عن اهل البيت الاخيار  
 حادي عشرها كتاب آيات النبوة عن آيات القوة ثاني عشرها كتاب الصفح المطهرة العلوية المحضرة  
 الموقرة العلوية فارجو من الله تعالى تمامها وحسن اختتامها عاجلا حق يطاع شمل التحقيق من مطالعها  
 ويطمع نور التصديق الى مخضعها ويعرف ان فقهاء اهل السنة وقراءهم وعرفائهم ومتكلمهم ومحدثيهم  
 ومفسريهم وسائر اصناف علماءهم المتبعون لاهل البيت الطيبين وهم المقفون لانهم  
 المهتدون بحججهم لاهل بيت النبوة صلى الله عليه وسلم وعليهم اجمعين وان ذلك مع  
 اتباع كتاب الله هو التمسك كاملا بالثقلين والتسك بالعلمين وان كلا من الفريقين

جن کتابوں کا تصنیف کرنا شروع کیا ہے وہ بارہ کتابیں ہیں کہ جو کچھ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کے علوم سے اونکے پہنچا ہے اوس کی پہونجی ہے۔ اول کتاب فقہ الایمان جسکا نام ہے کتاب الفقہ الاکبر عن اہل البیت الاطہر۔ دوسری کتاب اصول العلم من الروای والدرا یہ عن اہل بیت الولا یہ والہدایہ تیسری کتاب فقہ الاسلام جسکا نام ہے اخبار المیت لفقہ اہل البیت چوتھی کتاب قرات القرآن عن اہل بیت الذکر والاتقان جس کتاب کا یہ خطاب ہے کہ اتحاف قراء البشر لقرارت اہل البیت الخمسة عشر پنچویں کتاب علوم القرآن عن اہل بیت النبوة والعرفان چھٹی کتاب اخبار العالم عن اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں کتاب الحکمة والموعظة عن اہل بیت الفطنة والمعرفة جسکا خطاب ہے جہاج البلاغہ آٹھویں کتاب الادعیۃ والاذکار عن اہل البیت الاطہار جسکا خطاب ہے الصحیفة الفاضلہ۔ نوین کتاب فقہ الاحسان عن اہل بیت الحکمة والعرفان۔ دسویں کتاب جوامع الاخبار والآثار عن اہل البیت الاخیار گیارہویں کتاب آیات المنوہ عن رايات الفتوہ۔ بارہویں کتاب الصحف المطہرة العلویہ للحضرت الموقرة العلویہ۔

سو میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ ان کتابوں کو جلد اچھی طرح پورا کر دے یہاں تک کہ تحقیق کا آفتاب اوس کے مطلع سے نکلے اور نور تصدیق کا اوس کے مخزن سے بلند ہو اور پہچانا جاوے کہ اہل سنت کی فقیہ اور سمجھ والے اور قرآن کے پڑھنے والے اور اللہ کے پہچاننے والے اور بحث کرنے والے اور حدیث والے اور تفسیر والے اور اون میں کے سب قسم کے علم والے وہی اہل بیت پاک کے خبروں کے تابع ہیں اور وہی اون کے قدموں کے پیچھے چلنے والے ہیں۔ اور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جو اللہ کی راہ کے مارے ہیں اوق سے راہ پانے والے ہیں اور قرآن مجید کی پیروی کے ساتھ ہی پورا عمل ہے دونوں بھلائی چیزیں اور غسل کرنا ہے دونوں کاموں پر اور یہ دونوں گروہ بیچ کے وسیلہ ہیں

متوسطون بيننا وبين النبي صلى الله عليه وآله وسلم يوصلون اليانا من داخل البيت وخارجه  
 ما فاض منه بالملوئين فشكر الله مسعاه وذكر رضاه به عند من والاؤه وابلغ اليه بكرمه  
 ما يتمناه واصبح عليه من نعمة ما يترجاه بجاء من اصطفاه وارقتضاه واجتباؤه عليه وآله  
 واصحابه واحبابه اعلى صلوات الله واجلى تسليمات الله وقصر ذلك بقله لا فقرا لافقر  
 حيد وعلى غفر له الولي عند سفره الى الهند ثانيا ٢٩٣

تقرىظ عالم جليل مولوى سيد عبد الله حسنى رضوى نقوى  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله حق حمده والصلوة على حبيب محمد وآله من بعده وبعد فقد رأيت هذه  
 الامنوعة المنروجة من تلك الكتب المقصودة المحمودة واخوانتها من الزبرالمودودة  
 واجوبة الرسائل واجوبة المسائل فلقد ألفيت مؤلفها عالم اهل البيت ناشر الشريعة  
 ناصر الطريقة العلامة الفهامة لعلوم دين الامة عامة وخاصة لعلوم اهل بيت النبوة  
 والفقوة والامامة والكرامة الحق مصداق في هذا الزمان من بين علماء الافاق للآية ولو  
 دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذو فضل على العالمين ومحمد يث  
 ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها امر دينها فيرجى ان يرفع الله  
 به المفسدة الشنيعة بين اهل السنة والشيعة فهو المجدد المسد على راس المائة الثالثة عشر من

ہمارے بیچ میں اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچ میں گہر کے اندر سے اور باہر سے  
 ہم تک پہنچاتے ہیں جو رات دن میں آپ سے اوہوں نے فیض پایا ہے اللہ تعالیٰ اس مصنف کی  
 سسی کا عوض دیوے اور ان کے ساتھ اپنی رضا مندی کا ذکر کرے اور ان لوگوں کے پاس جو اس کے  
 نزدیک ہیں اور اپنے کرم سے ان کی آرزو تک اونکو پہنچا دے اور اللہ کی جن نعمتوں کے وہ امیدوار  
 ہیں وہ نعمتیں اللہ اور پیر پوری کرے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کے وسیلہ سے  
 جن کو اوسنے چن لیا اور پسند کیا ہے اور چن لیا ہے اور پیر اور ان کی آل و اصحاب اور احباب  
 اللہ کی رحمتیں اور بہت بڑے درجہ کی سلامتی اللہ کی طرف کی لکھا یہ اپنے قلم سے فقیر  
 حقیر حیدر علی نے اللہ اور اس کے گناہوں کو معاف کرے اور اسنے یہ لکھا جب ہند کی طرف  
 دوبارہ سفر کیا ۱۲۹۳ ہجری۔

### بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جیسا حق ہے اور اس کی تعریف کا اور اللہ کی بہت بڑی رحمت ہوا اسکے پیارے  
 بندے محمد پر اور ان کے بعد ان کی آل پاک پر اور بعد اسکے یہ ہے کہ میں نے دیکھا اس نمونہ کو جو ملا ہوا ہے  
 اور کتابوں سے جو مقصود میں بہت خوب ہیں اور اور کتابوں سے جو مرغوب ہیں اور عجب عجب  
 رسالے اور جواب مسئلوں کے تو میں نے پایا اسکے مصنف کو عالم اہل بیت کا پہلے والے والا شریعت کا مددگار  
 طریقت کا بڑا علم والا بڑا سمجھنے والا تمام امت کے دینی علوم کا اور خاص حضرت نبی صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے اور علی مرتضیٰ صاحب قوت اور امانت اور کرامت کے اہل بیت کے علوم کا اور اس نے  
 میں تمام دنیا کے علماء دین میں سے اوسپر خوب طح اس آیت کا مضمون صادق آتا ہے کہ اگر یہ نہ تھا کہ اللہ  
 دفع کر دیتا ہے لوگوں کو ایک کے باعث سے ایک کو تو بیشک زمین خراب ہو جانی ولیکن اللہ فضل والا ہر  
 سب جہان والوں پر اور اس حدیث کا مضمون بھی اوسپر صادق آتا ہے کہ اللہ اوٹھا دیکھا اس امت کے  
 کے لئے ہر سو برس کے آخر اس شخص کو جو اس کے امرویں کو اسکے لئے نازہ کر دیکھا پس امید رکھی جاتی  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی جہت سے دفع کر دے اس برے فساد کو جو سنیوں اور شیعوں کے بیچ میں ہے تو وہ

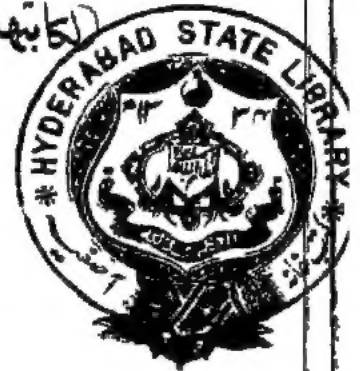


من الهجرة هذه الامة امر دينها تبدينا وتدويننا من طريق اهل البيت الطاهرين بروايات اهل  
السنة والجماعة وقد ذكرنا ان على راس المائة الاولى كان مجد دامت له هذه الامة  
من اهل البيت الامام محمد بن علي الباقر لعلوم الدين رضي وعلي راس المائة الثالثة ولد  
حفيدة الامام علي بن موسى الرضا رضي ثم ظهر في هذه الامة المجد لعلوم اهل البيت  
تدويننا وتبدينا على راس المائة سنة وقد قال في مقال اني فاطمي من جهة ابي وامتي والله  
المؤيد المسدد المشيد اللهم فجزل من اتمامها وحسن اختتامها امين يا الله قاله  
بفمه ورقمه بقلمه احقر خلو الله الا فقر الى رحمة الله عبد الله الحسين عفا عنه الله

شكر الله مساعيك واعطاك مرامك  
ولولاك وارضاك كما ارضى امامك  
وسلامه متغشاك ومن كان امامك

(لکاتبها محمد بن عقيل بن يحيى علوی) بمیدر آباد الدکن

سنة ١٣١٢



تیرہویں صدی، ہجری کے آخر میں نئے سرے سے تازہ کرنے والا ہے ٹھیک طرح پر  
 بتانے والا ہے دین کی باتوں کا بیان کر کے اور جمع کر کے اہل بیت پاک کے وسیلہ سے  
 جو روایتیں اہل سنت و جماعت کو پہونچی ہیں اور علماؤن نے ذکر کیا ہے کہ پہلی صدی  
 کے آخر میں اس امت کے واسطے اس دین کے تازہ کرنے والے اہل بیت میں سے  
 امام محمد بن علی باقر تھے جو دین کے علوم کی باریکیاں نکالنے والے تھے اور تیسری صدی  
 کے آخر میں ان کے پوتے کے بیٹے امام علی بن موسیٰ رضا تھے پھر اس امت میں  
 نیا ہر ہوا تازہ کرنے والا علوم اہل بیت کا جمع کر کے اور بیان کر کے اس صدی کے  
 آخر میں اور انھوں نے اپنے ایک بیان میں کہا میں فاطمی ہوں اپنی دادی اور زانی  
 کی طرف سے اور اللہ مدد کرنے والا ہے ٹھیک راہ بتانے والا ہے مضبوط کرنی والا  
 ہے یا اللہ اب جلد ان کتابوں کو اپنے فضل سے اچھی طرح تمام کر دے آمین  
 یا اللہ۔ اس بات کو اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اللہ کی سب خلق  
 سے زیادہ حقیر اور اللہ کی رحمت کے بہت محتاج عبد اللہ حسینی نے اللہ اور اس کے  
 گناہ معاف کرے۔

اللہ عوض دیوے تیری سعی کا اور تیرا مقصد اللہ تجکو دیوے اور تیرے کاموں کا بنانیوالا ہووے  
 اور تجکو خوش کرے جیسا تیرے امام کو خوش کیا اور میرا سلام تجکو گھیر لیوے  
 اور انکو جو تیرے آگے ہیں۔

یہ شعر بن تقریظ کے عالم عرب سید محمد بن عقیل بن یحییٰ علوی کے ہیں

# اعلان

شکر اللہ کا کہ کتب دنیہ مطبع عربیہ دکن میں خوشخط و صاف  
و پاکیزہ مصحف تمام کے نہایت عمدگی اور صفائی کے ساتھ  
ماہتمام کارپردازان مطبع طبع ہوتے ہیں۔ لہذا صاحبان فرمایش سے  
امید کی جاتی ہے کہ جو کتاب زبان عربی و فارسی و اردو  
میں چھپوانا چاہیں اطلاع فرمائیں۔

دانش نمبر	۳۰ ۲ ۷
فرہ نمبر	الف ۲۵
کتاب نمبر	